ارباب مدارس اور معلمین کیلئے ایک راہنما کتاب

تاریخ و تعارف

دار الحدیث رحمانیہ دہلی

تالیف
فضیلۃ الشیخ مولانا اسعد اعظمی حفظہ اللہ

www.KitaboSunnat.com

تقدیم
مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

دار ابی الطیب
للنشر والتوزیع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یامادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یادیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

ارباب مدارس اور معلمین کیلئے ایک راہنما کتاب

تاریخ وتعارف

دار الحدیث رحمانیہ دہلی

تالیف

فضیلۃ الشیخ مولانا اسعد اعظمی حفظہ اللہ

تقدیم

مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

دار ابی الطیب
للنشر والتوزیع

دار ابی الطیب
للنشر والتوزیع
گل روڈ، حمید کالونی، گلی نمبر 5، گوجرانوالہ
055-3823990, 0321-6466422

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تاریخ وتعارف

دار الحدیث رحمانیہ دہلی

تالیف

فضیلۃ الشیخ مولانا اسعد اعظمی حفظہ اللہ

اشاعت اول .... فروری 2015

تعداد 1100

دار ابی الطیب
للنشر والتوزیع

گل روڈ، حمید کالونی، گلی نمبر 5، گوجرانوالہ

055-3823990, 0321-6466422

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

تاریخ و تعارف

دار الحدیث رحمانیہ دہلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

- حرفِ چند 13
- عرضِ مرتب 32
- تاثرات 38
- "مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ" 43
- آغاز کتاب 49
- باب 1 بانیانِ مدرسہ 50
- مبارک باد: 65
- باب 2 شیخ عبدالوہاب ... مدرسہ کے نئے مہتمم 66
- باب 3 مدرسے کے قیام کا پسِ منظر 75
- دار الحدیث رحمانیہ دہلی کے قیام کا پسِ منظر: 78
- "دار الحدیث رحمانیہ کی تاسیس کا پس منظر": 85
- باب 4 تاسیس مدرسہ رحمانیہ اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی 89
- "مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی کی بنا": 96
- باب 5 مدرسہ رحمانیہ کی تعمیر 99
- تعمیر کے وقت کے احساسات: 100
- مدرسے کی عمارت: 102
- "مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی کی تعمیر میں اضافہ": 103

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 6 افتتاح اور تعلیم سے متعلق اعلانات 104
① مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ صدر دہلی جاری ہوگیا: 104
② مدرسہ دارالحدیث سیالکوٹ دہلی میں: 104
③ مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی کا افتتاحی جلسہ: 105
مدرسے کے افتتاحی پروگرام کا آنکھوں دیکھا حال: 106
باب 7 مدرسے کے قواعد وضوابط 109
مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی: 110
مقاصد: 110
تعلیم اور درجات: 110
امتحانات حسبِ ذیل ہوں گے: 110
انعاماتِ مدرسہ: 111
انعامات حفظِ حدیث: 112
مدرسین اور ان کے فرائض: 113
داخلہ وفرائض طلبا 114
قواعد عمومی: 117
فرائضِ ناظم: 119
تعطیلاتِ مدرسہ: 119
نوٹ: 119
باب 8 مدرسے کا نصابِ تعلیم 121
ایقاظ: 131
نصاب پر ایک نظر: 135

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ 9 باب تقریر و تحریر کی مشق 138

❁ مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ میں انجمن تہذیب الکلام کا شان دار سالانہ جلسہ: . 142

❁ ① "مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ کا جلسہ": 144

❁ ② "مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ کا دسواں سالانہ جلسہ": 144

❁ مناظرے کی مشق: 145

❁ 10 باب امتحانات 147

❁ داخلہ امتحان: 147

❁ دیگر امتحانات: 149

❁ 11 باب کتب خانہ 159

❁ 12 باب دعوت و تبلیغ 165

❁ 13 باب نشر و اشاعت 171

❁ رسالہ محدث: 171

❁ پیغام محدث کا: 178

❁ محدث کی شان: 178

❁ دینی کتابوں کی اشاعت: 181

❁ 14 باب طلبا... حقوق اور واجبات 184

❁ طلبا کی تعداد: 184

❁ طلبا کی قومیت: 186

❁ 15 باب طلبا کو ملنے والی سہولتیں 189

❁ خور و نوش کا انتظام: 189

❁ مہتمم صاحب کے دولت خانہ پر طلبا و اساتذہ کی دعوتیں: 192

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- لباس و بستر: 196
- سفر خرچ: 197
- سیر و تفریح: 198
- ورزش: 201
- کچھ دیگر انتظامات: 203

باب 16 طلبا کے لیے انعامات 206

- ''دار الحدیث رحمانیہ میں تقریروں پر انعام'': 211
- ''نتیجہ امتحان مدرسہ رحمانیہ دہلی'': 212

باب 17 سہولیات کا اثر اور نتیجہ 214

- طلبا کی محنت اور مشغولیت: 217
- طلبا کی نگرانی کا نظام: 222
- ''ایک سوال: 222
- جواب: 223
- نماز کا اہتمام اور حاضری: 226
- اِخراج: 228

باب 18 بعض فارغینِ رحمانیہ کے اسمائے گرامی 232

باب 19 اساتذۂ کرام 238

- اساتذہ کا انتخاب: 238
- اساتذہ کی تنخواہیں: 242
- بعض اساتذہ کے اسمائے گرامی: 243

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 20 چند مشہور اساتذہ کا تعارف 247
① مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی (متوفی ۱۳۷۶ھ) 247
② شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ صاحب پرتاپ گڈھی (متوفی ۱۳۶۲ھ) .. 248
③ مولانا نذیر احمد رحمانی املوی (متوفی ۱۹۶۵ء): 250
④ شیخ الحدیث علامہ عبید اللہ رحمانی مبارک پوری (۱۳۲۷ھ-۱۴۱۴ھ): .. 256
رحمانیہ میں آپ کے زیر درس کتابیں: 258
درس کی تیاری اور طریقۂ درس: 258
⑤ مولانا عبد الرؤف صاحب رحمانی (۱۹۱۰-۱۹۹۹ء) 265
⑥ مولانا ابو عبد اللہ محمد بن یوسف سورتی (۱۳۰۷-۱۳۶۱ھ) 267
باب 21 بعض دیگر اساتذہ 274
⑦ مولانا کبیر الدین صاحب: 274
⑧، ⑨ مولانا محمد سلیمان مئوی اعظمی و مولانا عبد الرؤف صاحب بنگالی: .. 275
⑩ مولانا عبد اللہ صاحب ندوی: 275
⑪ مولانا عبد الغفور صاحب، ضلع بستی: 276
⑫ مولانا محمد شریف صاحب پشاوری: 276
⑬ مولانا محمد داود راغب شاہ جہان پوری، ضلع میرٹھ: 277
⑭ مولانا سکندر علی ہزاروی: 278
⑮ مولانا عبد السلام افغانی: 278
⑯ مولانا شریف اللہ صاحب سواتی: 279
⑰ مولانا خیر محمد صاحب جالندھری: 280
⑱ مولانا عبد الرحمٰن صاحب نگرنہسوی بہاری: 280

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۞ ⑲ مولانا عبدالرزاق صاحب پشاوری: 281

۞ باب 22 مدرسے کے زائرین 283

۞ ① مولانا ابوالکلام آزاد: 285

۞ ② مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارک پوری: 285

۞ ③ شیخ شویل، قاضی مدینہ: 287

۞ ④ جمال الدین پاشا الغزی، مندوب حکومتِ حجاز: 287

۞ ⑤ پروفیسر مولانا سید ابوطلحہ: 288

۞ ⑥ پروفیسر عبدالعزیز میمنی: 289

۞ ایک مصری شیخ کی مدرسے میں آمد سے متعلق واقعہ: 289

۞ باب 23 زائرین کے تاثرات 291

۞ اردو: 291

۞ رحمانیہ کے بعض اساتذہ کے تاثرات: 296

۞ باب 24 تاثرات عربی زبان میں 298

۞ باب 25 منظوم تاثرات 305

۞ باب 26 آخری لمحات 308

۞ باب 27 دارالحدیث رحمانیہ کی عمارت کا مشاہدہ 318

۞ باب 28 دارالحدیث رحمانیہ کراچی کا قیام 326

۞ دارالحدیث رحمانیہ کے مشہور ومعروف شیوخ الحدیث: 327

۞ دیگر مشہور اساتذہ: 327

۞ مدیرانِ رحمانیہ: 328

۞ زیرِ انتظام: 328

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان سے الحاق: 329
- مدینہ یونیورسٹی سے الحاق: 329
- شعبہ جات: 329
- شعبہ علومِ اسلامیہ (درسِ نظامی): 330
- شعبہ تحفیظ القرآن والتجوید: 331
- شعبہ علومِ عصریہ: 331
- شعبہ مدرسۃ البنات: 331
- شعبہ دار الافتاء: 332
- شعبہ نشر واشاعت: 332
- شعبہ دعوت وتبلیغ: 332
- لائبریری: 333
- کمپیوٹر کی تعلیم (Information Technology) 333
- خدمتِ خلق: 333
- جلیل القدر اساتذہ کی خدمات: 334

فہرست مصادر ومراجع 335
- 1 اردو عربی کتب: 335
- 2 رسائل وجرائد 336
- ہائے رحمانیہ!: 338
- دار الحدث رحمانیہ ...تصاویر کے آئینے میں: 339

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ چند

مولانا محمد اسحاق بھٹی

متحدہ ہندوستان کے مختلف مقامات میں بے شمار دینی مدارس قائم ہوئے، جن میں قرآن و حدیث، فقہ و اصول، عربی و فارسی ادبیات، صرف ونحو، معانی و بیان اور دیگر علوم کی تعلیم دی جاتی تھی۔ یہ مدارس مقامی انجمنوں کی کوششوں سے بھی معرضِ قیام میں آئے اور ذاتی طور پر بعض اصحابِ ثروت نے بھی قائم کیے، یعنی جماعتی مدارس بھی تھے اور انفرادی بھی!

ان مدارس میں لاتعداد شائقینِ علوم نے اکتسابِ فیض کیا اور پھر تصنیف و تالیف، ادب و شعر، تحریر و خطابت، درس و تدریس اور سیاسیات میں بے حد شہرت پائی۔ ان خوش بخت بزرگانِ عالی مقام کی فہرست اتنی وسیع ہے کہ اسے گنتی شمار میں لانا ممکن نہیں۔ مثال کے طور پر یہاں چند حضرات کے اسمائے گرامی درج کیے جاتے ہیں:

میاں سید نذیر حسین دہلوی، مولانا شمس الحق عظیم آبادی، ڈپٹی نذیر احمد، حافظ محمد لکھوی، مولانا عبد الحلیم شرر، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا سید عبدالجبار غزنوی، حافظ عبد المنان وزیر آبادی، شیخ الہند مولانا محمود حسن، مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوری، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا ابو الکلام آزاد، قاضی محمد سلیمان منصور پوری، شاہ سلیمان پھلواروی، علامہ شبلی نعمانی، مولانا عبداللہ الکافی، حافظ محمد گوندلوی، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا محمد ابو القاسم بنارسی، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد علی لکھوی، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا احمد علی لاہوری، مولانا محمد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسماعیل سلفی، مولانا عبدالعزیز میمنی، سید سلیمان ندوی، مولانا محمد سورتی، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا عبدالمجید حریری، مولانا محمد داود غزنوی، مولانا عبدالقادر رائے پوری، علامہ خلیل عرب، مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا عبیداللہ رحمانی مبارک پوری، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہم اللہ۔

یہ کوئی بہت قدیم زمانے کے لوگ نہیں ہیں۔ بیسویں صدی عیسوی کے چند حضرات ہیں، جن میں حنفی بھی شامل ہیں اور اہلِ حدیث بھی۔ خوانندگانِ محترم انھیں اچھی طرح جانتے ہیں اور انھیں خوب معلوم ہے کہ ان میں مفسرینِ قرآن بھی ہیں، شارحینِ حدیث بھی ہیں۔ عربی، فارسی اور اردو کے شعرا بھی ہیں، تاریخی نوعیت کے ناول نویس بھی ہیں، ادبا بھی ہیں، سیرت نگار بھی ہیں، مدرسین بھی ہیں، مشہور ترین مناظرین بھی ہیں، سیاست دان بھی ہیں، مورخین بھی ہیں اور خطبا ومقررین بھی ہیں۔

یہ سب حضرات انھی مدارس کے فارغ التحصیل اور اسی دینی ماحول کے پروردہ ہیں۔ ان میں سے کسی نے نہ کالجوں میں تعلیم پائی، نہ یونیورسٹیوں میں گئے، لیکن اپنی بوقلموں خدمات کی بنا پر کالجوں اور یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے بہت آگے نکل گئے اور ان میں سے بعض حضرات کی تصانیف داخلِ نصاب ہوئیں اور ان کے انگریزی اور عربی زبانوں میں ترجمے کیے گئے۔ ان پر پی۔ایچ۔ڈی کے مقالے لکھے گے۔

جس قسم کے مدارس میں ان حضرات نے تحصیلِ علم کی، ان میں ایک مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ تھا، جو دہلی کے دو اصحابِ ثروت بھائیوں (شیخ عبدالرحمٰن اور شیخ عطاء الرحمٰن) نے جولائی ۱۹۲۱ء (شوال ۱۳۳۹ھ) میں دہلی میں جاری کیا تھا۔ اس کے مہتمم شیخ عبدالرحمٰن تھے، جو شیخ عطاء الرحمٰن کے بڑے بھائی تھے۔ لیکن مدرسے کے اجرا سے صرف دس مہینے بعد شیخ عبدالرحمٰن پر فالج کا حملہ ہوا اور وہ ۱۷؍ شعبان ۱۳۴۰ھ (۸؍ اپریل ۱۹۲۲ء) کو وفات پا گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد مدرسے کے اہتمام کی ذمے داری ان کے چھوٹے بھائی شیخ عطاء الرحمٰن کے سپرد ہوئی۔ انھوں نے ۱۷ سال یہ اہم خدمت سرانجام دی اور ۳۱ر مئی ۱۹۳۸ء (یکم ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ) کو اس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کو رخصت ہوگئے اور مدرسے کی زمامِ اہتمام ان کے منجھلے فرزند شیخ عبدالوہاب کے ہاتھ میں آئی۔ وہ جون ۱۹۳۸ء سے لے کر اگست ۱۹۴۷ء تک نو سال مدرسے کے اہتمام کا فریضہ ادا کرتے رہے۔ پھر ملک کی تقسیم کے بعد دہلی سے کراچی آگئے۔ یہاں اپنا کاروبار شروع کیا تو ''مدرسہ رحمانیہ'' کے نام سے مدرسہ بھی جاری کرلیا۔

دہلی کا مدرسہ رحمانیہ عمارت، تدریس، انتظامات اور باقاعدگی کے سلسلے میں منفرد نوعیت کا مدرسہ تھا، اس میں ملک کے مشہور اور جلیل القدر مدرسین طلبا کو تعلیم دیتے تھے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ طلبا کی اخلاقی تربیت کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا تھا۔ عربی اور اردو میں ان کو تحریر و تقریر اور غیر مسلموں سے مناظرے اور مباحثے کی مشق بھی کرائی جاتی تھی۔

اس مدرسے میں جن حضرات نے تعلیم پائی، ان میں مولانا عبیداللہ رحمانی مبارک پوری، مولانا نذیر احمد رحمانی، مولانا عبدالروف جھنڈانگری رحمانی، مولانا عبدالغفار حسن رحمانی، مولانا عبدالرحیم رحمانی، مولانا عبدالحکیم مجاز اعظمی اور برصغیر کے دیگر بے شمار اصحابِ علم شامل ہیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ان حضرات نے تدریسی اور تصنیفی اعتبار سے بے حساب خدمات سرانجام دیں۔

تقسیم ملک سے قبل مجھے کئی مرتبہ دہلی جانے اور وہاں کئی کئی روز رہنے کا اتفاق ہوا۔ اس اثنا میں دو مرتبہ مدرسہ رحمانیہ میں بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ ایک مرتبہ اکتوبر ۱۹۴۵ء میں جمعیت علمائے ہند کی طلب کردہ ایک میٹنگ میں گیا، جس میں حضرت مولانا سید محمد داود غزنوی، مولانا عبدالمجید سوہدروی اور استاذِ مکرم مولانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عطاء اللہ حنیف بھوجیانی بھی تشریف لے گئے تھے۔ ان دنوں استاذِ مکرم کے ساتھ مدرسہ رحمانیہ میں بھی جانا ہوا اور اس کے قریب ہی حضرت مولانا محمد جونا گڑھی دہلوی کی کوٹھی میں مولانا سید تقریظ احمد سہسوانی کی زیارت بھی ہوئی۔ مدرسہ رحمانیہ میں حضرت مولانا عبیداللہ رحمانی مبارک پوری اور مولانا نذیر احمد رحمانی املوی کو سلام عرض کرنے کا موقع ملا۔

دوسری مرتبہ ۲۰/ جون ۱۹۴۷ء کو مولانا معین الدین لکھوی، قاضی عبید اللہ اور یہ فقیر مولانا ابو الکلام آزاد سے ملاقات کے لیے دہلی گئے۔ اس سے پہلے مولانا معین الدین لکھوی کی شادی حضرت مولانا محمد جونا گڑھی کی صاحب زادی سے ہو چکی تھی، ہمارا قیام انہی کے مکان پر رہا۔ اس وقت مولانا محمد عبدہ الفلاح فیروز پوری مدرسہ رحمانیہ میں فریضہ تدریس انجام دیتے تھے، ان سے ملاقات کے لیے ہم مدرسہ رحمانیہ گئے اور پھر ۲۲/ جون کو مولانا آزاد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا محمد عبدہ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ مدرسہ رحمانیہ واقعتاً ہر لحاظ سے تمام دینی مدارس سے یگانہ حیثیت رکھتا تھا اور اسے دیکھ کر دل میں مسرت کی لہر کروٹ لینے لگتی تھی۔

مدرسہ رحمانیہ، دہلی کے افقِ تدریس پر ایسی ساعتِ سعید میں نمودار ہوا کہ بہت جلد پورے ہندوستان میں اس کی شہرت پھیل گئی اور یہ محبانِ علم کا مرجع قرار پا گیا۔ اس مدرسے میں نہ انگریزی پڑھائی جاتی تھی نہ سائنس۔ موجودہ دور کے کسی جدید علم کا اس میں گزر نہ تھا، صرف انہی دینی علوم اور ان کے متعلقات کی تعلیم دی جاتی تھی، جسے مدارس کی اصطلاح میں درسِ نظامی کہا جاتا ہے، لیکن اس مدرسے کا عمومی نظام اور طریقِ تعلیم کچھ ایسا پرکشش تھا کہ مختلف اوقات میں اس کو دیکھنے کے لیے جدید و قدیم کے بہت سے مشہور اصحابِ علم اور ممتاز ترین سیاسی رہنما وہاں گئے اور سب نے واضح الفاظ میں اس کے تمام پہلوؤں کو لائقِ ستائش گردانا۔ ان حضرات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی فہرست میں برصغیر کے نامور ماہرِ تعلیم ڈاکٹر ذاکر حسین کا نام بھی آتا ہے، جو اس وقت دہلی کی جامعہ ملیہ اسلامیہ کے پرنسپل تھے اور تقسیمِ ملک کے بعد آزاد ہندوستان کے نائب صدر اور پھر صدر منتخب کیے گئے۔ (یہ اپنے ملک کے تیسرے صدر تھے) امام الہند حضرت مولانا ابو الکلام آزاد، پروفیسر فضل الرحمٰن غازی پوری (پرنسپل کلکتہ یونیورسٹی) عالمِ جلیل مولانا اعزاز علی دیوبندی، مولانا فضل حق خیر آبادی،[1] مولانا داود غزنوی، مولانا عبد القادر قصوری اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کے اسمائے گرامی بھی مدرسہ رحمانیہ کے کاروانِ زائرین میں شامل تھے۔

برصغیر کے بہت سے رفیع المرتبت حضرات کے علاوہ حجاز، مصر اور دیگر عرب ممالک کے اصحابِ کمال کا ورود بھی اس مدرسے میں ہوا اور انھوں نے اس کے متعلق اپنے تاثرات کا تقریری اور تحریری صورت میں اظہار فرمایا، جو اس کتاب میں مندرج ہیں۔ عالمِ اسلام میں عربی کے نامور ادیب مولانا عبد العزیز میمنی کی آمد و رفت بھی اس مدرسے میں رہتی تھی۔

ہندوستان کے دیوبندی مسلک کے معروف عالم و مصنف مولانا سعید احمد اکبر آبادی کہا کرتے تھے کہ ہندوستان میں ایک ہی زمانے میں عربی کے تین ادیب

---

[1] مولانا اسعد اعظمی نے مدرسہ رحمانیہ میں تشریف لانے والوں کی فہرست میں مولانا فضل حق خیر آبادی کا نام لکھا ہے۔ (طبع اول مئو ناتھ بھنجن، صفحہ ۲۳۱) یہ مولانا کا سہو ہے۔ مولانا فضل حق خیر آبادی علومِ حکمیہ میں مہارت رکھتے تھے اور بعض مسائل میں حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید دہلوی سے ان کی بحثیں رہیں۔ انھوں نے مدرسہ رحمانیہ کے قیام سے تقریباً ساٹھ سال قبل اگست ۱۸۶۲ء میں وفات پائی، اس لیے ان کا مدرسے میں تشریف لانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میرا خیال ہے تشریف لانے والوں میں مولانا فضل حق رام پوری ہوں گے، جنھیں غلطی سے خیر آبادی لکھا گیا، ان کا شمار بھی علومِ حکمیہ کے ماہرین میں ہوتا تھا۔ وہ ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ (جنوری ۱۹۴۰ء) میں فوت ہوئے۔ یعنی مدرسے کے قیام سے انیس سال بعد۔ اس وقت مدرسہ رحمانیہ شہرت و کارکردگی کے اعتبار سے پورے جوبن پر تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ہیں اور تینوں وہابی۔ وہ تھے مولانا عبدالعزیز میمنی، مولانا محمد سورتی اور مولانا عبدالمجید حریری۔

ان تینوں کا کسی نہ کسی نہج سے مدرسہ رحمانیہ سے تعلق رہا۔ مولانا عبدالمجید حریری کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ وہ سعودی عرب میں آزاد ہندوستان کے پہلے سفیر مقرر کیے گئے۔ تقرری کے بعد وہ براستہ مصر سعودی عرب گئے تھے۔ مصر میں جامعہ ازہر کے اساتذہ سے ان کی ملاقات ہوئی تو ان کے خالص عربی لہجے اور ادیبانہ طرزِ کلام سے جامعہ ازہر کے اساتذہ نہایت متاثر ہوئے۔

ان تینوں عظیم المنزلت حضرات کے تراجم میں نے اپنی ایک کتاب ''برصغیر میں اہلِ حدیث کی اوّلیات'' میں بیان کیے ہیں۔ یہ کتاب دارابی الطیب گوجرانوالہ کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ ہندوستان کے ممتاز عالم مولانا صلاح الدین مقبول احمد نے اس پر طویل مقدمہ لکھا ہے اور معلوم ہوا ہے کہ انھوں نے اس کا عربی میں ترجمہ بھی کر دیا ہے، لیکن یہ ترجمہ ابھی چھپا نہیں۔

خوانندگانِ محترم نے ملاحظہ فرمایا کہ اس دارالعلوم کے نام کے ساتھ نہ کلیہ کا لاحقہ ہے نہ جامعہ کا سابقہ۔ اسے صرف مدرسہ کہا گیا ہے، لیکن اس مدرسے کو اس قدر اہمیت حاصل ہوئی کہ اپنے عہد کے تمام کلیات و جامعات سے بازی لے گیا۔ اس کی وجہ بانیانِ مدرسہ کا اخلاص بھی تھا، مدرسین کی محنت بھی تھی، طلبا کی تحصیلِ علم میں لگن بھی تھی اور لوگوں کا یہ رجحان بھی تھا کہ اپنی اولاد کو دینی تعلیم دلائی جائے۔

اس کتاب میں مدرسے کی تاریخ کے سلسلے کی ہر بات ضبطِ تحریر میں لائی گئی ہے۔ کب قائم ہوا؟ کیوں قائم ہوا؟ کس نے قائم کیا؟ اس کے قیام میں کن لوگوں کی کوششیں کارفرما تھیں؟ اس کے محرک کون بزرگ تھے؟ زمین کیسے حاصل ہوئی؟ اس انتہائی سستے زمانے میں تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟ ابتدائی دور کے مدرسین کون تھے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولین، طلبا کون تھے؟ اسلوبِ تدریس کیسا تھا؟ لائبریری کیسے قائم ہوئی؟ اساتذہ وطلبا کی رہائش کا کیا انتظام تھا؟ مطبخ کا سلسلہ کیسا تھا؟ بانیانِ مدرسہ یا مہتمم اس کی کس طرح نگرانی کرتے تھے اور اساتذہ وطلبا کے ساتھ ان کا سلوک کس قسم کا تھا؟ مدرسے کے کتنے کمرے تھے؟ تقریبوں کے لیے ہال کتنا بڑا تھا؟ ممتحن کون بزرگ تھے اور طریقہ امتحان کیسا تھا؟ مسجد کہاں تھی؟ یہ سب باتیں تفصیل سے کتاب میں بیان کر دی گئی ہیں۔

مولانا اسعد اعظمی کو اللہ تعالیٰ خوش رکھے کہ انھوں نے نہایت محنت سے چھوٹی بڑی وہ تمام تحریریں جمع فرما دیں، جو مدرسہ رحمانیہ کے متعلق انھیں کہیں سے ملیں اور مختلف اوقات میں تشریف لانے والے ان مہمانانِ گرامی کے تاثرات کا بھی سراغ لگا لیا، جن کا انھوں نے مدرسے کے بارے میں اظہار کیا تھا۔

مدرسہ جولائی ۱۹۲۱ء میں قائم ہوا تھا، جب کہ ملک کے حالات نہایت پُرسکون تھے اور دہلی میں دینی مدرسوں کی بہار آئی ہوئی تھی اور اگست ۱۹۴۷ء میں اس کی روح قبض ہوگئی، جب کہ ملک انتہائی افراتفری کا شکار تھا اور فسادیوں کے ہاتھوں دہلی کا سہاگ لٹ رہا تھا۔ مسجدوں میں ویرانی کے آثار ابھر آئے تھے اور مدرسوں کی رونق حالتِ نزع میں تھی۔ نہ کوئی جماعت کا اخبار تھا اور نہ اس کی تاریخ کو اجاگر کرنے کا کوئی ذریعہ۔ مدرسے کے بانیوں کو موت نے نگل لیا تھا اور اس کے منتظم ملک چھوڑ گئے تھے اور دنیا سے بھی رخصت ہوگئے تھے۔ ان انتہائی نامساعد حالات میں ۶۵ سال پہلے کے ختم شدہ مدرسے کی ستائیس سالہ تدریسی سرگرمیوں کا کھوج لگانا اور اس کے متعلق ایک ایک واقعہ تلاش کرنا بہ ظاہر ناممکن تھا، لیکن مولانا اسعد اعظمی نے کمر ہمت باندھی، مختلف دروازوں پر دستک دی اور سالہا سال کے طویل عرصے کی تاریکیوں میں چھپے ہوئے واقعات اجاگر کر کے کتابی شکل میں مرتب کر دیے۔ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نتیجے کو فارسی میں ''جوئندہ یابندہ'' اور عربی میں ''مَنْ جَدَّ وَجَدَ'' کہا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ دنیا کے کاموں میں کوئی کام انجام دینا ناممکن نہیں، ضرورت صرف اللہ کا نام لے کر جہانِ تگ و دو میں قدم زن ہونے کی ہے، اگر ایسا ہو جائے تو ناممکنات کی دیواریں منہدم اور راستے کی مشکلات ختم ہو جاتی ہیں۔

آزادیِ برصغیر کے اعلان کے فوراً بعد فسادات کے ملک گیر ریلے میں انسانی خون کا جو مینہ برسا، اس سے دار الحکومت دہلی کے چہرے کا وہ غازہ اُتر گیا تھا، جو دینی مدارس کی شکل میں اس کی خوب صورتی کا ضامن اور اسلامی تہذیب کا زریں عنوان تھا۔ اس نے مدرسہ رحمانیہ کو بھی اپنی زد میں لے لیا اور دہلی کی سرزمین سے اس کا نام قطعی طور پر کھرچ دیا گیا۔ اس کا ظاہری وجود جو ختم ہو گیا تھا، ذی ہمت مولانا اسعد اعظمی نے اس کے نشانات کو تلاش کر کے نہایت ہنرمندی سے اس کتاب کے صفحات پر مرتسم کر دیا ہے۔

اس کا مطالعہ قارئین کے لیے باعثِ عبرت بھی ہوگا اور ان کی معلومات میں اضافے کا موجب بھی۔ یہ کتاب برصغیر بالخصوص اہلِ حدیث حضرات کی تدریسی تاریخ کا نہایت اہم حصہ ہے اور ان کی علمی جدوجہد کا زریں باب۔

کتاب پہلی مرتبہ مکتبہ الفہیم مئو ناتھ بھنجن (یو۔ پی ہندوستان) نے فروری ۲۰۱۳ء میں شائع کی تھی، جو مولانا صلاح الدین مقبول احمد اور جناب مرتب کے والدِ مکرم مولانا محمد اعظمی کے مقدمات سے مزین ہے۔ اب اسے ہمارے دوست مولانا عارف جاوید محمدی کے قائم کردہ اشاعتی ادارے ''دار ابی الطیب'' (حمید کالونی گل روڈ گوجرانوالہ) کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ اس فقیر نے اس کے مختلف حصوں کی تبویب کر دی ہے، تاکہ معزز قارئین پر اس کا ہر حصہ واضح ہو جائے اور اس کے مندرجات کے الگ الگ تمام اجزا کو آسانی سے سمجھا جا سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ میں نے اپنی ایک کتاب ''بزمِ ارجمنداں'' میں حضرت حافظ عبداللہ روپڑی پر طویل مضمون لکھا ہے۔ یہ کتاب کئی سال پہلے پاکستان میں شائع ہوئی تھی، جو میری متعدد کتابوں کی طرح ہندوستان میں بھی شائع ہوگئی ہے۔ حافظ صاحب کو مدرسہ رحمانیہ کا ممتحن مقرر کیا گیا تھا۔ میں نے ''بزمِ ارجمنداں'' میں لکھا ہے کہ مدرسہ رحمانیہ ۱۹۱۷ء میں جاری ہوا تھا۔ اس وقت مجھے اس کے اجرا کی صحیح تاریخ کا علم نہیں تھا۔ ایک دوست سے پوچھا تو انھوں نے ۱۹۱۷ء بتایا اور میں نے یہی لکھ دیا۔ (صفحہ: ۲۷۰) مولانا اسعد اعظمی نے اپنی اس کتاب ''مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ'' میں اس غلطی (یا سہو) کی نشان دہی کی ہے۔ اس پر میں ان کا شکر گزار ہوں۔

کچھ عرصہ قبل میری ایک کتاب ''روپڑی علماے حدیث'' کے نام سے چھپی ہے، جو ساڑھے تین سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں حضرت حافظ عبداللہ روپڑی کے حالات تفصیل سے مرقوم ہیں۔ حافظ صاحب کے علاوہ اس خاندان کے دیگر علماے کرام اور ان کے تلامذہ و متاثرین کا تذکرہ بھی کتاب میں کیا گیا ہے۔ کتاب کے صفحہ (۲۵) پر مدرسہ رحمانیہ کے اجرا کا بھی ذکر آیا ہے، وہاں میں نے اس کے اجرا کا سال ۱۹۲۱ء لکھا ہے، جو بالکل صحیح ہے۔

مدرسہ رحمانیہ کے بارے میں ایک اور بات عرض کرنا ضروری ہے، جس کا مولانا اسعد اعظمی نے ذکر نہیں کیا، وہ یہ کہ تقسیمِ ملک کے زمانے میں مولانا ابوالکلام آزاد نے دہلی کے بعض اہلِ حدیث حضرات سے رابطہ کر کے فرمایا تھا کہ مدرسہ رحمانیہ میں اگر کسی طرح چھوٹے بڑے پیمانے پر درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا جائے تو یہ محفوظ رہے گا۔ لیکن جماعت کے بہت سے اہلِ علم دہلی سے نکل گئے تھے اور جو موجود تھے، وہ پریشانی اور مایوسی کی گرفت میں تھے۔ تاہم اس کے باوجود مولانا آزاد نے مدرسے کے ایک حصے میں مولانا سید تقریظ احمد سہسوانی کو بٹھا دیا اور چند طلبا بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں پہنچ گئے، لیکن حالات کی رفتار انتہائی بے رحم ہو چکی تھی اور دہلی کے گلی کوچوں میں فسادات کا خونی پہیہ تیزی سے گھوم رہا تھا، اور مولانا تقریظ احمد کا وہاں رہنا مشکل ہوگیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مدرسہ جماعت کے ہاتھ سے نکل گیا لیکن اللہ کا شکر ہے کہ کسی غیر مسلم ادارے یا خاندان کے قبضے میں نہیں آیا، بلکہ ایک مسلمان تعلیمی ادارے کی تحویل میں چلا گیا اور لائبریری جامعہ ملیہ اسلامیہ کے سپرد کر دی گئی۔ ان خوف ناک حالات میں یہ بہت مناسب سلسلہ تھا، جو زیرِ عمل آیا۔

مولانا ابو الکلام آزاد کی ایک اور کوشش:

تقسیمِ ملک کے زمانے میں سنا تھا کہ امرتسر میں جب مولانا ثناء اللہ امرتسری کے فرزندِ گرامی مولانا عطاء اللہ ثنائی کی شہادت کا واقعہ پیش آیا تو مولانا ابو الکلام آزاد نے چند سرکاری آدمیوں کو امرتسر بھیجا کہ مولانا ثناء اللہ صاحب کے کتب خانے کی حفاظت کی جائے اور مولانا سے رابطہ کرکے یہ معلوم کیا جائے کہ وہ کہاں تشریف لے جانا چاہتے ہیں؟ جہاں وہ جانا چاہیں ان کا کتب خانہ وہیں پہنچا دیا جائے، لیکن اس وقت حالات بہت خراب ہو چکے تھے۔ وہ لوگ جب امرتسر پہنچے تو مولانا امرتسر سے نکل گئے تھے اور ان کا کتب خانہ ضائع ہوگیا تھا۔

اب آگے چلیے!

ہندوستان کے بعض اہلِ علم نے اپنے ملک کے دینی مدارس کے موضوع پر کتابیں لکھی ہیں اور کہیں تفصیل اور کہیں اختصار کے پیرائے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس ضمن میں ایک کتاب جامعہ سلفیہ بنارس کے استاذِ محترم مولانا عزیز الرحمٰن سلفی کی تصنیف ہے، جو "جماعت اہلِ حدیث کی تدریسی خدمات" کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں ہندوستان کے نئے پرانے بے شمار مدارس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ کتاب اس موضوع سے متعلق کتبِ حوالہ میں گردانی جائے گی اور میں نے اپنی ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب ''برصغیر میں اہلِ حدیث کی سرگزشت'' میں اس سے استفادہ کیا ہے، لیکن کسی ایک ہی مدرسے کی مکمل تاریخ اور اس کے بانی اور اساتذہ وتلامذہ کی تفصیل پر مشتمل میرے خیال سے ہندوستان میں دو کتابیں شائع ہوئی ہیں۔

ایک آج سے ایک سو چھے سال قبل ۱۹۰۸ء = ۱۳۲۶ھ میں، جب ہندوستان کی تقسیم کا کوئی تصور نہ تھا، ''الحیات بعد الممات'' کے نام سے لکھی گئی۔ یہ کتاب حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے حالات وکوائف پر محیط ہے اور مولانا فضل حسین بہاری کی تصنیف ہے۔ حضرت میاں صاحب کے واقعاتِ حیات کے ضمن میں علما وصلحا کا ایک جمِ غفیر اس کتاب کے صفحات میں خیمہ زن دکھائی دیتا ہے۔ کہیں درس وتدریس کی محفلیں جمی ہوئی ہیں، کہیں تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری ہے اور کہیں وعظ ونصیحت کا فریضہ انجام دیا جا رہا ہے۔ اپنے موضوع کی یہ اہم ترین کتاب ہے۔ ایک صدی سے زائد عمر کے اس ذخیرۂ معلومات میں ہمت کر کے کچھ اضافہ کر دیا جائے اور اس کے مندرجات پر نظرِ ثانی کی جائے تو اس کی اہمیت بہت بڑھ جائے گی۔

میری معلومات کے مطابق دوسری یہی پیشِ نظر کتاب ''مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ'' ہے، جو صرف ایک مدرسے سے متعلق تفصیلات کو نمایاں کرتی ہے۔

علاوہ ازیں نیپال کے شہر جھنڈا نگر کے ماہنامہ ''السراج'' (مطبوعہ ۲۰۰۰ء = ۱۴۲۱ھ) کا خطیب الاسلام نمبر بھی پُراز معلومات کارنامہ ہے۔ ۶۷۰ صفحات پر محیط یہ نمبر مولانا عبدالرؤف خاں رحمانی جھنڈا نگری کے احوال کے ساتھ ساتھ وہاں کے ''جامعہ سراج العلوم السّلفیہ'' کی ابتدائے اجرا سے لحہ موجود تک کی پوری تاریخ کو اپنے دامنِ صفحات میں سمیٹے ہوئے ہے۔ اس جامعہ کی تاریخ بہت سے نشیب وفراز کا حیرت انگیز اور دلچسپ مجموعہ ہے۔ اس میں حزن وملال کی تلخیوں سے بھی واسطہ پڑتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور مسرت و شادمانی کی روح پرور لہریں بھی دیکھنے میں آتی ہیں۔ اس طرح یہ داستان حزنیہ بھی ہے اور طربیہ بھی۔

اس موضوع کی ایک کتاب ''مدارسِ اہل حدیث۔ ایک تاریخی دستاویز'' کے نام سے مولانا اصغر علی امام مہدی کی تصنیف ہے، جس میں موجودہ دور کے ہندوستان کے تمام صوبوں میں جاری اہل حدیث مدارس کے متعلق تفصیل بیان کی گئی ہے۔ یہ کتاب مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی طرف سے شائع کی گئی ہے اور بہت عمدہ کتاب ہے۔ بے شمار معلومات کا مرقع۔ اس کی تصنیف میں مولانا اصغر علی کے معاون جناب خالد حنیف صدیقی ہیں۔ ممکن ہے اہلِ حدیث کے ہندوستانی مدارس کے بارے میں کچھ اور کتب و رسائل بھی ہوں، جن تک میری محدود نظر کی رسائی نہ ہوسکی ہو۔

جامعہ سلفیہ بنارس کا قیام آج سے ۵۱ سال پیشتر ۱۹۶۳ء میں عمل میں آیا تھا۔ سنا ہے اس کی تدریسی رفتار کے قدم بہ قدم اس کے مختلف گوشوں کی جو تحریر و نگارش، تصنیف و تالیف، اساتذہ کی تقرری، طلبا کی آمد و رفت اور انتظامی امور سے تعلق رکھتے ہیں، تاریخ بھی مرتب کی جا رہی ہے۔

بہر کیف ہندوستان کے متعدد اہلِ علم نے اپنے ملک کے مدارس کی تاریخ بیان کی ہے اور ان کی تدریسی سرگرمیوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اردو میں بھی، عربی میں بھی، کہیں اختصار سے، کہیں تفصیل سے۔ اردو میں ان کی مساعی کے متعلق گزشتہ سطور میں بتایا جا چکا ہے اور عربی میں ہمارے لائقِ تکریم فاضل دوست پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی (جامعہ ملک سعود ریاض) کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے، جو اس موضوع کے بہت سے حقائق کی نقاب کشائی کرتی ہیں۔

جی چاہتا ہے کہ چلتے چلتے اب فیصل آباد کی جامعہ سلفیہ کے بارے میں بھی چند باتیں ہو جائیں۔ یہ وہ باتیں ہیں جو میرے سامنے عمل میں آئیں اور میں ان کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عینی شاہد ہوں۔

پاکستان کی جامعہ سلفیہ آج سے ساٹھ سال پیشتر ۴/ اپریل ۱۹۵۵ء کو مرکزی جمعیت کی تیسری کانفرنس کے انعقاد کے موقع پر لائل پور (موجودہ فیصل آباد) میں قائم ہوئی تھی (یعنی جامعہ سلفیہ بنارس کے قیام سے آٹھ سال قبل) میں اس وقت ہفت روزہ ''الاعتصام'' کا ایڈیٹر تھا، میں نے اس اخبار میں اس کے متعلق چھوٹی بڑی ہر چیز کی وضاحت کی تھی اور بتایا تھا کہ:

- مرکزی دار العلوم قائم کرنے کا فیصلہ کب کیا گیا؟ اس کا نام جامعہ سلفیہ مولانا محمد حنیف ندوی نے تجویز کیا تھا، تاکہ اس کے فارغین اس نام کی وجہ سے ''سلفی'' کہلائیں۔ (لیکن نہیں کہلاتے، شاید اس لیے کہ نئے دور کے ان علماء وطلباء کو سلفی کہلاتے ہوئے حیا آتی ہے اور الحیاء شعبۃ من الایمان)
- جامعہ سلفیہ کے لیے قصور میں اچھی خاصی زمین دینے کی پیش کش میاں محمود علی قصوری بار ایٹ لا نے کی۔ وہاں مسجد تعمیر کرانے اور کتب خانے کے لیے رقم دینے کا بھی کہا، لیکن بہ وجوہ ان کی پیش کش پر عمل نہ کیا گیا۔
- مولانا سید محمد داود غزنوی نے لاہور میں اپنے خاندانی دار العلوم تقویۃ الاسلام کی بلڈنگ اس کی لائبریری سمیت جامعہ کے قیام کے لیے عطا کرنے کی پیش کش کی، اس پر بھی عمل نہ ہو سکا۔
- جی ٹی روڈ پر لاہور سے تیرہ چودہ میل کے فاصلے پر زمین خریدنے کا منصوبہ بنا اور زمین دیکھی بھی گئی۔ یہ فقیر بھی زمین دیکھنے والے بزرگانِ ذی مرتبت کے ساتھ گیا تھا، لیکن زمین خریدی نہ گئی۔
- متحدہ پنجاب کے آخری وزیر اعلیٰ ملک خضر حیات خاں ٹوانہ کی دو مربعے زمین (واقع لائل پور سمندری روڈ) خریدنے کی کوشش ہوئی۔ ان سے خود مولانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزنوی نے بات کی۔ میں بھی ان کے مکان پر مولانا کے ساتھ گیا تھا، لیکن زمین کی قیمت اتنی زیادہ تھی کہ اس وقت جماعت کے لیے اس کا ادا کرنا مشکل تھا۔

- فیصل آباد کے دو بھائیوں کریم بخش اور امام الدین نے مولانا عبدالواحد مرحوم سے اپنی پونے دو ایکڑ زمین فی سبیل اللہ وقف کرنے کی بات کی۔ یہ بات مولانا داود غزنوی اور جماعت کے سرکردہ حضرات کے علم میں لائی گئی تو وہاں جامعہ سلفیہ کا قیام عمل میں آیا۔
- اس کا سنگِ بنیاد ۴/ اپریل ۱۹۵۵ء کو مولانا داود غزنوی اور مولانا محمد اسماعیل سلفی کی تجویز سے لائل پور شہر اور ضلع کے تین بزرگانِ کرام نے رکھا، وہ تھے: حکیم نور الدین، میاں محمد باقر اور صوفی عبداللہ۔ اس وقت جماعت میں بڑا جذبہ اور جوش وخروش دیکھنے میں آیا۔ جامعہ کے لیے پہلی رقم کس نے دی اور کتنی دی؟ اینٹیں کن کن صاحبان نے دیں اور کتنی دیں؟ سیمنٹ کن لوگوں نے دیا؟ جامعہ کی تعمیر کمیٹی کے ارکان کون کون بزرگ تھے؟ اس قسم کی سب باتیں میں نے پوری تفصیل سے اخبار ”الاعتصام“ میں لکھیں۔

فیصلہ یہ کیا گیا تھا کہ جلد از جلد چند کمرے تعمیر ہو جائیں، تاکہ جامعہ میں تعلیم کا سلسلہ شروع کیا جائے، لیکن انتہائی کوشش کے باوجود ایسا نہ ہو سکا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۲۱/ جون ۱۹۵۶ء کو جمعرات کے روز جماعت کے اچھے خاصے اجتماع میں دار العلوم تقویۃ الاسلام لاہور میں عارضی طور پر جامعہ سلفیہ کی تدریس کا آغاز ہوا۔ اس موقع پر مولانا غزنوی نے کیا تقریر کی اور مولانا محمد اسماعیل سلفی نے کیا ارشاد فرمایا؟ لاہور میں جامعہ کے اولین اساتذہ اور اولین طلبا کون کون حضرات تھے اور طلبا کے قیام وطعام کا کیا انتظام تھا؟ سب کچھ اخبار میں آیا۔ پھر جامعہ سلفیہ لائل پور (فیصل آباد) میں منتقل ہوا، اس کی تفصیل بھی بیان کی گئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پندرہ سال سے سوچ رہا تھا کہ دو کتابیں لکھی جائیں۔ ایک کتاب میں برصغیر کی جماعت اہلِ حدیث کی تنظیم و تدریس کی سرگزشت بیان کی جائے۔ دوسری کتاب ان استقبالیہ اور صدارتی خطبات پر مشتمل ہو، جو مرکزی جمعیت اہلِ حدیث پاکستان کی کانفرنسوں میں ان کے قابلِ احترام صدور نے تحریری صورت میں ارشاد فرمائے، لیکن دیگر تصنیفی مصروفیات کی بنا پر یہ کام التوا کی نذر ہوتا رہا۔ پھر ۲۰۰۸ء میں مَیں نے عزم کرلیا کہ یہ کتابیں بہرصورت لکھنی چاہییں۔ یہ دونوں کتابیں میں اپنی یادداشت اور اخبار ''الاعتصام'' میں شائع شدہ مواد کے حوالے سے لکھنے کا خواہاں تھا، چناں چہ اللہ کا نام لے کر ۲۰۰۸ء میں کام شروع کر دیا گیا، لیکن آج سے ساٹھ سال قبل لیتھو کی چھپائی چلتی تھی، جو مرورِ زمانہ سے مدھم پڑ گئی تھی اور اخباری کاغذ بوسیدہ ہوگیا تھا اور جگہ جگہ سے پھٹ بھی گیا تھا۔ اسے پڑھنا اور کمپوز کرنا بہت مشکل تھا۔

میں نے پہلے مرحلے میں خطبات کی کمپوزنگ شروع کروانی چاہی، جو مولانا محمد حنیف ندوی کی پریس کانفرنس سمیت تعداد میں چوبیس تھے۔ کمپوزر نے مسودہ دیکھا تو یہ کہہ کر کمپوز کرنے سے انکار کر دیا کہ نہ وہ اسے پڑھ سکتا ہے نہ کمپوز کر سکتا ہے۔ میں چوں کہ اس کام کی تکمیل کا دل میں عزم کر چکا تھا، اس لیے ۳۳ ہزار روپے خرچ کر کے اپنا کمپیوٹر اور پرنٹر خریدا اور اپنے بھتیجے لقمان سعید سے کمپوز کرانا شروع کیا۔ وہ اس وقت کالج کا طالب علم تھا۔ کٹے پھٹے مسودے کی وجہ سے وہ بھی بہت گھبرایا۔ مجھے بھی سخت پریشانی ہوئی اور بار بار ذہن میں آیا کہ یہ مرکزی جمعیت کا کام ہے، اسے ہی کرنا چاہیے تھا، مجھے اتنی رقم خرچ کرنے اور اپنے تصنیفی کام سے (جسے اللہ نے میری روزی کا ذریعہ بنایا ہے) وقت نکال کر اس مصیبت میں پڑنے کی کیا ضرورت تھی؟

پھر خیال گزرا کہ چند روز کی تکلیف ہے، اسے برداشت کرنا اور کام مکمل کرنا چاہیے۔ جمعیت والے ملک کی سیاسی گھتیاں سلجھانے میں مصروف ہیں۔ انھوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب تک اس طرف دھیان نہیں کیا اور اپنی تاریخ اور اپنے اسلاف کی خالص دینی اور جماعتی کاوشوں کو محفوظ کرنا ضروری نہیں سمجھا، آیندہ وہ اسے کیوں کر لائقِ اعتنا گردانیں گے؟ چناں چہ ذہنی اور مالی تکلیف کے باوجود میں نے کام جاری رکھا اور گرتے پڑتے ۱۸/ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو اللہ کی مہربانی سے خطبات کا کام مکمل ہوگیا۔ یہ کتاب ۳۲۸ صفحات پر محیط ہے۔

اس سے چار پانچ مہینے بعد ۱۶/ فروری ۲۰۱۰ء کو "برصغیر میں اہلِ حدیث کی سرگزشت" بھی تکمیل کو پہنچ گئی۔ اس میں آل انڈیا اہلِ حدیث کانفرنس کے قیام اور اس کی چوبیں کانفرنسوں کا تاریخ وار تذکرہ بھی آ گیا اور مرکزی جمعیت اہلِ حدیث پاکستان کی مکمل تاریخ بھی مرقوم ہوگئی۔ دونوں ملکوں کے ان بہت سے مدارس کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے، جو اگست ۱۹۴۷ء سے پہلے اور بعد میں معرضِ وجود میں آئے۔ نیز یہ بھی بتا دیا گیا کہ تقسیم کے زمانے میں مشرقی پنجاب میں صرف اہلِ حدیث کے تیس (۳۰) مدرسے ختم ہوئے اور تیرہ علماے کرام شہید ہوئے۔ یہ کتاب ۳۴۴ صفحات میں پھیلی ہوئی ہے۔

فیصل آباد کی جامعہ سلفیہ کے شروع سے لے کر اب تک کے تمام پہلوؤں کا اس میں احاطہ کر لیا گیا ہے۔ حجرِ اساسی یا سنگِ بنیاد رکھنے والے بزرگوں کے تراجم، ابتداے اجرا سے عہدِ موجود تک کے تمام شیوخ الحدیث، ناظمینِ تعلیم، مختلف اوقات کے مشہور مدرسین، اصحابِ اہتمام، لائبریری اور لائبریرین، جامعہ کے معاونین، جامعہ کا نصابِ تعلیم، جامعہ کے سلسلے میں مولانا عبدالواحد مرحوم اور مولانا عبیداللہ احرار مرحوم کی خدمات۔ غرض جامعہ کے متعلق ہر اہم بات کا کتاب میں اندراج ہوگیا ہے۔

البتہ ان غیر ملکی مہمانانِ گرامی کے تاثرات اس میں درج نہیں ہوسکے، جو مختلف اوقات میں جامعہ میں تشریف لائے۔ یہ تاثرات ہمارے دوست جامعہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہتمم چودھری محمد یاسین ظفر کی تحویل میں ہوں گے۔ اگر میرے پاس ہوتے تو میں انھیں بھی کتاب کے صفحات کی زینت بنا دیتا۔ ان دونوں کتابوں کی پروف ریڈنگ کا مرحلہ بھی بہت مشکل تھا جو مجھے تین مرتبہ طے کرنا پڑا۔ (جامعہ سلفیہ کے موجودہ دور کے اساتذہ کرام کے تراجم میری زیرِ طبع کتاب ''چمنستانِ حدیث'' میں بیان کر دیے گئے ہیں)

''برصغیر میں اہلِ حدیث کی سرگزشت'' اور ''خطباتِ استقبالیہ وصدارت'' دونوں کتابیں مجموعی طور پر سات سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہیں اور مکتبہ سلفیہ (شیش محل روڈ، لاہور) کی طرف سے نہایت خوب صورتی سے معرضِ اشاعت میں لائی گئی ہیں۔

مجھے ان کتابوں کی اشاعت سے انتہائی مسرت ہوئی، اس لیے کہ ان میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد اور برصغیر کے قبل از تقسیم ملک اور بعد از تقسیم ملک کے مدارس کی اور جماعتی تنظیم کی تفصیل آ گئی ہے اور میں نے جو محنت کی بحمداللہ اس کا ثمر مجھے مل گیا ہے۔

میری متعدد کتابیں ہندوستان کے بعض ناشروں نے شائع کر دی ہیں اور میرے کہے بغیر ایک کتاب کا ہندی زبان میں ترجمہ ہوگیا ہے۔ بعض کتابوں کے بعض حصوں کے انگریزی ترجمے ہوگئے ہیں، جو چھپ بھی گئے ہیں اور مجھے مل بھی گئے ہیں۔ عربی ترجمہ بھی ایک کتاب کا ہوگیا ہے۔ میری ہندوستانی ناشروں سے درخواست ہے کہ وہ یہ دونوں اردو کتابیں (خطباتِ استقبالیہ وصدارت اور برصغیر میں اہلِ حدیث کی سرگزشت) بھی چھاپ دیں۔ ان کتابوں، بالخصوص موخر الذکر کتاب میں ہندوستان کے علماے اہلِ حدیث کی مختلف علمی سرگرمیوں کا تذکرہ خاصی تفصیل سے کیا گیا ہے۔

میں نے بغیر کسی لالچ اور طمع کے ہمیشہ جماعت اور جامعہ سلفیہ کے خادم کی حیثیت اختیار کیے رکھی ہے۔ کچھ عرصہ پیشتر میرے مرحوم دوست حمید اختر نے جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزنامہ ’’ایکسپریس‘‘ کے کالم نگار تھے، کسی غلط اطلاع کی بنا پر جامعہ سلفیہ کے خلاف کالم لکھا تو مجھ سے ٹیلی فون پر چودھری یاسین ظفر نے رابطہ کیا۔ میں اس وقت بہاول نگر میں تھا۔ انھوں نے کہا کہ حمید اختر صاحب کی اطلاع صحیح نہیں ہے۔ وہ تمھارے دوست ہیں۔تم ان سے بات کرو، میں نے عرض کیا: میں ابھی ان کو ٹیلی فون کرتا ہوں، آپ انھیں صحیح واقعات سے مطلع کیجیے۔ چناں چہ انھیں اصل صورت حال بتائی گئی تو غلط فہمی رفع ہوگئی اور حمید اختر مرحوم نے اس کا تذکرہ اپنے کالم میں خاصی تفصیل سے کیااور مجھے بہاول نگر ٹیلی فون کر کے بتایا کہ میں نے تمھارے کہنے اور یاسین ظفر صاحب کے صحیح واقعات فراہم کرنے کی بنا پر کالم لکھ دیا ہے۔

کتاب ’’مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ، دہلی‘‘ کے ضمن میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد اور اس فقیر کی دو کتابوں کا ذکر اس لیے زیرِ قلم آ گیا کہ اس خاک نشین نے بھی اس موضوع پر کچھ خدمات سرانجام دی ہیں اور اللہ کے فضل سے دے رہا ہے۔ ممکن ہے میری خدمات کا دائرہ ہندوستانی حضرات کی خدمات کے دائرے سے کم ہو، تاہم خدمات تو ہیں اور یہ اللہ کی نعمت بھی ہے۔ اسی بنا پر میں نے اس کے اظہار کی کوشش کی ہے۔ ﴿وَاَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾

بہر کیف مدرسہ ’’دار الحدیث رحمانیہ، دہلی‘‘ کے لائق مصنف مولانا اسعد اعظمی اور فضیلۃ الشیخ فلاح خالد المطیری (مدیر لجنۃ القارۃ الہندیۃ) اور مولانا عارف جاوید محمدی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے یہ بہت بڑا تحفہ ہمیں عنایت فرمایا ہے۔

یہاں میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مدرسہ رحمانیہ دہلی کے آخری مہتمم شیخ عبدالوہاب صاحب تقسیم ملک کے زمانے میں دہلی کی سکونت ترک کر کے کراچی آ گئے تھے اور اپنے کاروبار کے ساتھ ہی انھوں نے یہاں مدرسہ رحمانیہ کے نام سے مدرسہ جاری کرلیا تھا، لیکن یہ پتا نہیں چلا کہ انھوں نے یہ مدرسہ کس مہینے اور کس سن میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاری کیا تھا، اس کے مدرسین کون کون بزرگ تھے اور وہ کتنا عرصہ جاری رہا اور کن حضرات نے اس میں تعلیم حاصل کی۔ اگر اس کی تفصیل کا پتا چل جائے تو بتانے والے صاحب کے شکریہ کے ساتھ اسے ان شاء اللہ اس کتاب کے دوسرے اڈیشن میں شائع کردیا جائے گا اور یہ فقیر اسے مرتب کر کے کسی اخبار میں بھی چھپوا دے گا۔[1]

اب آیئے کتاب کے مطالعہ سے اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کی کوشش کیجیے اور مصنف اور ناشر کے لیے دعاے خیر فرمایئے۔ دعا کے وقت اس فقیر کو بھی یاد فرمالیا جائے تو بڑی مہربانی ہوگی۔

بندۂ عاجز

محمد اسحاق بھٹی

اسلامیہ کالونی۔ ساندہ، لاہور

۴/نومبر ۲۰۱۴ء = ۱۰/محرم ۱۴۳۶ھ

www.KitaboSunnat.com

[1] کراچی میں قائم ہونے والے مدرسہ رحمانیہ کی مختصر تاریخ اور اس کے بانیان کا تذکرہ اس کتاب کے آخری اٹھائیسویں باب (ص: ۳۲۶) میں کردیا گیا ہے۔ یہ اضافہ اس کتاب کے ہندوستانی اڈیشن میں شامل نہیں تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مرتب

دار الحدیث رحمانیہ دہلی اور اس کی شہرت وحسنِ کارکردگی کے بارے میں سنتا آرہا تھا، مگر اس کے بارے میں اجمالاً یا تفصیلاً کچھ پڑھنے کی نوبت اس وقت آئی، جب چند سال پیشتر عربی ماہنامہ مجلّہ "صوت الأمة" میں شیخ الحدیث علامہ ابو الحسن عبید اللہ رحمانی مبارک پوری (۱۳۲۷۔۱۴۱۴ھ) رحمہ اللہ پر ایک تفصیلی مضمون ترتیب دینے کی شروعات کی۔ حضرت الشیخ کی تعلیم و تربیت اور علمی پرورش و پرداخت میں دار الحدیث رحمانیہ کا رول بہت اہم اور نمایاں ہے۔ اس ادارے میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد لگ بھگ اٹھارہ برس آپ نے یہیں پر تدریسی فریضہ بھی انجام دیا اور ۱۹۴۷ء کے فساد میں مدرسہ بند ہونے تک اس سے مربوط رہے۔ جس طرح آپ کی شخصیت سازی میں دار الحدیث رحمانیہ کا رول نمایاں رہا، اسی طرح بعد میں دار الحدیث کی شہرت اور نیک نامی کو چار چاند لگانے میں آپ کا رول بھی ناقابلِ فراموش ہے۔ اس اجمال کی تفصیل کے لیے کتابِ ہذا کے وہ صفحات ملاحظہ ہوں جو حضرت شیخ سے متعلق ہیں۔

بہر حال شیخ الحدیث ۔علیہ الرحمۃ۔ کی سوانح میں دار الحدیث رحمانیہ سے متعلق تھوڑا بہت جو مواد ملا وہ بڑا ہی نشاط افزا اور حوصلہ آفریں تھا، اس سے آتشِ شوق مزید بھڑک اٹھی اور مدرسے سے متعلق ہر خبر، ہر معلومات اور ہر جان کاری میرے لیے زبردست کشش کا باعث بن گئی اور میں اس سے وابستہ ہر شے کی تلاش میں سرگرداں رہنے لگا۔ کثرتِ مصروفیات کے سبب کبھی کبھی یہ چنگاری سرد پڑنے لگتی، لیکن اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوران میں بھی اگر دور یا قریب سے کسی معلومات کا سراغ لگ جاتا تو اسے قلم بند کرنے میں تاخیر ممکن نہ ہوتی۔

بہر حال جو معلومات جمع ہوتی گئیں، ماہنامہ ''محدث'' میں قسط وار منظر عام پر آتی رہیں۔ علم دوست قارئین نے انھیں بڑے شوق اور دل چسپی سے پڑھا اور شکر وتحسین کے کلمات اور دعاؤں سے نوازا۔ بلکہ بعض احباب نے مزید معلومات اور مصادر کی طرف راہنمائی بھی فرمائی۔ دو سال سے زائد عرصے کے بعد جب ''محدث'' میں یہ سلسلہ اختتام کو پہنچا تو معلوم ہوا کہ اس عرصے میں ڈھیر ساری نئی معلومات بھی جمع ہو چکی ہیں، جنھیں ان کے مقام ومحل پر مناسب انداز میں فٹ کرنا ضروری ہے، تاکہ ان متفرق معلومات کو یک جا کر کے کتابی شکل دی جا سکے۔ یہ مرحلہ محنت طلب بھی تھا اور دقت طلب بھی۔ کیوں کہ پورے مواد کو از سرِ نو ترتیب دینا تھا اور تقدیم وتاخیر کے ڈھیر سارے عمل سے اس مواد کو گزارنا تھا، جب کہ اضافے کا عمل بھی مسلسل جاری تھا۔ بہر حال اللہ کی مدد اور توفیق سے یہ تمام دشوار گزار مراحل کسی نہ کسی شکل میں طے ہوئے۔ حالاں کہ معلومات کی ترتیب وتنسیق ابھی بھی قابلِ اطمینان نہیں ہے، لیکن قارئین کے بار بار تقاضوں اور اپنی دیگر مصروفیات کے پیشِ نظر موجودہ شکل ہی میں اسے منظرِ عام پر لانے میں عافیت محسوس ہوئی۔ لأن ما لا يدرك كله لا يترك جله.

الغرض اس موقع سے اس عظیم الشان درس گاہ سے متعلق جو معلومات دستیاب ہوئیں، وہ بڑی ہی مسرور کن بلکہ ایمان افزا تھیں اور طبیعت برابر ''هل من مزيد'' کی پکار لگاتی رہی۔ عصر حاضر کے بہت سے دینی مدارس کی بے سمتی، بانجھ پن اور مایوس کن کارکردگی سے ملول طبیعت کو رحمانیہ کی عظمت وشوکت کی کلید تک پہنچنے میں دیر نہ لگی۔ ایک طرف ادارے کو شیخ عبد الرحمن، شیخ عطاء الرحمن اور شیخ عبد الوہاب جیسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخلص، علم دوست، فیاض اور اصول پسند مہتمم کی نگرانی اور سرپرستی حاصل تھی تو دوسری طرف مولانا نذیر احمد رحمانی، مولانا عبیداللہ رحمانی، مولانا احمد اللہ قرشی جیسے عالم باعمل، ذہین، محنتی، متقی معلم و مربی کی خدمات بھی حاصل تھیں۔ رہ گئے طلبہ تو بڑی حد تک ان کا دار و مدار مدرسے کی انتظامیہ اور اساتذہ کی سنجیدگی، مقصدیت اور اصول پسندی پر ہوا کرتا ہے۔ عموماً اپنے اوپر کے ان دونوں قسم کے ذمے داروں کے رجحانات اور ترجیحات کو بھانپ کر وہ اپنا رخ طے کرتے ہیں۔ اگر وہ اپنے ان مربیوں اور منتظموں کو بے عمل، بدانتظام اور بے سمت دیکھتے ہیں تو وقت گزاری اور بے راہ روی کے شیطانی راستے پر چلنے سے بالکل دریغ نہیں کرتے۔ الا ماشاء اللہ۔ لیکن اگر انھیں ادارے کے نظام وقانون کی ہیبت اور سنجیدگی کا علم ہو جائے اور اساتذہ وانتظامیہ کے اخلاص وعمل کے نمونے کے ساتھ ان کی اصول پسندی، سخت گیری اور مداہنت سے گریز کے بارے میں معلوم ہو جائے تو توفیق کے مطابق یا تو اسی شیشے میں وہ خود کو اتار لیتے ہیں یا راستہ بدل دیتے ہیں۔

دارالحدیث رحمانیہ کی تاریخ کے ان گوشوں کے جمع وترتیب کا مقصد محض تاریخ گردانی، یا عظمت رفتہ پر نوحہ خوانی یا پدرم سلطان بود کی لن ترانی نہیں ہے، بلکہ اس تابناک ماضی میں روشن مستقبل کی تلاش اور عبر ومواعظ کا جمع و استنتاج اصل ہدف ہے۔ آج ہمارے پاس نہ مدارس وجامعات کی کمی ہے نہ ان میں پڑھنے پڑھانے والوں کی اور نہ اربابِ انتظام کے قحط کا رونا ہے۔ لیکن پھر بھی ہماری یہ تعلیم گاہیں، الا ماشاء اللہ، بے روح، بے ثمر اور بے سمت نظر آتی ہیں۔ دین کے ان قلعوں اور رجال سازی کی فیکٹریوں سے سالانہ سیکڑوں نہیں، بلکہ ہزاروں کی تعداد میں بن سنور کر افراد باہر آتے ہیں، لیکن ان میں علم وعمل کے شیدائی اور دین کے خادم بے حد کم اور خام بلکہ ردی مال ہی زیادہ ہوتا ہے، جو قوم وملت اور معاشرے کی امیدوں پر پانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھیرنے کے سامان سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔

دار الحدیث رحمانیہ مرحوم کی تاریخ کے یہ بکھرے ہوئے اوراق اپنے اندر عبرت و موعظت کا بڑا سامان لیے ہوئے ہیں: ﴿لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ [هود: ۱۱۱] لیکن اولو الالباب ہی کی تلاش ہے، کیوں کہ عبرت آموز تاریخ و واقعات سے مستفید ہونے کی سعادت انھیں کے حصے میں آتی ہے۔

دار الحدیث رحمانیہ کی تاریخ کے ان پریشان اوراق کو سمیٹنے کے بعد ذہن کے پردے پر بار بار یہ سوال گردش کر رہا ہے کہ کیا تاریخ اپنے آپ کو دوہرا نہیں سکتی؟ کیا اس جیسے مثالی ادارے کا قیام دوبارہ ممکن نہیں؟ اس سوال کے اثبات یا نفی میں جواب کا دارو مدار بڑی حد تک رحمانیہ کے باشعور و مخلص منتظمین و مدرسین جیسے حضرات کے امکانی وجود کے اثبات و نفی پر ہے۔ بھلا یہ دعویٰ کیسے کیا جا سکتا ہے کہ روے زمین شیخ عطاء الرحمٰن جیسے نیک دل، فیاض اور علم دوست مہتمم سے خالی ہو چکی ہے یا مولانا نذیر احمد رحمانی اور مولانا شیخ الحدیث عبید اللہ رحمانی جیسے مخلص، بے لوث معلم و مربی کو دوبارہ نہیں جن سکتی یا اس جیسے ادارے کی تحریک و ترغیب کے لیے مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہم اللہ جیسے بابصیرت، دور اندیش اور جوہر شناس قائدین دوبارہ نہیں پیدا ہوں گے، جو شیخ عبد الرحمٰن و شیخ عطاء الرحمٰن جیسے زندہ دل اور دین کی خدمت کے لیے جذبہ صادق رکھنے والوں کو ڈھونڈ نکالیں اور جن کے ادنیٰ اشاروں پر وہ سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہوں۔

نہیں ہے نا امید اقبالؔ اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزم ہو، کوشش ہو اور اس سے قبل ضرورت کا احساس ہو تو مایوس ہونے کی ضرورت نہیں:

عبث ہے عذر راہ پر خطر اور شکوۂ رہبر
چٹانیں ٹوٹ جائیں گر کرو عزمِ سفر پیدا
نقوش راہ منزل خود قدم چومیں گے بڑھ بڑھ کر
مگر یہ شرط ہے پہلے کرو ذوقِ سفر پیدا

یہ وعدہ الٰہی ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ [العنكبوت: ٦٩]

ان تمہیدی کلمات کے اختتام سے قبل میں اپنے تمام محسنین ومعاونین کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جن کا اس قلمی سفر میں ساتھ ملا اور جن سے تعاون یا حوصلہ ملا۔ شکر و سپاس کے حق داروں میں نمایاں نام مالکانِ مکتبۃ الفہیم برادرم شفیق الرحمٰن و برادرم عزیز الرحمٰن ۔وفقهم الله۔ کا بھی ہے، جنھوں نے اس ناچیز قلمی کوشش کو اپنے باوقار اور عالمی شہرت یافتہ مکتبے کی مطبوعات میں شامل کر کے اسے عزت و اعتبار عطا کیا۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر سے نوازے والدِ گرامی قدر مولانا محمد الاعظمی ۔حفظه الله وتولاه۔ کو جن کی پدرانہ شفقت کبر سنی کے ضعف و نقاہت پر اس وقت غالب آگئی، جب ان سے ان کی مادر علمی (دار الحدیث۔ رحمانیہ) کی تاریخ وتعارف پر مشتمل اس کتاب کی اشاعت کے موقع سے اپنے خیالات واحساسات کے اظہار کی درخواست کی گئی۔ آپ نے صحت کی ناہمواری اور مختلف قسم کے عوارض کی پروا کیے بغیر اس ادارے سے متعلق اپنی یادوں کو صفحۂ قرطاس پر سجا کر پیش کرنے میں پس و پیش نہیں کیا۔ اس طرح یہ تاریخی دستاویز گویا عینی شہادت سے بھی آراستہ ہوگئی۔ فللّٰه الحمد و المنة.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے بہت ہی محترم ومکرم، صالح و مصلح کرم فرما، حضرۃ العلام شیخ صلاح الدین مقبول احمد مدنی حفظہ اللہ نے ہماری معمولی گزارش پر اس کتاب کے لیے ایک بیش قیمت تقدیم سپرد قلم فرمائی ہے، جس میں راقم آثم کے تعلق سے خوش گمانیوں کا بھی اظہار ہے۔ یہ ان کی غایت درجہ شفقت اور خوردہ نوازی ہے۔ شكره الله وبلغني إلى تلك الدرجة التي ذكرها.

اللہ تعالیٰ اس ادنا قلمی کاوش کو قبول فرمائے، اسے مقبولِ خاص و عام بنائے اور مولف، ناشر اور تمام معاونین کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین۔

اسعد اعظمی

۳۰/ شعبان ۱۴۳۴ھ = ۱۰/ جولائی ۲۰۱۳ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاثرات

مولانا محمد صاحب اعظمی (مئو)

''مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ'' دہلی، علوم دینیہ کی ایک ایسی درس گاہ کا نام تھا، جو ''جامعہ'' کے ٹائٹل سے معروف نہیں تھی، لیکن پورے برصغیر میں انتظامی، معنوی اور معیاری تعلیم وتربیت کے اعتبار سے آج کل کے جامعات سے ممتاز ومنفرد تھی اور اس کا اعلیٰ نظام اور زریں کارنامے مثالی تھے۔

اس عظیم مدرسے کو دہلی کے ایک سخی رئیس کی سخاوت اور فی سبیل اللہ جذبۂ خدمت نے ہر مادی ومعنوی ضروریات سے مستغنی کر رکھا تھا۔ اساتذہ وطلبا کی معیاری رہایش وآسایش اور خور ونوش وغیرہ کی کفالت اسی حاتمِ وقت سے متعلق تھی۔ خاص بات یہ تھی کہ ہر چیز معیاری ہوا کرتی تھی۔ زکات وصدقات اور چندے وعطیے وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اساتذہ کی تنخواہیں سو، ڈیڑھ سو روپے تک پہنچی ہوئی تھیں، جب کہ اس زمانے کے عام مدارس میں تنخواہیں بیس تیس روپے کے قریب ہوا کرتی تھیں۔

طلبا کو طعام کے علاوہ موسمی پھل جیسے آم، تربوز، خربوز وغیرہ اساتذہ کی نگرانی میں کھلائے جاتے تھے۔ سال میں ایک دو دفعہ مہتمم صاحب کی گاڑیوں میں طلبا کو دہلی کے تاریخی وتفریحی مقامات کی سیر کرائی جاتی تھی۔ راقم کو ''رحمانیہ'' دہلی میں صرف ایک سال پڑھنے کا موقع ملا تھا اور یہ سال ملک کی آزادی اور تقسیم کے ہنگاموں کے سبب پُر امن نہیں تھا، اس لیے کسی ایسے تفریحی پروگرام کی نوبت نہیں آسکی۔

یہ ہے اساتذہ وطلبا کے ساتھ حسنِ سلوک کی ہلکی سی جھلک۔ اس کے مقابل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیم و تربیت کے اصول و ضوابط کی پابندی میں کسی قسم کی تساہلی، کوتاہی یا لچک کی گنجایش نہیں تھی۔ دروس کے مقررہ اوقات میں تاخیر یا تعجیل جرم شمار ہوتی تھی۔ ہر مدرس کو مدت مقررہ تک نصابِ تعلیم مکمل کرنا لازم ہوتا، ورنہ اس کی مدرسی خطرے میں پڑ جاتی۔

ایک مرتبہ شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ نے مجھے بتایا کہ ان کی مدرسی کے ابتدائی دور میں کتاب ''شافیہ'' کا درس ان سے متعلق تھا، جو تکمیلِ نصاب سے تشنہ رہ گیا تھا، انھوں نے طلبا سے کہا کہ مہتمم صاحب (شیخ عطاء الرحمٰن) کے پاس کتاب لے جا کر بتا دو کہ عبیداللہ نے یہیں تک پڑھایا ہے، نصاب مکمل نہیں ہو سکا ہے۔

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جب کسی کوتاہی کی پردہ پوشی قابلِ مواخذہ سمجھی جاتی ہو تو کوتاہی کا کیا انجام ہوتا ہوگا؟

اسی طرح کا معاملہ طلبا کے ساتھ بھی تھا۔ ہر طالب کی پنج وقتہ نمازوں میں حاضری ضروری تھی۔ عصر کے بعد سے مغرب تک کا وقت مدرسے کے میدان میں طلبا کے کھیل کود اور تفریح کے لیے مقرر تھا۔ بعد نمازِ مغرب طعام سے فارغ ہو کر دو گھنٹے تک مطالعہ کتب میں مشغولیت ضروری تھی۔ اس دوران میں مدرسے کا منشی، جس کا دفتر مدرسے کے صدر گیٹ پر ہوا کرتا تھا، خفیہ طور پر غیر محسوس انداز میں طلبا کی موجودگی اور مشغولیتوں کا جائزہ لیتا رہتا۔ اگر کوئی غیر حاضر رہتا یا سنیما بینی وغیرہ کا مرتکب ہوتا تو منشی مہتمم صاحب کو مطلع کرتا اور مہتمم صاحب صبح کو تشریف لا کر ایسے طلبا کو خود سزا دیتے اور ان کا سامان مدرسے سے باہر پھینکوا کر نکال باہر کرتے۔ اس ذلت سے بچنے کے لیے بعض مجرم طلبا خود ہی خفیہ طور پر نکل بھاگتے۔

الغرض تعلیم کے ساتھ تربیتی نظام بھی سخت تھا۔ طلبا کے کردار و اخلاق اور وضع قطع پر کڑی نظر رکھی جاتی تھی۔ کوئی غیر شرعی حرکت و عمل سزا سے محفوظ نہیں رہتا تھا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ ڈاڑھی تراشنے والے بھی بخشے نہیں جاتے، چاہے مدرسہ چھوڑ کر چلے جائیں، کوئی پروا نہیں۔

مدرسہ رحمانیہ کا نصابِ تعلیم ٹیٹھ درسِ نظامی والا تھا، جسے فنونِ عقلیہ ونقلیہ کا ملغوبہ کہا جائے تو بہتر ہوگا۔ عملی دستور یہ تھا کہ ہر فن کی تدریس کے لیے اسی فن کے ماہر و قادر مدرس مقرر ہوتے، بالخصوص معقولات کی تعلیم کے لیے ماہرفن کا اہلِ حدیث ہونا بھی ضروری نہیں تھا۔ ہمارے زمانے میں دو مدرس غیر اہلِ حدیث تھے۔

تعلیمی معیار کی بلندی میں ایک عظیم کردار سالانہ امتحان تھا، اس کے لیے جلیل الشان عالم مولانا حافظ عبداللہ روپڑی ﷫ (مشرقی پنجاب) واحد ممتحن ہوا کرتے تھے۔ محترم موصوف علومِ نقلیہ وعقلیہ کے جامع و ماہر اور سراپا زہد وتقویٰ تھے، ان کا چہرہ رعب وجلال کا مظہر تھا۔ سالانہ امتحان کی مقررہ تاریخوں سے ان کو مطلع کر دیا جاتا تو مدرسے کے نصاب کے مطابق ہر جماعت کی کتابوں کے پرچے تیار کرتے اور ان کو طبع کرا کر مقررہ تاریخ و دن کو اپنے دو بھتیجوں کے ہمراہ مدرسے میں تشریف لاتے۔ کسی سے سلام و کلام کے بغیر خاموشی سے اپنی رہایش گاہ لائبریری ہال میں فروکش ہو جاتے۔ کسی کو یارا نہیں ہوتا تھا کہ ان کے پاس جا کر ملاقات کر سکے۔

امتحان کا سارا عمل اپنے تک محدود رکھتے، البتہ امتحان ہال میں پرچوں کی تقسیم اور نگرانی کی ساری ذمے داری اپنے ساتھ لائے ہوئے دونوں عزیزوں کے حوالے کر دیتے، جو بہ وقتِ امتحان طلبا کے سروں پر سوار رہتے۔ اس امتحان کی معیاریت و انفرادیت ایسی تھی، جس کا آج کوئی تصور نہیں ہے، مثلاً:

۱۔ ہر پرچہ انتہائی مختصر ترین سوالات پر مشتمل ہوتا، جس طرح قبر میں نکیرین کے تین مختصر سوالات ہوا کرتے ہیں۔ نمونے کے طور پر دو سوال نقل کیے جاتے ہیں:

شرح وقایہ ج ۲ کا ایک سوال: ''فاسق ماجن کسے کہتے ہیں؟''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منطق کے پرچے کا ایک سوال: ''ضرب وقرینہ کسے کہتے ہیں؟''

۲۔ تمام پرچے ممتحن موصوف خود جانچتے اور خود ہی حَکَم بھی ہوتے۔

۳۔ امتحان کے نتائج سنانے کے لیے ممتحن صاحب امتحان ہال میں تمام اساتذہ وطلبا کی مجلس قائم کرتے، جس میں مہتمم صاحب انعامات کی رقم لے کر حاضر ہوتے۔ پھر اسی مجلس میں ممتحن صاحب کی زیرِ صدارت تقریری مسابقے کا پروگرام چلتا، جس کے حَکَم بھی وہی ہوتے اور پوزیشن حاصل کرنے والے طلبا کے ناموں کا اعلان فرماتے، اسی کے مطابق مہتمم صاحب انعامات کی رقم دیتے جاتے۔

یہ ہیں مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی کے تعلیمی، تربیتی اور امتحانی معیاروں کے مختصر ترین احوال وکوائف۔ اسی منفرد معیار کی وجہ سے مدرسہ مذکورہ کے ساختہ و پرداختہ فضلا کو یہ مقام حاصل تھا کہ علمی خدمات میں ممتاز اور سربلند رہے، ان کی اہلیت وصلاحیت اور صالحیت مسلمہ حقیقت اور شک وشبہہ سے بالاتر تھی۔ رحمانی ہونا ایسی ڈگری تھی کہ اس کے اوپر کسی ڈگری کا تصور نہیں تھا۔ اس مدرسے کی مثالی خدمات اور رجال سازی کے اعلیٰ انتظامات پر شہادت کے لیے یہی کافی ہے کہ اس زمانے کے قد آور اکابر علما مثلاً شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری، امام الہند مولانا ابو الکلام آزاد، مولانا عبد الرحمن محدث مبارک پوری وغیرہم ﷭، اس مدرسے کی زیارت کے لیے از خود تشریف لاتے رہے، جب کہ اس مدرسے نے کبھی کوئی جلسہ کرکے اپنی کارگزاریوں کی نمایش نہیں کی، کیوں کہ ''مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید''

افسوس کہ اس فقید المثال درس گاہ نے کل ۲۷ بہاریں دیکھیں، پھر خزاں کے ایک ہی جھونکے نے چشم زدن میں اسے ویران کر دیا، نہ مہتمم ومنتظم رہے، نہ اساتذہ وطلبا۔ یہ تھا آزادیِ ہند کا ثمرہ۔ ممکن ہے، اس کتاب میں مدرسے کے اَلم ناک انجام اور ناقابلِ تلافی نقصان پر بھی روشنی ڈالی گئی ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزیزم اسعد اعظمی حفظہ اللہ نے اپنی ممکنہ کوششوں سے پرانے اور نئے منتشر اوراق سے معلومات حاصل کر کے یہ تاریخی مجموعہ تیار کیا ہے۔ مدرسہ رحمانیہ کے تعارف و تاریخ کے بارے میں ایسا کوئی مجموعہ یا جامع مقالہ اس سے پہلے ہماری نظر سے نہیں گزرا ہے۔ امید ہے اس مجموعے کا مطالعہ مدارس کے نظامِ تعلیم و تربیت کی اصلاح کا محرک ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

راقم کو یہ حقیر سطور لکھنے کا باعث یہ ہوا کہ مولانا عارف جاوید محمدی حفظہ اللہ (جمعیت إحیاء التراث الاسلامی، کویت) جو سلفی علما کے زبردست قدردان اور مجھ حقیر کے کرم فرما ہیں، ان کی خواہش اور فرمایش ہوئی کہ میں مدرسہ رحمانیہ دہلی کا ایک سالہ طالب علم رہ چکا ہوں، اس لیے مجھ پر بھی حق عائد ہوتا ہے کہ اس مدرسے کے متعلق کچھ تعارفی کلمات لکھوں، ورنہ اپنی ناتوانی و ضعیفی کی حالت یہ ہو چکی ہے کہ قلمی اور لسانی عمل متروک ہو چکا ہے، بس اللہ تعالیٰ کا ذکر و شکر اور رحم و کرم سہارا رہ گیا ہے۔

العبد الضعیف الفقیر لرحمة الله القدیر

محمد اعظمی

۱۵/ اگست ۲۰۱۳ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی"

(شوال ۱۳۳۹ھ- شعبان ۱۳۶۶ھ = جولائی ۱۹۲۱ء- اگست ۱۹۴۷ء)

مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے

فضیلۃ الشیخ صلاح الدین مقبول

متحدہ ہندوستان میں حاتمِ جماعت حافظ حمید اللہ رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۵۰ء کشن گنج۔ دہلی) کی مخیّرانہ طبیعت نے جماعت اور افرادِ جماعت کی ہر موقع پر داد رسی فرمائی اور ابتدائی مرحلے میں مالی تعاون کے ذریعے سے سلفیت کی ترویج و اشاعت میں ایسا قائدانہ کردار ادا کیا، جس کی نظیر بعد کے ادوار میں مال و زر کی فراوانی کے باوجود بہ ظاہر ناپید رہی، ان کا یہ عمل پوری جماعت کے لیے قابلِ رشک تھا۔

اسی طرح کارِ خیر میں سبقت کے جذبے سے شیخ عبدالرحمن رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۲۲ء) نے سلفیانِ برِصغیر کی تعلیمی ضرورت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے "مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی" (قیام ۱۳۳۹ھ=۱۹۲۱ء) کی صورت میں اپنی جیبِ خاص سے ایسا ادارہ قائم کیا، جس کی صرف ستائیس سالہ مختصر مدتِ کارکردگی میں مدارس کے اندر کوئی دوسری مثال نہیں۔

یہ دونوں باغیرت اور کوہِ وقار شخصیتیں اس دور میں اپنے کارہائے نمایاں کے سبب واقعی متفق علیہ حدیث نبوی: ((لا حسد إلا في اثنتين...)) کی مصداق تھیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں اجرِ جزیل عطا فرمائے!

- زمانے کے لحاظ سے دہلی جیسے شہر کے اندر پرشکوہ عمارت میں پورے برِصغیر سے علوم وفنون کے نامور اساتذہ اور چیدہ و چنیدہ ہونہار طلبا کا یہ مدرسہ ایسا مجمع تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس میں داخلہ صلاحیت و قابلیت کا غماز اور اس سے فراغت علم و فضل اور ثقاہت و اعتماد کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کی علامت بن گئی تھی۔

مری مشاطگی کی کیا ضرورت حسنِ معنی کو
کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کی حنا بندی

اس مدرسے، اس کے ذمے داران، اساتذہ کرام اور فارغین کے بارے میں راقم الحروف کی یہ رائے اس کی کسی خوش اعتقادی کی بنیاد پر نہیں، بلکہ برصغیر کے علمائے افاضل، ادبائے عظام، ماہرینِ تعلیم اور صفِ اول کے سیاست دانوں کی شہادت پر مبنی ہے:

أولئك آبائي فجئني بمثلهم
إذا جمعتنا يا جرير المجامع

اس ادارے کے اکثر و بیشتر فارغین (یا کم از کم مستفیدین) آسمانِ علم و فضل کے آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے اور جہاں بھی رہے، عالمانہ شان و فاضلانہ روش ان کی شناخت رہی۔ وہ اپنے ماحول میں دعوت و تبلیغ اور افتا و تدریس وغیرہ امور میں امتیازی شان کے حامل اور ﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾ کے مصداق رہے:

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

❁ بانیانِ مدارس کی نیک نیتی، اخلاص وللّٰہیت اور تقویٰ و پرہیز گاری کا اثر ان کے اداروں پر پڑتا ہے۔ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ. اس ادارے کے بانی شیخ عبدالرحمٰن رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۲۲ء)، ان کے جانشین برادرِ خورد شیخ عطاء الرحمٰن رحمہ اللہ (وفات: ۱۹۳۸ء) اور پھر ادارے کی تاریخ کے آخری دن تک ذمے دار حاجی عبدالوہاب بن شیخ عطاء الرحمٰن رحمہ اللہ کی خدمات کو مدرسے کے حالات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے باخبر مستند علمائے کرام اور دیگر علوم وفنون کے ماہرین نے بے حد سراہا اور اپنے معاینوں میں انھیں بڑی فراخ دلی سے خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ اس خانوادے نے بڑی دلچسپی اور ہمت سے اسے قائم کیا اور مکمل ستائیس سال تک اس گلشنِ علم وفضل کی ایسی باغبانی کی کہ اس کے ''قال اللّٰہ و قال الرسول'' کی عطر بیزیوں نے فضائے برصغیر کو معطر کر دیا، پھر تقدیرِ الٰہی کہ تقسیمِ ہند کے نتیجے میں یہ خانوادہ روح فرسا مظالم اور ہمت شکن حالات کی تاب نہ لاکر سوئے کراچی ہجرت کرنے پر مجبور ہوگیا:

رخصت اے بزمِ جہاں سوئے وطن جاتا ہوں میں
آہ! اس آباد ویرانے میں گھبراتا ہوں میں

❀ مدرسے کے کتب خانے کو بہ حفاظت ''جامعہ ملیہ اسلامیہ'' منتقل کر دیا گیا، (باخبر ذرائع کے مطابق اس کی وہاں کما حقہ قدر دانی نہ ہوئی) لیکن مدرسے کی بلڈنگ، جو ذاتی ملکیت تھی، مالکان کی ہجرت کے بعد قانوناً وہ حکومت کی تحویل میں چلی گئی۔ کشمیری گیٹ پر مدرسے کے لیے وقف چند دکانوں کا وقف نامہ اس کو حکومت سے آزاد کرانے میں معاون ضرور ثابت ہوا (کیوں کہ موقوف علیہ قانونی طور پر وقف کے حکم میں ہوتا ہے) لیکن دہلی کے سربرآوردہ افرادِ جماعت کی غفلت سے اس پر قبضہ نہ ہو سکا۔ آج اس میں دہلی اسٹیٹ کے اس وقت کے وزیرِ تعلیم جناب شفیق الرحمٰن قدوائی کے نام پر ''شفیق میموریل انٹر کالج'' قائم ہے اور یہ عمارت گورنمنٹ آف دہلی کی کسٹڈی میں ہے۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ!

ان حقائق کی روشنی میں یہ بحث کہ اگر مدرسہ ذاتی ملکیت کے بجائے وقف کی جائداد ہوتا تو یہ نوبت نہ پیش آتی، موشگافی سے زیادہ کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس حادثے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر صبر و شکر کی توفیق بخشے!

❁ یہ کتاب اس عظیم الشان مدرسے ''دار الحدیث رحمانیہ'' کے اوراقِ پریشاں کا ایک گراں قدر دستاویزی مجموعہ ہے، جس میں فاضل مصنف نے مختلف مراجع و مصادر کی مدد سے رحمانیہ کی تاریخ مرتب کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے، گویا یہ ''دارالحدیث رحمانیہ'' کے عروج کی حسین و جمیل روداد اور اس کے زوال کی ناقابلِ فراموش اور دل دوز داستان ہے:

کچھ بلبلوں کو یاد ہیں کچھ قمریوں کو حفظ
عالم میں ٹکڑے ٹکڑے مری داستاں کے ہیں

کوئی مورخ کون سا جگر لے کر اپنے مرکزِ علم وفن بلکہ جہانِ آرزو کے زوال کی داستان قلم بند کرنے کے لیے تیار ہوگا، لیکن قضا و قدر سے مفر انسان کے بس کی بات نہیں۔ بقول علامہ اقبالؔ (معمولی تصرف کے ساتھ):

حکومت کا ہے کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی
نہیں دنیا کے قانونِ مسلّم سے کوئی چارہ
مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں ان کو ''ملّیہ'' میں، دل ہوتا ہے سیپارہ

❁ آزادی کے بعد یوں تو پوری ''دہلی'' اسلامی تہذیب وتمدن کا مدفن بن کر رہ گئی، لیکن اس مدرسے کے عروج و زوال کی عبرت آموز داستان نے زخمِ دل کو مزید ہرا کر دیا۔ جامعہ سلفیہ، جامعہ محمدیہ، جامعہ ابن تیمیہ، جامعہ امام بخاری اور پورے ملک میں پھیلے ہوئے توحید و سنت کے دیگر مراکز و مدارس غم غلط کرنے کا بہانہ ضرور ہیں، لیکن ''مدرسہ نذیریہ'' اور ''جامعہ ریاض العلوم'' کی اپنی روایتی برقراری اور بعد میں ''جامعہ اسلامیہ سنابل'' اور اس کے ذیلی مدارس کا قیام اور ان کی ہر طرح کامیابی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دہلی میں مزید تسلی کا باعث بنے۔ فالحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات۔

اپنے صحرا میں بہت آہو ابھی پوشیدہ ہیں
بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں

۞ اس کتاب کے مولفِ گرامی ڈاکٹر اسعد اعظمی بن مولانا محمد اعظمی حفظہما اللہ (فاضل مدینہ یونیورسٹی) جامعہ سلفیہ بنارس میں تدریس اور استاذِ گرامی ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری رحمہ اللہ کے بعد "صوت الأمة" کی ادارت وغیرہ کے فرائض بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں، اپنی ان مصروفیات کے باوجود بحث وتحقیق، تصنیف وتالیف، اردو عربی دونوں زبانوں میں مختلف موضوعات پر مسلسل خامہ فرسائی، دعوتی وعلمی جلسوں، سیمیناروں اور کانفرنسوں میں شرکت اور قابلیت کے ساتھ اپنے موضوع پر منظم طور پر سیر حاصل بحث ان کی مشغولیات وخصوصیات میں شامل ہیں۔

ان کا شمار راقم الحروف کی فہرست کے اندر ان فضلا میں ہے، جن کی قدر دانی اور ہمت افزائی کا خیال بہر صورت ضروری ہے، کیوں کہ گوناگوں محاذوں پر ان جیسے اہلِ علم سے ایسی امیدیں وابستہ ہیں، جن کی تکمیل اپنے علم کے مطابق دوسروں سے بہ آسانی ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ سلامت رکھے!

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاضل مولف کی علمی وتحقیقی کاوشوں کو قبولیتِ عام بخشے اور اپنے مذہب ومسلک اور ملک وملت کی خدمت کے لیے ہمت فراواں اور توفیقِ مزید سے نوازے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

صلاح الدین مقبول احمد مدنی
نئی دہلی

۱۴۳۴/۸/۷ھ = ۲۰۱۳/۶/۱۷ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغاز کتاب

مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی (۱۹۲۱-۱۹۴۷ء) جماعت اہلِ حدیث کا ایک مشہور، معتبر اور مضبوط ادارہ تھا، جو اپنی معیاری تعلیم و تربیت کے لیے آج بھی یاد کیا جاتا ہے۔ یہ ادارہ اپنی زمین، عمارت اور جملہ اخراجات کے اعتبار سے شخصی تھا، اس کے بانی و مہتمم حضرات نے اس مدرسے کے قیام سے ایک تاریخ رقم کی تھی۔ انھوں نے علم دوستی، علما نوازی اور علمِ دین کی خدمت کے ایسے نمونے چھوڑے ہیں، جو آنے والی نسلوں کے لیے سراپا درسِ عبرت ہیں۔

اس کتاب میں مدرسے کا جو تعارف کرایا گیا ہے اور جو معلومات پیش کی گئی ہیں، وہ مستند تاریخی حوالوں اور معتبر قلم کاروں کی رہینِ منت ہیں۔ ہمارا کام بحث و جستجو، تحقیق و تنقیح، جمع و ترتیب اور استنتاج تک محدود ہے۔

چونکہ یہ مدرسہ خالص شخصی تھا اور عوامی چندے کے بجائے بانیان کی جیب خاص سے اس کے سارے اخراجات از اول تا آخر پورے ہوتے رہے، اس لیے مدرسے کی مفصل تاریخ پیش کرنے سے قبل بانیانِ مدرسہ کا تعارف اور ان کے کچھ احوال کا تذکرہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ اندازہ لگایا جا سکے کہ اس عظیم الشان تاریخی ادارے کی کامیابی اور ناموری کے پیچھے اس کے منتظمین کے خلوص اور ایثار و قربانی کا کس قدر حصہ رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 1

بانیانِ مدرسہ

دہلی میں مقیم دو پنجابی تاجر برادران شیخ عبدالرحمٰن اور شیخ عطاء الرحمٰن نے اپنی ذاتی مشترکہ پونجی سے یہ مدرسہ تعمیر کرایا تھا۔ شیخ عبدالرحمٰن عمر میں بڑے تھے۔ شوال ۱۳۳۹ھ مطابق جولائی ۱۹۲۱ء میں مدرسے کے اجرا کے دس ماہ بعد شعبان ۱۳۴۰ھ میں، جب کہ مدرسے کا پہلا تعلیمی سال تکمیل کے قریب تھا، وفات پا گئے۔ آپ کے بعد مدرسے کی پوری ذمے داری آپ کے بھائی شیخ عطاء الرحمٰن کے کندھوں پر آ گئی، جسے موصوف نے خوب نبھایا۔

۳۰ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ مطابق ۳۱ رمئی ۱۹۳۸ء اور یکم ربیع الآخر ۱۳۵۷ھ مطابق یکم جون ۱۹۳۸ء کی درمیانی شب کو شیخ عطاء الرحمٰن اس دار فانی سے کوچ کر گئے اور اپنے منجھلے صاحب زادے شیخ عبدالوہاب کو مدرسے کی تولیت واہتمام سپرد کر گئے۔ جون ۱۹۳۸ء سے ستمبر ۱۹۴۷ء یعنی مدرسہ بند ہونے تک لگ بھگ دس سال آپ نے مدرسے کی نظامت اور کفالت کی۔ ملک کی آزادی اور تقسیم کے بعد پیش آنے والے حوادث وفسادات کے بعد یہ پورا خاندان ہجرت کر کے کراچی منتقل ہو گیا۔

مدرسے کے تعلق سے یہ تین شخصیتیں کلیدی حیثیت کی حامل ہیں۔ ان کے علاوہ شیخ عبدالرحمٰن کے ایک صاحب زادے شیخ عبدالستار کا ذکر بھی آتا ہے کہ انھوں نے اپنے والد کی وفات کے بعد مدرسے کے انتظام وانصرام میں حصہ لیا اور دلچسپی دکھائی، البتہ جلد ہی آپ بھی وفات پا گئے۔ شیخ عبدالرحمٰن کے ایک دوسرے صاحب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زادے شیخ محمد کا تذکرہ بھی مراجع میں ملتا ہے۔ جن دنوں شیخ عبدالوہاب مدرسے کا انتظام سنبھالے ہوئے تھے، شیخ محمد صاحب کو انھوں نے مدرسے سے جوڑ رکھا تھا اور کبھی کبھی مدرسے میں ان کو لے کر آتے تھے۔ مدرسے کے بعض پروگراموں میں بھی ان کی شرکت وتعاون کا تذکرہ ملتا ہے۔

دار الحدیث رحمانیہ کے منتظمین کی اس اجمالی فہرست کے بعد ان کے تعلق سے میسر کچھ تفصیلات سطورِ ذیل میں درج کی جارہی ہیں:

جناب حکیم عبدالکریم قریشی بانیانِ مدرسہ کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

"(دہلی میں آباد) پنجابی برادری کے ایک نیک نہاد فرد حاجی کرم الٰہی ادھوڑی والے بھی تھے۔ یہ بیچارے محنت و مشقت سے گزر بسر کرتے تھے۔ نیک تھے۔ نیکوں سے حسنِ ظن رکھتے تھے، خصوصاً حضرت میاں صاحب (سید نذیر حسین محدث دہلوی) سے خاص عقیدت رکھتے تھے۔ میں نے دہلی میں پھاٹک حبش خاں میں میاں صاحب کی مسجد کے کئی معمر نمازیوں سے یہ سنا تھا کہ حاجی کرم الٰہی صاحب نے (دہلی میں) ایک چھوٹا موٹا گھر خریدنا چاہا اور پسند کر کے حضرت میاں صاحب سے مشورہ کیا تو حضرت نے دو دفعہ منع کر دیا کہ مت لو، ابھی اور انتظار کرو۔ تیسری دفعہ ایک مکان پسند کر کے مشورہ کیا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ مکان خرید لو، تمھارے لیے باعثِ خیر وبرکت ہوگا، چناں چہ انھوں نے وہ مکان خرید لیا، اس کے بعد سے جو اُن کو عروج شروع ہوا تو کسی کے شان وگمان میں بھی نہیں تھا۔

انھی حاجی کرم الٰہی کے مرحوم کے دولڑکے تمول وترفہ کے ذروہ اعلیٰ پر پہنچے۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب آنریری مجسٹریٹ اور شیخ عطاء الرحمٰن صاحب،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان دونوں بھائیوں کی تجارت ایک ہی تھی۔ سگریٹ اور صابن وغیرہ کی تھوک (ہول سیل) تجارت تھی۔ صدر بازار میں ایک بڑا سا ہال تھا۔ دروازوں پر قد آدم سے بھی بڑے بڑے آئینوں کے دو پٹ تھے، ...اندر داخلے پر دائیں طرف مالک دکان کی سیٹیں تھیں، اطراف دیواروں سے لگے ہوئے کلرکوں کے بیٹھنے کی کرسیاں ٹیبل لگے ہوئے، ہر وقت ٹائپ رائٹنگ کی کھٹا کھٹ اور ٹیلی فون کی ٹن ٹن گونجا کرتی۔''[1]

یہ دونوں بھائی معروف ومشہور تاجر ہونے کے ساتھ دین پسند، علم دوست اور علما نواز بھی تھے۔ تحریکِ جہاد کی مالی مدد میں یہ سرفہرست رہتے تھے۔

مولانا محمد اسلم سیف فیروز پوری لکھتے ہیں:

''حاجی عبد الرحمٰن مرحوم بھی جماعتِ مجاہدین کے ایک عظیم اور نہایت مخلص معاون تھے۔ تمام رؤسائے دہلی سے حاجی عبد الرحمٰن کا مالی تعاون جماعتِ مجاہدین کے ساتھ سب سے زیادہ ہوتا تھا۔''[2]

مولانا غلام رسول مہر اپنی مشہور کتاب ''سرگزشتِ مجاہدین'' میں لکھتے ہیں:

''مولانا (عبد العزیز) رحیم آبادی جب دہلی تشریف لاتے تو شیخ عطاء الرحمٰن کے یہاں پھاٹک حبش خاں میں قیام فرماتے۔ جمعہ پڑھاتے تو خطبے میں سورہ ق اول سے آخر تک پڑھتے اور مختصر سی تقریر فرماتے، پھر وہ اور حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری اور دوسرے علما و رؤسا اوکھلا میں جمع ہوتے، وہاں بنوٹ کے کرتب دکھائے جاتے، جنھیں دیکھ کر بہت خوش ہوتے...''[3]

---

(1) پندرہ روزہ مجلہ اہل حدیث، ہریانہ (شمارہ: ۲۱ رمئی ۱۹۷۹ء، ص: ۷)

(2) ہفت روزہ الاعتصام لاہور (شمارہ: ۱۱ ر ستمبر ۱۹۸۷ء، ص: ۱۸)

(3) سرگذشت مجاہدین (ص: ۶۲۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے ایک مقام پر مہر صاحب نے جماعتِ مجاہدین کی اعانت کرنے والے خاص خاص تئیس (۲۳) لوگوں کے نام ذکر کیے ہیں، جن میں مولانا عبد العزیز رحیم آبادی، حافظ عبداللہ غازی پوری اور شیخ عطاء الرحمٰن (مہتمم مدرسہ رحمانیہ دہلی) کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔[1]

ان حضرات کے اہلِ علم کی قدر دانی اور ان پر اعتماد کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے:

''ایک مرتبہ شیخ عطاء الرحمٰن، جو عمر میں شیخ عبدالرحمٰن سے چھوٹے تھے، ان کو شوق پیدا ہوا کہ زمین داری حاصل کی جائے اور زمین دارانہ ٹھاٹ باٹ سے زندگی بسر کی جائے۔ جب انھوں نے بڑے بھائی شیخ عبدالرحمٰن کے سامنے اس خیال کا اظہار کیا تو وہ اس کے لیے تیار نہ ہوئے، ان کا خیال تھا کہ ہم لوگ شہر کے باسی تجارت کے ماہر ہیں، زمین داری کا انتظام ہم لوگوں کے بس کی بات نہیں ہے، لیکن شیخ عطاء الرحمٰن مصر رہے کہ زمین خریدی جائے۔

آخر کار شیخ عبد الرحمٰن نے مولانا عبد العزیز رحیم آبادی سے اس کا تذکرہ کیا، ان کا مقصد یہ تھا کہ مولانا برادر خورد یعنی شیخ عطاء الرحمٰن کو سمجھا دیں گے تو وہ اس خیال سے باز آجائیں گے، لیکن مولانا رحیم آبادی نے مشورہ دیا کہ جب وہ اس کے لیے بضد ہیں تو آپ ان کی یہ خواہش پوری کر دیں، تجربہ خود ان کو راستہ متعین کرنے میں مددگار رہے گا، چنانچہ اس کے بعد شیخ عبد الرحمٰن نے اس مشورے پر یوں عمل کیا کہ نوے (۹۰) لاکھ میں ایک بڑی زمین خرید کر ان کے حوالے کر دی، سال ڈیڑھ

---

[1] اسی کتاب کا صفحہ (۶۳۶-۶۳۷) دیکھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال کے بعد ہی شیخ عطاء الرحمٰن کو جب اس پیشے کے حالات سے سابقہ پڑا تو دل برداشتہ ہوگئے اور توبہ کرنے لگے، بالآخر یہ زمین لاکھوں روپے خسارے پر فروخت کرکے چھٹکارا حاصل کیا اور اپنے سابقہ کاروبار میں مشغول ہوگئے۔"[1]

یہ دونوں بھائی مولانا رحیم آبادی کی جوتیاں سیدھی کرنے کو اپنے لیے باعثِ فخر سمجھتے تھے اور اتنے بڑے صاحبِ ثروت ہونے کے باوجود آپ کی خدمت میں مشغول رہا کرتے تھے۔[2]

یہ لوگ مولانا کے اتنے دلدادہ تھے کہ برابر دہلی سے رحیم آباد خدمت میں حاضر ہوتے رہتے اور تحفہ تحائف کا انبار اپنے ساتھ لاتے رہتے۔ ایسی عقیدت تھی کہ زمانۂ علالت میں تو گویا ڈاک بٹھا دی تھی کہ مولانا رحیم آبادی کے حالات ہر دم ملتے رہیں اور مرض کے لحاظ سے یہ لوگ سامان وغیرہ بھیجتے رہیں۔[3]

جب ان دونوں بھائیوں نے کہولت کی حدود سے نکل کر شیخوخت کے مرحلے میں قدم رکھا تو آپس میں طے کیا کہ اب تک کی تجارت کا حساب کتاب دیکھیں اور اپنے حینِ حیات ہی وراثت کا فیصلہ کرلیں، ہمارے بعد ہمارے بچوں میں یہ اتفاق و اتحاد، جو ہم دونوں بھائیوں میں ہے، وہ رہے نہ رہے، چنانچہ ساری جانچ پڑتال پر یہ معلوم ہوا کہ نقد اور زر و جواہرات کے علاوہ صرف جائیداد ہی اتنی ہے کہ اس کا ماہانہ کرایہ تیس ہزار روپے ہے۔[4]

دونوں حضرات کی مشترکہ پونجی میں سے تقریباً ایک لاکھ روپے کے صرفہ سے

---

1. مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی: حیات وخدمات، تالیف: محمد فضل الرحمٰن سانی (ص: ۹۴)
2. ایضاً (ص: ۹۳)
3. ایضاً (ص: ۹۴)
4. مجلّہ "اہل حدیث، ہریانہ" (۲۱ رمئی ۱۹۷۹ء۔ ص: ۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ تعمیر کرایا گیا اور پھر ان کے ذاتی خرچ سے یہ مدرسہ تا دمِ آخر چلتا رہا۔ مدرسے میں تعلیم کا آغاز شوال ۱۳۳۹ھ مطابق جولائی ۱۹۲۱ء میں ہوا۔ دونوں بھائی اس کے انتظام و انصرام پر بھرپور توجہ صرف کرتے تھے۔ پہلے تعلیمی سال کے تکمیل کے وقت حاجی عبد الرحمٰن صاحب انتقال فرما گئے۔ آپ کے اوپر فالج کا حملہ ہوا اور بتاریخ ۱۷/شعبان ۱۳۴۰ھ مطابق ۸/اپریل ۱۹۲۲ء میں اس عالمِ فانی کو خیر باد کہہ گئے، إنا للہ وإنا إلیہ راجعون۔[1]

مولانا نذیر احمد املوی، جو دار الحدیث رحمانیہ کے اولین طلبا میں سے تھے اور پھر اسی مدرسے کی آخری دم تک مدرس و منصرم کی حیثیت سے خدمت بھی کی، وہ شیخ عبدالرحمٰن کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''حاجی عبد الرحمٰن صاحب مرحوم نے تو اپنے ہاتھوں لگائے ہوئے اس پودے کی ابھی پہلی پتیاں بھی نہ دیکھی تھیں کہ اللہ کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے ہم سب سے رخصت ہو گئے۔ یعنی پہلے سال کا نتیجہ بھی حاجی صاحب نے نہیں دیکھا، بلکہ جب سال بھر کی تعلیم ختم ہوچکی، سالانہ امتحان کی تیاریاں ہو رہی تھیں اور عن قریب امتحان ہونے والا تھا کہ شعبان ۱۳۴۰ھ میں آپ کا انتقال ہوگیا۔ إنا للہ و إنا إلیہ راجعون۔
>
> ''میں نے حاجی صاحب مرحوم کو بھی دیکھا ہے۔ نہایت خلیق، متواضع، لیکن بارعب انسان تھے، حکومت میں آپ کا بڑا رسوخ تھا۔ بڑے بڑے حکام آپ کی عزت کرتے تھے۔ آپ روزانہ شام کو مدرسے میں آیا کرتے...، جمعے کے دن شام کو مدرسے کے اساتذہ کی دعوت کا سلسلہ آپ ہی نے قائم کیا اور الحمدللہ کہ آج تک اپنی پوری شان کے ساتھ جاری ہے۔''[2]

---

① ''اہلِ حدیث'' امرتسر (۲۳/شعبان ۱۳۴۰ھ = ۱۴/اپریل ۱۹۲۲ء، ص: ۱۳)

② رسالہ ''محدث دہلی'' (نومبر ۱۹۳۸ء، ص: ۲۳-۲۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دار الحدیث رحمانیہ کے فاضل اور اس کے مدرس مولانا عبد الغفار حسن رحمانی بیان کرتے ہیں:

"شیخ عبدالرحمٰن انتہائی سخی اور فیاض ہونے کے ساتھ ساتھ سخت طبیعت کے مالک بھی تھے۔ جب کوئی لڑکا ان کے سامنے غلط بیانی کرتا یا مدرسے کے نظام کی خلاف ورزی کرتا تو بہت زیادہ ناراض ہوتے۔ شیخ عبدالرحمٰن مدرسے کی بنیاد رکھنے کے بعد صرف ایک سال تک زندہ رہے...۔

"حاجی (عبدالرحمٰن) صاحب مرحوم کے بعد ان کے بڑے صاحب زادے حاجی عبد الستار صاحب نے اپنی توجہ مدرسے کی جانب مبذول کی اور اس کام میں دلچسپی کے ساتھ حصہ لیا، لیکن افسوس کہ آپ بھی عالمِ شباب میں وفات پاگئے۔ آپ کی والدہ صاحبہ کو اپنے دورِ حیات میں مدرسے سے خاص دلچسپی تھی۔ طلبا کے آرام و آسایش کے لیے آپ ہی نے برقی روشنی اور بجلی کے پنکھوں کا انتظام کیا۔" [1]

شیخ عطاء الرحمٰن (۱۸۸۲ھ = ۱۹۳۸ء) اپنے بھائی اور بھتیجے کے انتقال کے بعد اکیلے اس ادارے کو پوری دلجمعی اور دلچسپی کے ساتھ چلاتے رہے۔ موصوف علم دوستی، علما نوازی، اخلاقِ حسنہ اور زہد و تقوے میں کس بلند مقام پر فائز تھے، اس کی جان کاری کے لیے ان کے ان معاصرین کی طرف رجوع کرتے ہیں، جنھوں نے آپ کے ساتھ کام کیا یا آپ کو قریب سے دیکھا، سمجھا اور پرکھا ہے۔ اس سلسلے میں چند اکابرین کی تحریریں ملاحظہ ہوں۔

(۱) معروف عالم دین، خطیب و مولف مولانا محمد صاحب جونا گڑھی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"فیاضی اور سخاوت، کسرِ نفسی اور مروت آپ کے ذاتی اوصاف تھے۔

[1] ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور (۱۲/ اگست ۱۹۹۴ء، ص: ۲۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی سخاوت و فیاضی کسی خاص جماعت یا گروہ تک محدود نہ تھی، بلکہ اس سے ہر دور ونزدیک والا فائدہ اٹھاتا تھا۔ پانچ سو ہزار لے لیے اور غربا کے گھروں میں جاکر بانٹ آئے۔ جاڑوں میں سیکڑوں لحاف اور کمبل غربا کو دیے جاتے تھے۔ عموماً لمبی چوڑی مرغن دعوتیں ہوتی رہتی تھیں۔ ہر صبح ایک معقول رقم لے کر چلتے تھے اور ہر شام خالی ہاتھ گھر پہنچا کرتے تھے۔ صرف اہلِ دہلی ہی نہیں، بلکہ بیرون جات کے اصحاب بھی اس فیض کی بارش سے محروم نہ تھے۔ ہر سال کئی ایک کو حج کے لیے بھیجتے تھے۔ بہت سی کتابیں للہ فی اللہ تقسیم کرائیں، چھپوائیں۔ کئی ایک تفسیر محمدی خرید خرید کر لوگوں کو پہنچائیں، اور بھی میری تصنیف کردہ کئی ایک کتابیں خود چھپوائیں۔ بعض معقول تعداد میں خریدکیں اور غربا میں مفت تقسیم کیں۔ قرآن شریف برابر فی سبیل اللہ بانٹتے رہتے تھے، کئی ایک غربا اور بیوہ اور مساکین کے مہینے مقرر کررکھے تھے۔ سارے شہر میں عزت و وقار کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ ہر طبقے کے لوگ آپ سے خوش تھے۔ مروت ولحاظ آپ میں بہت تھا۔ حق و باطل کی پوری تمیز تھی۔ مذہباً سخت اہلِ حدیث تھے۔ تہجد کی نماز بھی عموماً ناغہ نہ ہوتی تھی... باوجود کروڑ پتی ہونے کے انتہا درجے کے متواضع تھے۔ خدا کی ہر راہ میں زر لٹاتے رہتے تھے، گویا آپ ابو المساکین اور ابو الطلبا تھے۔ رحمہ اللہ" [1]

(۲) مولانا نذیر احمد رحمانی املوی (مدرس ومنصرم دار الحدیث رحمانیہ) شیخ عطاء الرحمن کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"آپ آج کل کے مال داروں کی طرح عیش پرست اور آرام طلب نہ

---

[1] پندرہ روزہ "اخبار محمدی" دہلی (۱۵؍ جون ۱۹۳۸ء، ص: ۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ گو آپ کے پاس اللہ کی دی ہوئی بے حساب دولت اور سامانِ تعیش کی فراوانی تھی، لیکن باوجود اس کے آپ پر اللہ کا خوف اور اس کا تقویٰ غالب تھا، اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ رات کے آخری حصے میں (تقریباً ڈھائی تین بجے) سردی ہو یا گرمی، برسات ہو یا جاڑا، آرام کی نیند چھوڑ کر بستر سے اٹھ کھڑے ہوتے اور اس خیال سے کہ کسی نوکر یا خادم کو اس وقت جگانے سے اس کو تکلیف ہوگی، خود ہی لوٹے میں پانی بھرتے اور اگر ضرورت ہوتی تو خود ہی آگ جلا کر اس کو گرم بھی کر لیتے اور وضو کے بعد گھر کے ایک گوشے میں مصلے پر کھڑے ہو کر اپنے رب سے راز و نیاز (نمازِ تہجد) شروع کر دیتے۔

''دیر تک حلاوتِ ایمان کا یہی لطف حاصل کرتے رہتے، یہاں تک کہ جب صبح صادق قریب ہوتی تو نمازِ فجر مدرسے کے علما اور طلبا کے ساتھ ادا کرنے کے لیے اکیلے گھر سے نکل پڑتے اور تقریباً ڈیڑھ میل پیدل چل کر مدرسے پہنچتے۔ یہاں سب کو عموماً سوتا ہوا پاتے۔ سب کی چارپائیوں کے پاس جا کر نہایت شفقت و مروت سے ایک ایک کو جگاتے۔ گرمیوں میں بہت سے لڑکے مدرسے کی بلند اور وسیع چھت پر سونے کے لیے اپنی چارپائیاں لے آتے اور رات کو دیر تک کتابوں کے مطالعے اور اسباق کی تکرار میں جاگتے رہتے۔ اس لیے صبح کو اٹھنے میں ذرا کسل مندی ہو جاتی تو محترم مرحوم کو نیچے اوپر تین تین چکر لگانے پڑتے۔ بار بار کبھی اس کے پاس جاتے اور کبھی اس کے پاس، لیکن بلندیٔ اخلاق کا یہ عالم تھا کہ اس زحمت کی وجہ سے کبھی طبیعت پر ملال اور تکدر نہیں پیدا ہوا۔

''اس درمیان میں صبح صادق طلوع ہو چکی ہوتی، اس لیے ادھر سے فارغ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو کر مسجد میں تشریف لے جاتے اور اذان [اور سنت] سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل کے مطابق داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے۔ جب دوسرے نمازی بھی اپنی اپنی سنتیں پڑھ چکتے تو فرض کی اقامت ہوتی اور سنت کے مطابق لمبی لمبی قراءت کے ساتھ فرض ادا کرنے میں شریک رہتے۔ نماز کے بعد تھوڑی دیر مدرسے میں بیٹھتے، رات بھر کی خیریت معلوم کرتے اور پھر پیدل ہی گھر واپس تشریف لے جاتے۔ گیارہ بجے کے قریب پھر اپنی خاص موٹر سے مدرسے آتے اور اب شام تک یہیں رہتے، ظہر اور عصر کی نماز بھی ہمیشہ جماعت سے مدرسے ہی میں ادا کرتے...

''آپ کے اخلاق اتنے بلند اور وسیع تھے کہ دشمن بھی اس سے مسحور تھے۔ جس کسی نے ایک مرتبہ بھی آپ سے ملاقات کرلی، وہ ہمیشہ کے لیے آپ کا گرویدہ ہوگیا۔ آپ کی اس بزرگانہ اخلاقی برتری کا نتیجہ تھا کہ آپ گیارہ بجے دن سے شام چار بجے تک غریب مسکین طالب علموں میں رہتے۔ نہایت خوشی اور دلی مسرت کے ساتھ اپنے ایام گزارتے... ہر طالب علم کی خیریت معلوم کرتے رہتے۔ اگر خدانخواستہ کوئی بیمار ہو جاتا تو خود جاکر اس کی بیمار پرسی کرتے۔ ڈاکٹر وحکیم کو ہدایتیں کرتے۔ بسا اوقات اپنے ہاتھ سے دوا پکا کر اور مل چھان کر لڑکوں کو پلائی ہے۔

''مدرسے میں کھانا تیار ہوتا تھا، اس کی نگرانی رکھتے تھے۔ کبھی کبھی خود اچانک منگا کر کھا لیا کرتے، تاکہ یہ معلوم کر سکیں کہ کیسا پکتا ہے؟ کبھی کسی کے ساتھ تکبر اور غرور کی باتیں نہیں کیں۔ علما اور طلبا کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا اپنی عزت سمجھتے۔ بارہا میں نے دیکھا کہ اگر کبھی ہمارے ساتھ کھانے میں شریک نہ ہو سکے، بلکہ کھلانے ہی میں رہ گئے تو کھانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد روٹی کے ٹکڑوں اور جوٹھے سالن کے برتنوں کو اپنے آگے رکھ لیتے اور نہایت بے تکلفی کے ساتھ کھانے لگتے۔ اللہ اللہ کون ہے جو کروڑ پتی ہونے کے باوجود ان اخلاق عالیہ سے مزین ہو؟!''[1]

مولانا نذیر احمد رحمانی ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ سالانہ امتحان کے بعد شعبان میں جب ہم لوگ گھروں کو جانے لگے ہیں تو مرحوم (شیخ عطاء الرحمٰن) نے ڈبوں میں بند بصرہ یا مدینہ منورہ کی بہترین کھجوریں ہم کو دیں، تاکہ ہم رمضان میں روزہ انھی تر کھجوروں سے افطار کریں۔''[2]

③ مولانا عبدالغفار حسن رحمانی بیان کرتے ہیں:

''... شیخ عبدالرحمٰن مدرسے کی بنیاد رکھنے کے بعد صرف ایک سال تک زندہ رہے، پھر ان کی وفات کے بعد ان کے بھائی شیخ عطاء الرحمٰن مدرسے کے کفیل مقرر ہوئے۔ یہ بڑی عمر کے انتہائی دین دار اور متشرع انسان تھے۔ تمام لوگ ان کو بڑی عزت اور قدر واحترام کی نگاہ سے دیکھتے، حتی کہ ریڑھی اور مزدوری کرنے والے مزدوروں کی بھی کوشش ہوتی کہ ہر صبح شیخ عطاء الرحمٰن کی مزدوری سے اپنے کاروبار کا آغاز کریں، کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اس سے ان پر خیر وبرکت کے دروازے کھل جاتے ہیں، پھر سارا دن خوب منافع ہوتا ہے۔

''شیخ عطاء الرحمٰن اگرچہ بہ ذاتِ خود عالم دین نہ تھے، مگر انھیں علم اور علما سے گہرا قلبی تعلق تھا۔ عام طور پر روزانہ اپنے کاروبار کو بچوں کے سپرد

[1] رسالہ ''محدث'' دہلی (نومبر ۱۹۳۸ء، ص: ۱۷۔ ۲۰ باختصار)

[2] ایضاً (ص: ۱۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے خود مدرسہ رحمانیہ آجاتے اور ان کے ساتھ ایک صاحب شیخ محمد تیناوری بھی ہوتے۔ یہ مدرسے کے قریب ہی ایک عالی شان عمارت میں رہائش پذیر تھے۔ فجر کے وقت جب شیخ عطاء الرحمٰن مدرسہ رحمانیہ آتے تو پچیس کے قریب کمروں میں رہائش پذیر تمام طلبا کو خود ہر دروازے پر دستک دے کر نمازِ فجر کے لیے بیدار کرتے، پھر خود ان کے ساتھ مل کر نماز باجماعت ادا کرتے اور پھر مدرسہ رحمانیہ کے طلبا اور اساتذہ کے ساتھ بیٹھتے۔ بڑے سخی، فیاض اور دریا دل انسان تھے۔ دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ اخلاق کے بھی بہت اچھے تھے۔ طلبا کے ساتھ بہت زیادہ شفقت و محبت اور الفت کا برتاؤ کرتے تھے۔ انھیں جھوٹ سے سخت نفرت تھی۔ اگر کوئی طالب علم کسی موقع پر غلط بیانی سے کام لیتا یا مدرسے کے نظام کی خلاف ورزی کرتا تو فوراً مدرسے سے خارج کر دیتے۔ بعض اوقات مدرسہ رحمانیہ کے طلبا کو پکنک منانے کے لیے نہر کے کنارے لے جاتے اور بذاتِ خود خاص اہتمام کے ساتھ اشیاے خور و نوش اور پھل مٹھائی کے ذریعے سے ان کی تواضع کرتے۔ طلبا پکنک منانے میں مصروف ہوتے اور یہ انھیں دیکھ کر خوش ہو رہے ہوتے۔"[1]

(۴) محترم فاروق اعظمی صاحب شیخ الحدیث علامہ عبید اللہ رحمانی اور رسالہ محدث دہلی کے حوالے سے شیخ عطاء الرحمٰن صاحب کے معمولات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"شیخ عطاء الرحمٰن صاحب (مہتمم ادارہ) کا یہ روز مرہ کا معمول تھا کہ صبح فجر سے قبل روزانہ پھاٹک حبش خاں سے مدرسہ رحمانیہ تک پیدل چل کر آتے اور ہاتھ میں ڈھیری سی ریزگاری لیتے آتے، جسے فٹ پاتھ کے

(1) ماہنامہ "صراط مستقیم" برمنگھم (نومبر، دسمبر ۱۹۹۸ء، ص: ۱۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غریب غربا اور حاجت مندوں کو رات کے اندھیرے میں تقسیم کر دیتے۔ بارہا ایسا بھی ہوتا کہ گلی کوچے کے بدنام، اچکے اور جرائم پیشہ (جو رات کی تاریکی میں راہ گیروں کو اپنا شکار خاص سمجھ کر اچک لیا کرتے تھے) سے بھی آمنا سامنا ہو جاتا، مگر کبھی وہ ان سے تعرض نہ کرتے تھے، بس اتنا کہتے: ''اچھا میاں جی ہیں کیا؟'' اور پھر سر جھکائے ندامت اور شرمندگی سے دوسری طرف نکل جاتے... صبح آٹھ بجے سے شام چار بجے تک مدرسے کے پھاٹک کے پاس چارپائی ڈال کر پڑے رہتے اور ہر طرح کے نظم ونسق اور درس وتدریس کی نگرانی کیا کرتے۔ کیا مجال تھی کہ کوئی لیٹ آتا یا اساتذہ گھنٹی کے ساتھ اپنے درس میں مشغول نہ ہوتے یا کوئی لڑکا بلا وجہ ادھر ادھر گھومتا نظر آتا۔ نگرانی کسی ڈکٹیٹر یا مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی نگرانی نہ تھی، بلکہ ایسے دردمند دل کا کرشمہ تھا، جس کے چشم وابرو کے اشارے پر مدرسے کا ذرہ ذرہ حرکت میں آجاتا تھا۔ یہ موصوف کے اخلاص وایثار اور للّٰہیت کا ثمرہ تھا کہ ہر شخص سراپا علم وعمل بنا ہوا تھا۔

''ادارے میں طلبا ملک کے گوشے گوشے سے آتے تھے، ان میں کم سن بھی ہوتے تھے اور باشعور بھی، لیکن وہ یہاں آکر اپنے ماں باپ، بھائی بہن، دوست احباب اور وطن عزیز کی محبت رکھتے تھے اور خود مہتمم صاحب ان سے اس طرح خوش دلی اور نرمی سے پیش آتے تھے کہ لڑکوں کو ان سے ایک باپ کی شفقت، جاں نثار بھائی کی محبت اور عزیز دوست کی رفاقت کا احساس بیک وقت محسوس ہوتا تھا۔ طلبہ واساتذہ کے خور ونوش اور رہائش کا بہترین انتظام فرماتے تھے، غریب ویتیم اور مسکین طلبا کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ خصوصی محبت سے پیش آتے تھے اور ان کو مختلف مراعات بہم پہنچاتے تھے...“[1]

⑤ مولانا عبد القیوم بستوی رحمانیہ میں اپنے دورِ طالب علمی میں شیخ عطاء الرحمٰن کی وفات کے بعد ان کی یاد میں لکھے ہوئے اپنے ایک مضمون میں فرماتے ہیں:

”...خصوصاً مولانا عبد العزیز صاحب محدث رحیم آبادی کے آپ بے حد معتقد تھے اور ان کی صحبت کا اتنا اثر پڑا کہ آپ محبتِ الٰہی کے رنگ میں رنگ گئے۔ جیسے وہ ولی اللہ، صاحبِ ہمت اور سخی تھے، ایسے ہی ان کی صحبت کی وجہ سے، آپ بھی ایک صاحبِ ہمت و سخا اور مخلص دین دار بن گئے۔ مولانا کو بھی آپ سے اتنی محبت اور الفت تھی کہ کئی ایک چیزیں اپنی زندگی میں بطور یادگار آپ کو دے گئے تھے۔ جو انگوٹھی آپ ہمیشہ پہنتے تھے، وہ مولانا ہی کی عطا کردہ تھی۔ یہ آپ کے ہاتھ میں اخیر وقت تک رہی۔ آپ کا ارادہ موجودہ زمانے کی بے روزگاری دیکھ کر طلبا کے لیے شعبہ صنعت کھولنے کا تھا۔ جس بیماری میں آپ کا انتقال ہوا، اس میں آپ نے ایک مرتبہ یہ فرمایا تھا کہ ان شاء اللہ مدرسے میں فاضل کا شعبہ قائم کریں گے۔“ میں یہ سن کر بہت خوش ہوا۔“[2]

⑥ شیخ عطاء الرحمٰن کی وفات پر علامہ خلیل عرب یمنی نے اشعار میں تعزیت کی ہے، اس کے چند ابیات ملاحظہ ہوں:

عطاء رحمن قد لاقیت مغفرۃ

من غافر ساتر رب له المنن

---

[1] ماہنامہ ”محدث“ بنارس (اکتوبر ۱۹۸۴ء، ص: ۲۲)

[2] رسالہ ”محدث“ دہلی (اگست ۱۹۳۸ء، ص: ۸۔۱۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وبل رمسك شؤبوب الجنان وقد
وافاك من ربك الرضوان والعدن
أنى بعدت وقد خلفت مدرسة
دينية تتهادى سوحها السنن
أحييت سنة طه بعد موتتها
وأنت ما بقيت من أجرها قمن
فيها من العلماء الغر ترأسها
عزائم الخير والإخلاص والمنن [1]

علم و علما کا یہ خادم، کتاب و سنت کا شیدائی، حاتمِ وقت ۳۰ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ مطابق ۳۱ مئی ۱۹۳۸ء و یکم ربیع الآخر ۱۳۵۷ھ مطابق یکم جون ۱۹۳۸ء کی درمیانی شب ساڑھے گیارہ بجے اس دارِفانی کو خیر باد کہہ گیا، إنا لله و إنا إليه راجعون۔ جنازے کی نماز مولانا محمد صاحب جوناگڑھی نے پڑھائی۔ پسماندگان میں تین صاحب زادے اور چار صاحب زادیاں چھوڑیں۔ آپ پردادا ہو چکے تھے۔ [2]

صاحب زادوں کے نام اس طرح ہیں: حافظ فضل الرحمٰن، حاجی عبدالوہاب، شیخ حبیب الرحمٰن۔

حاجی عبدالوہاب نے اپنے والد کی وصیت کے مطابق مدرسے کا نظام سنبھالا اور ۱۹۴۷ء میں مدرسہ بند ہونے تک آپ اس کے مہتمم و سرپرست رہے۔ شیخ

[1] رسالہ ''محدث'' دہلی (اگست ۱۹۳۸ء، ص: ۶۔ ۷)

[2] شیخ عطاء الرحمٰن کی بیماری، وفات اور جنازہ وغیرہ سے متعلق تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: رسالہ ''محدث'' دہلی (اگست، ستمبر، اکتوبر، نومبر ۱۹۳۸ء) پندرہ روزہ ''اخبار محمدی'' دہلی (۱۵ جون ۱۹۳۸ء و یکم جولائی ۱۹۳۸ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حبیب الرحمٰن بھائیوں میں چھوٹے تھے۔ آپ کے بارے میں رسالہ محدث میں درج ذیل خبر شائع ہوئی تھی، جس سے آپ کے بلند مقام و مرتبے کا پتا چلتا ہے:

مبارک باد:

عالی جناب محترم شیخ حاجی عبدالوہاب صاحب (مہتمم مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی) کے برادر خورد محترم جناب خاں صاحب شیخ حبیب الرحمٰن صاحب میونسپل کمشنر ایک عرصے سے آنریری مجسٹریٹی کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ مقدمات کے فیصلے آپ جس قابلیت، قانونی نکتہ سنجی اور عدل و انصاف کے ساتھ فرماتے ہیں، اس کا چرچا دہلی کی پبلک میں عام طور پر پایا جاتا ہے۔ لوگ آپ کے اخلاق اور انصاف کے بے حد مداح ہیں۔ آپ کی اسی نیک نامی کو دیکھتے ہوئے حکومت نے آپ کے اس اعزاز کی مدت میں توسیع کرتے ہوئے مزید دو سال کے لیے مجسٹریٹ درجہ دوئم کے اختیارات دے دیے ہیں۔

ہم حکومت کی اس قدردانی کی تعریف کرتے ہیں اور جناب شیخ صاحب موصوف کی خدمت میں مدرسے کے جملہ اسٹاف و متعلقین کی طرف سے ہدیہ مبارک باد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو روز افزوں ترقیاں عطا فرمائے اور ملک و قوم کی بہتر سے بہتر خدمتیں انجام دینے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)[1]

[1] رسالہ ''محدث'' دہلی (اگست ۱۹۴۰ء، ص: ۱۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 2

شیخ عبد الوہاب ... مدرسہ کے نئے مہتمم

اخبار محمدی لکھتا ہے:

"(شیخ عطاء الرحمٰن کی وفات کے بعد) آپ کے منجھلے صاحب زادے (شیخ عبد الوہاب) تیسرے دن ہی مدرسے میں تشریف لائے۔ باوجود پریشان دل اور ملول طبع ہونے کے طلبا کی اشک شوئی کی، انھیں صبر اور دعا کی رغبت دلائی اور فرما گئے کہ کسی طرح ہراساں نہ ہونا، میرے ابا کو، جو تم سب کے محسن تھے، جن کی روحانی اولاد تم بھی ہو، دعاؤں سے یاد کیا کرو اور کسی طرح کی فکر نہ کرو، میں ابا جان مرحوم کی طرح ہی تمھیں اپنا بھائی سمجھوں گا۔ وہ تمام آسایشیں جسمانی اور روحانی، جو اس مدرسے میں تمھیں میسر تھیں، بدستور باقی رہیں گی۔ کوئی تنگی، ترشی یا کمی نہ ہوگی، میں ان شاء اللہ ہر روز تمھارے پاس آیا جایا کروں گا۔ تم اپنی ہر ضرورت کو میرے سامنے پیش کر دیا کرنا، ہر شکایت بیان کر دینا، میں آپ کی ضروریات کو پورا کرنے اور شکایت کا ازالہ کرنے کے لیے ہر وقت بفضلہٖ وکرمہ تیار ہوں، مدرسے کے نظام انتظام اور آسایشات میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ باپ کی عادت کے مطابق مدرسے میں موسمی پھل بھیجے، نقدی تقسیم کی، ایک طالب علم کی ضرورت پر اسے پچاس روپے کا عطیہ عطا فرمایا۔ دو تین دن بعد ششماہی امتحان کی تیاری کے لیے فرما گئے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ برابر روزانہ عموماً دو مرتبہ مدرسے میں تشریف لاتے ہیں۔ وہی سرچشمی اور فیاضی آپ میں بھی موجود ہے، جو مرحوم میں تھی۔''[1]

دار الحدیث رحمانیہ کے فارغ التحصیل حضرت مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی رحمہ اللہ اس وقت کی منظر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مہتمم دار الحدیث رحمانیہ دہلی کی وفات کے بعد مولانا (نذیر احمد) املوی مرحوم اور مولانا (شیخ الحدیث) مبارک پوری۔مد ظلہ۔ پر نئی ذمے داریاں عائد ہوگئیں۔ موصوف کی وفات کے وقت میں رحمانیہ میں زیرِ تعلیم تھا، اس حادثہ فاجعہ کے بعد دار الحدیث دو ایک روز تعلیم بند رہا، اس کے بعد شیخ عبد الوہاب اور شیخ حبیب الرحمن (پسران جناب شیخ عطاء الرحمن مرحوم) رحمانیہ تشریف لائے۔ صبح آٹھ بجے کا وقت رہا ہوگا۔ پورے ماحول پر اداسی طاری تھی۔ طلبا اور اساتذہ یکساں غم واندوہ کا شکار تھے، ان کے آتے ہی مدرسے کا گھنٹا بجا اور رحمانیہ کا ہر متنفس خاموشی کے ساتھ شیخ الحدیث کی درگاہ میں سمٹ آیا۔ مولانا نے غم و اندوہ میں ڈوبی ہوئی ایک اثر انگیز تقریر کی، جس میں طلبا اور اساتذہ سے مرحوم کی شفقت اور محبت کا ذکر تھا، ان سے فرزندوں اور عزیزوں کی طرح مرحوم کے برتاؤ کی یاد تھی، ان کی لغزشوں اور معمولی معمولی غلطیوں پر مرحوم کے عفو و درگزر کے تذکرے تھے۔ مرحوم کی نوازش و اکرام کے نہ بھلائے جانے والے واقعات کا اعادہ تھا۔ آپ کی وفات سے ملتِ اسلامیہ کو جو صدمہ پہنچا تھا، اس کے واضح اشارے تھے اور مرحوم کے حق میں دعاے مغفرت تھی، غرض کہ مولانا کی اس تقریر نے ہر شخص کو آبدیدہ کر دیا۔ شیخ عبد الوہاب

[1] پندرہ روزہ ''اخبار محمدی'' دہلی (۱۵/ جون ۱۹۳۸ء، ص: ۱۱۔۱۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور شیخ حبیب الرحمٰن کی آنکھوں میں تیرتے ہوئے آنسوؤں کا منظر اب تک میری نگاہوں میں گھوم رہا ہے۔

مولانا کی تقریر کے بعد شیخ عبدالوہاب نے گلوگیر اور بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا:

''اب صبر و شکر کے سوا چارہ نہیں۔ ہم یہاں اس لیے آئے ہیں کہ کل سے مدرسے کی تعلیم سابقہ معمول کے ساتھ مطابق شروع کر دی جائے۔ میں مدرسے کے لیے اتنا وقت تو نہیں دے سکتا، جتنا والد مرحوم دیا کرتے تھے، لیکن کوشش کروں گا کہ ہر روز کسی نہ کسی وقت آکر یہاں کے انتظامات کی دیکھ بھال کیا کروں، سابقہ معیار اور انتظام میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہونے دی جائے گی، ان شاء اللہ۔

''اس کے بعد دعاؤں پر اس جلسے کا اختتام ہوا اور دوسرے دن سے رحمانیہ معمول کے مطابق اپنے کام پر لگ گیا، لیکن شیخ عبدالوہاب اپنی کاروباری مصروفیات سے اتنا وقت نہ نکال سکے کہ ہر روز رحمانیہ تشریف لاتے۔ تیسرے چوتھے دن تشریف لاتے، اس لیے مدرسے سے متعلق ساری ذمے داریاں مولانا (شیخ الحدیث عبید اللہ رحمانی) مبارک پوری۔مدظلہ۔ اور مولانا املوی مرحوم پر آپڑیں اور آپ حضرات نے اس بار کو اس طرح اُٹھایا کہ دار الحدیث رحمانیہ کے معمول میں کوئی فرق نہ آنے دیا، ﴿وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا﴾[1]''

والد محترم مولانا محمد صاحب اعظمی ﷾، جنھوں نے تعلیمی سال ۴۷-۱۹۴۶ء میں دار الحدیث رحمانیہ میں داخلہ لیا تھا، مدرسے سے متعلق لیے گئے ایک انٹرویو میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

---

[1] اہلِ حدیث اور سیاست، مقدمہ (ص: ۱۷۔۱۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”ہمارے زمانے میں شیخ عبدالوہاب بن شیخ عطاء الرحمٰن دہلوی مہتمم مدرسہ تھے۔ دہلی کے سرمایہ داروں میں ان کا شمار دوسرے نمبر پر ہوتا تھا۔ صدر بازار دہلی میں ان کی عالی شان دکان تھی، ان کے والد اس مدرسے کے بانی اور مہتمم اول تھے اور زیادہ تر مدرسے کے انتظام اور نگرانی میں اپنے کو وقف کیے رہتے تھے، ان کے بعد ان کے صاحب زادے شیخ عبدالوہاب نے اہتمام کی ذمے داری سنبھالی۔ وہ ایک روز ناغے سے اپنی کار میں آتے اور گیٹ ہی پر مدرسے کے منشی سے حال دریافت کرکے واپس چلے جایا کرتے۔ اگر کوئی خاص مسئلہ ہوتا تو اندر تشریف لے جاتے اور ناظمِ تعلیمات مولانا نذیر احمد سے تبادلۂ خیال فرماتے۔ مجھے اپنی ایک سالہ مدتِ تعلیم میں ان کو دو بار قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ پہلی دفعہ عیدالاضحیٰ کے ایک روز قبل تمام طلبا کو عیدی تقسیم کرتے وقت، دوسری مرتبہ سالانہ امتحان کے نتائج اور تقسیمِ انعامات کی مجلس میں۔“[1]

مولانا نذیر احمد رحمانی لکھتے ہیں:

”...اللہ اللہ وہی عبدالوہاب، جو دن بھر دکان پر بیٹھ کر سوائے اپنے کاروبار کی دھن میں لگے رہنے کے جانتا بھی نہ تھا کہ مدرسہ کہاں ہے اور طلبا کدھر ہیں؟ اب دن میں دو، دو مرتبہ آکر مدرسے کی ڈیوڑھی کی زیارت کرتا ہے، پردیسیوں کا حال پوچھتا ہے، ان کی ہر طرح کی آسایش کے لیے بے چین رہتا ہے۔ وہی عبدالوہاب جس غریب کو شاید پتا بھی نہ رہا ہو کہ مدرسے میں مدرس کتنے ہیں اور کون کون ہیں؟ اب اس کا یہ حال ہے کہ ان کی ہم نشینی اپنے لیے باعثِ عزت سمجھتا ہے....“[2]

① ماہنامہ ”محدث“ بنارس (ستمبر، اکتوبر ۲۰۰۸ء، ص: ۶۴)

② رسالہ ”محدث“ دہلی (اگست ۱۹۳۸ء، ص: ۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقسیمِ ہند کے بعد ہونے والے خون ریز فرقہ وارانہ فسادات کے وقت شیخ عبد الوہاب اپنے پورے خاندان کے ساتھ کراچی ہجرت کر گئے اور ادارے کی عمارت حکومتی تحویل میں آ گئی، جس میں بعد میں ایک اسکول قائم ہوا اور آج بھی اس عمارت میں اسکول چل رہا ہے۔

شیخ عبد الوہاب بن عطاء الرحمٰن کے اخلاق و عادات اور انتظامی صلاحیت سے مزید واقفیت حاصل کرنے کے لیے ذیل کے واقعات اور تفصیلات ملاحظہ ہوں:

- مدرسے کے انیسویں تعلیمی سال (دسمبر ۱۹۳۹ء) کے افتتاح کے موقع پر شیخ عبدالوہاب (مہتمم رحمانیہ) نے خطبہ افتتاحیہ پیش کیا، جس میں حمد و صلات کے بعد انیسویں تعلیمی سال کے افتتاح کی خوشی کے موقع پر مرحومین (دادا اور والد) کو یاد کیا، پھر اساتذہ کا شکریہ ادا کیا، جنھوں نے مدرسے کا نظام سنبھالے رکھا، پھر طلبا کی سہولیات اور اپنی داد و دہش کو جاری رکھنے کا وعدہ فرمایا، اس موقع پر طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

  ''سنیے! میرے لیے سخت رنج دہ (بات) ہوگی کہ آپ شریعت کے ذرا سا بھی خلاف کام کریں، احکامِ شرع کی تعمیل میں سستی کریں، مدرسے کے قوانین کا احترام نہ کریں، اساتذہ کی بہ دل عزت نہ کریں، نمازوں میں بلا وجہ شرعی غیر حاضری کریں، آپس میں کوئی ناچاقی یا اختلاف کریں۔ میں چاہتا ہوں کہ بھائیوں کی طرح متحد و متفق ہو کر رہیں اور طلبِ علمِ دین کے سوا کسی چیز کی طرف التفات بھی نہ کریں۔ آپ کے بڑوں نے جس اعتماد پر آپ کو اس مدرسے میں بھیجا ہے، وہ مجھے مجبور کر رہا ہے کہ آپ کی تعلیمی حالت کے ساتھ ہی ساتھ میں آپ کی اخلاقی حالت کی بھی نگرانی رکھوں، اس لیے میں کھلے الفاظ میں آپ کو سناتا ہوں کہ اگر کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کوئی خلافِ دین و دیانت حرکت کی تو اس میں سختی سے باز پرس کروں گا اور قصور کے مطابق سزا دینے میں ہرگز غفلت نہ کروں گا۔ میں ٹھوس تعلیم مع تعمیل پسند کرتا ہوں اور اس کا خلاف میرے لیے حوصلہ شکن ہے۔ میں اپنے ہاں کے مدرسین سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ جہاں ایک طرف تعلیم میں انہماک فرمائیں، وہاں دوسری جانب طلبا کی اخلاقی نگرانی سے بھی غفلت نہ برتیں۔"

اس جلسے میں مولانا ثناء اللہ صاحب (امرتسری) بھی موجود تھے اور آپ نے بھی خطاب کیا تھا۔[1]

❁ اگست ۱۹۳۹ء میں مدرسے کے طلبا کی انجمن "جمعية الخطابة" کا سالانہ اختتامی جلسہ مولانا محمد صاحب جوناگڑھی کی زیر صدارت منعقد ہوا، اس جلسے میں طلبا نے اردو عربی تقریروں کے علاوہ اپنی لکھی ہوئی کچھ نظمیں بھی پیش کیں، جن میں شیخ عبد الوہاب صاحب (مہتمم مدرسہ) کی تعریف کی گئی تھی۔ پروگرام کے اخیر میں شیخ عبد الوہاب صاحب نے تقریر کی اور پروگرام سے متعلق خوشی کا اظہار فرمایا، ساتھ میں یہ بھی فرمایا:

"نظم میں جو میری تعریف کی گئی ہے، میں اس سے خوش نہیں۔ میں یہ کام صرف رضا مندیِ رب کی طلب میں کر رہا ہوں۔ خدا قبول فرمائے اور مجھے مزید نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے کہ میں اس کی ہر راہ میں اس کی دی ہوئی دولت صَرف کروں۔ یہ خداداد چیز ہے، فی سبیل اللہ کام آئے، اسی میں میری خوشی ہے۔"

پھر فرمایا:

---

[1] پندرہ روزہ "اخبار محمدی" دہلی (۱۵/ دسمبر ۱۹۳۸ء، ص: ۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''طلبا کو مدرسے کے وقت میں مدرسے ہی میں حاضر رہنا چاہیے۔ نماز کے لیے جب آپ مسجد میں جائیں تو خشوع وخضوع، ادب و وقار سے جائیں۔ مسجد میں آدابِ مسجد کے خلاف کوئی بات نہ ہونے پائے۔ اسباق دل لگا کر پڑھیں۔ اخلاقی باتوں کا پورا لحاظ رکھیں۔ جو پڑھیں اس کا مجسم عملی نمونہ بن جائیں ....''[1]

❁ اپنے پیش رو مہتمم کی طرح شیخ عبدالوہاب بھی وقتاً فوقتاً طلبا و اساتذہ کو اپنی کوٹھی پر بلاتے اور انھیں پُرتکلف دعوت کھلاتے، چنانچہ مولانا محمد یوسف صاحب شمس محمدی فیض آبادی شیخ عطاء الرحمٰن کی وفات کے بعد برائے تعزیت دہلی آئے اور مدرسے گئے، بعد میں ''اخبارِ محمدی'' میں ان کا ایک تاثر طبع ہوا، جو اس طرح ہے:

''۱۰؍ جون ۱۹۳۸ء کا جمعہ اس عاجز نے اپنے محترم دوست حضرت میاں صاحب ۔أدخله الله في الجنان و أعلى مقامه في دار الخلد۔ کی مسجد مدرسے میں پڑھایا۔ مرحوم کی خواہش رہا کرتی تھی کہ میرے طلبا کو وعظ و مناظرے کے متعلق اصولی اشارے کر دیا کرو۔ اپنے اس عالی مرتبت مکرم کی اس خواہش کو ان کی وفات کے بعد بھی میں نے پورا کیا۔ خطبہ میں طلبا کو اصولِ وعظ و طریقِ خطابت سکھاتے ہوئے تفسیری نکات بھی بیان کیے۔ آج مرحوم کے دولت خانہ پر طلبا و علما کی پر اکرام دعوت تھی، جس میں حضرت مرحوم کے سب صاحب زادے حق میزبانی ادا کرتے ہوئے اخلاق و کرم کا نمونہ پیش کر رہے تھے۔'' (احقر العباد محمد یوسف شمس محمدی فیض آبادی، ۱۲؍ جون ۱۹۳۸ء)[2]

---

[1] پندرہ روزہ ''اخبارِ محمدی'' دہلی (۱۵؍ جولائی ۱۹۳۹ء، ص: ۲)

[2] پندرہ روزہ ''اخبارِ محمدی'' دہلی (یکم جولائی ۱۹۳۸ء، ص: ۶۔ ۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد صاحب جوناگڑھی ''جمعہ کی دعوت'' کے عنوان سے اپنے اخبار میں لکھتے ہیں:

''مرحوم (شیخ عطاء الرحمٰن) کی عادت کے مطابق (شیخ عبدالوہاب) میری اور جملہ مدرسینِ رحمانیہ کی دعوت ہر جمعہ کی شام کو اپنی کوٹھی پر کرتے ہیں۔ موٹریں آتی ہیں اور مدرسین کرام کو بہ عزت لے جاتی ہیں اور وہاں خدا کی دی ہوئی ہمہ قسم کی نعمتیں تناول فرما کر واپس پہنچا جاتی ہیں۔''[1]

ایک دوسرے شمارے میں موصوف ''مدرسہ رحمانیہ کی بقرعید'' کا عنوان لگا کر لکھتے ہیں:

''فیاض دل مہتمم (شیخ عبدالوہاب) صاحب نے جملہ طلبا و مدرسین کو عید کے دن اپنی کوٹھی پر بلوایا، جہاں وہ فروٹ، فواکہ، گوشت روٹی وغیرہ کھاتے رہے اور اس عالی شان کوٹھی اور اس کے باغ میں ٹہلتے اور کھیلتے رہے، پھر نقد انعامات سے سرفراز کیے گئے اور باقی تین دنوں کی چھٹیاں منانے کے لیے ہنسی خوشی واپس آئے، فالحمد للہ۔''[2]

❀ درج ذیل اقتباسات بھی ملاحظہ ہوں:

''مہتمم صاحب (شیخ عبدالوہاب) نے حاضری کے رجسٹر ملاحظہ کیے۔ جو طلبا نماز میں غیر حاضری کرتے ہیں، انھیں بہت ڈانٹا اور سمجھایا۔ دو مرتبہ تو جرمانہ معاف کر دیا، لیکن اب کہہ دیا ہے کہ میں اس بارے میں سختی کروں گا۔''

''ششماہی امتحان کے نتیجے سے خوش ہو کر اپنے والد ماجد صاحب مرحوم سے دوگنے سے بھی زیادہ بڑھا چڑھا انعام اول آنے والوں کو دیا اور

---

[1] پندرہ روزہ ''اخبار محمدی'' دہلی (یکم جولائی ۱۹۳۸ء، ص: ۱۱)

[2] ایضاً (۱۵ر فروری ۱۹۳۹ء، ص: ۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتاریخ ۲۹ بدھ کے دن انھیں سیر کرانے کے لیے قطب پہنچنے کی بشارت بھی سنا دی۔''[1]

'مدرسہ رحمانیہ میں چھٹی ہوگئی۔ جو نادار طلبا اپنے گھر اپنے خرچ سے نہ جا سکتے تھے، انھیں فیاض دل مہتمم (شیخ عبدالوہاب) صاحب نے پورا خرچ دے کر ان کے ماں باپ سے ملنے کے لیے بھیج دیا ہے۔''[2]

''میاں صاحب (شیخ عطاء الرحمٰن) مرحوم ومغفور (مہتمم مدرسہ رحمانیہ) کی طرف سے ان کے فرزند ارجمند (شیخ عبدالوہاب) ۔مد ظلہ۔ نے مولانا حافظ عبداللہ صاحب نومسلم رحیم آبادی کو حج کے لیے نو سو روپے دے کر بھیجا۔ تقبل اللہ منہم''[3]

رحمهم الله رحمة واسعة، وجزاهم عن الإسلام والمسلمين خير الجزاء.

www.KitaboSunnat.com

---

① پندرہ روزہ ''اخبار محمدی'' دہلی (یکم جولائی ۱۹۳۸ء، ص: ۱۱۔۱۲)
② ایضاً: (یکم نومبر ۱۹۳۸ء، ص: ۲)
③ ایضاً: (۵؍ دسمبر ۱۹۳۸ء، ص: ۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 3

مدرسے کے قیام کا پسِ منظر

دار الحدیث رحمانیہ کن حالات میں قائم ہوا؟ اس کے قیام کے محرکات کیا تھے اور کون کون لوگ اس کے قیام کی تحریک کے روح رواں تھے؟ اس تعلق سے جن تحریروں پر ہماری نظر پڑی، ان میں بہ ظاہر کچھ اختلاف نظر آتا ہے، مگر اس اختلاف کے دفعیہ کی شکلیں بھی ڈھونڈھی جاسکتی ہیں۔

ایک تحریر اس بات پر دال ہے کہ مولانا عبد العزیز رحیم آبادی رحمہ اللہ نے ایک خاص موقع پر شیخ عبد الرحمٰن اور شیخ عطاء الرحمٰن کو مدرسے کی تاسیس کی ترغیب دلائی اور وہ موقع یہ تھا کہ "ایک مرتبہ مولانا عبد العزیز صاحب رحیم آبادی دہلی تشریف لے گئے۔ شیخ عبد الرحمٰن و عطاء الرحمٰن صاحبان کے یہاں قیام تھا۔ اتفاق سے ان کی بہن کو کچھ ایسی تکلیف تھی کہ لوگوں کو شبہہ ہوا کہ جناتی حرکت ہے۔ مولانا کے سامنے تذکرہ آیا، آپ نے ایک تعویذ دے دیا، بہن بھلی چنگی ہوگئی، لیکن اس کے بعد ہی شیخ صاحبان کا بھانجہ لاپتا ہوگیا۔ ایک سیٹھ کا بھانجا تھا، اس کی تلاش پر کافی اخراجات ہوئے، لیکن پتا نہ چل سکا۔ کچھ دنوں بعد "پاربتی پور" بنگال کے اسٹیشن پر کسی نے پہچانا، شیخ صاحب کو خبر دی گئی، آدمی آیا اور اس لڑکے کو دہلی لے گیا۔

اس بچے کے مل جانے کی خوشی میں یہ لوگ اپنی دولت سے شکر ادا کرنے کا پروگرام بنا رہے تھے، مولانا عبد العزیز رحیم آبادی نے مشورہ دیا کہ سب سے اچھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکرانہ یہ ہے کہ ایک مدرسہ کھول دیں، چنانچہ یہ مشورہ ان لوگوں کو بہت پسند آیا اور عبدالرحمٰن صاحب کے نام کی مناسبت سے مدرسہ رحمانیہ کھول دیا۔[1]

مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری رحمہ اللہ اس واقعہ کو اور کچھ دوسرے حالات کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''ان تفصیلات کو پڑھ کر ہمیں حسبِ ذیل معلومات حاصل ہوئیں:

اول یہ کہ ''مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ'' کو مولانا عبد العزیز صاحب رحیم آبادی کے نیک مشوروں سے قائم کیا گیا۔ کہاں شیخ عبد الرحمٰن صاحب اور عطاء الرحمٰن صاحب اپنے گم شدہ بھانجے کے مل جانے پر فرحت وشکرانے کے طور پر کھلانے پلانے پر ہزارہا ہزار روپیہ صَرف کرنا چاہتے تھے، لیکن مولانا عبد العزیز صاحب رحیم آبادی کے حقیقی مشورے کو ان دونوں بھائیوں نے قبول کرلیا اور اس رقم کو کارآمد اور نفع بخش یادگار یعنی مدرسے کا بنانا منظور کر لیا اور پھر مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ عالمِ وجود میں آ گیا تو دراصل مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ مولانا عبد العزیز رحیم آبادی رحمہ اللہ کی صحیح یادگار ہے اور ان ہی کے نیک مشورے کو ان حضرات نے سر آنکھوں پر رکھ کر مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ کا افتتاح و آغاز کیا۔ وہ حضرات آپ کی باتوں کی قدر و قیمت کو سمجھتے تھے....''[2]

ایک دوسری تحریر جناب محمد فاروق اعظمی (جلگاؤں) کی بھی ملاحظہ ہو، جو مذکورہ بالا پسِ منظر کی بڑی حد تک تائید کرتی ہے۔ موصوف لکھتے ہیں:

---

[1] مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی: حیات اور خدمات، تالیف: محمد فضل الرحمٰن سلفی (ص: ۹۳۔۹۴) ایضاً: ماہنامہ ''محدث'' بنارس (اگست ۱۹۹۲ء، ص: ۱۳)

[2] ماہنامہ ''محدث'' بنارس، اگست ۱۹۹۲ء، ص: ۱۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب میں نے دار الحدیث رحمانیہ دہلی اور اس کے نامور فضلا کے بارے میں کچھ مواد فراہم کرنے کی کوشش کی تو مجھے سخت دشواری ہوئی۔ اس سلسلے میں میں نے محدثِ کبیر حضرۃ الشیخ مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی ﷾ سے اپنے ارادے کا اظہار کیا تو انھوں نے بڑی شفقت اور خندہ پیشانی سے میری راہنمائی فرمائی اور استفادے کے لیے رسالہ محدث دہلی کی پرانی فائلیں بھی فراہم کر دیں، جس کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوئی کہ ماضی قریب میں جماعت کے درد مندوں کو اس بات کی سخت تشویش تھی کہ اکابر علمائے اہلِ حدیث ایک ایک کر کے اٹھتے جا رہے ہیں، ان کی جگہ لینے والا کوئی نہیں ہے۔ تعلیم و تعلم کے سلسلے ٹوٹ رہے ہیں اور ملک کے طول و عرض میں کوئی ایسی مثالی و معیاری سلفی درس گاہ نہیں، جہاں باقاعدہ تعلیم و تربیت کا نظم ہو اور آنے والی نسلوں کو اپنے اسلاف کی نیابت اور عامۃ المسلمین کی قیادت کے لیے تیار کیا جا سکے۔ لہٰذا حافظ مولانا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی رحمہ اللہ نے دہلی کے رئیسِ کبیر جناب شیخ عبدالرحمٰن کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ شہر دہلی میں ایک ایسی مرکزی درس گاہ کا قیام عمل میں لایا جائے، جو اس خلا کو پُر کر سکے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس تجویز کے محرک مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی تھے۔ اولیت جس کو بھی حاصل ہو، یہ حقیقت ہے کہ اول روز ہی سے یہ دونوں حضرات اس تحریک کے حامی، مؤید اور فعال رکن رہے اور اپنے تعاون و اشتراک سے اس تحریک کو تقویت پہنچاتے رہے۔''[1]

جیسا کہ اعظمی صاحب نے صراحت کی ہے، یہ معلومات انھوں نے دار الحدیث

[1] ماہنامہ ''محدث'' بنارس (اکتوبر ۱۹۸۴ء، ص: ۲۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمانیہ دہلی ہی کے ترجمان رسالے ''محدث'' میں شائع شدہ مواد سے اخذ کی ہیں۔

ماہنامہ ''محدث'' بنارس میں فاروق اعظمی صاحب کا مضمون بعنوان ''دار الحدیث رحمانیہ دہلی مرحوم'' اکتوبر ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا تھا، جس کا اقتباس اوپر نقل کیا گیا ہے۔ محدث بنارس ہی کے حوالے سے یہ مضمون ''الاعتصام'' لاہور کے یکم مارچ ۱۹۸۵ء کے شمارے میں طبع ہوا، اس کے علاوہ ''الارشاد جدید'' کراچی میں بھی یہ مضمون شائع ہوا۔ مضمون کی اشاعت کے لگ بھگ تین برس بعد مولانا محمد اسلم سیف فیروز پوری (ماموں کانجن، پاکستان، متوفی ۱۴۱۷ھ) نے ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور کے ۴؍ ستمبر اور ۱۱؍ ستمبر ۱۹۸۷ء کے شماروں میں دو قسطوں میں ''دار الحدیث رحمانیہ دہلی کے قیام کا پسِ منظر'' کے عنوان سے اعظمی صاحب کے مضمون پر ایک تعاقب شائع فرمایا، جو زیر بحث معاملے پر گفتگو کے علاوہ کچھ مزید تاریخی حقائق پر بھی مشتمل ہے، اس لیے اسے مکمل طور پر قارئین کے سامنے رکھ دینا مناسب معلوم ہوتا ہے، مضمون اس طرح ہے:

''ایک تعاقب از مولانا محمد اسلم سیف فیروز پوری، ماموں کانجن''

دار الحدیث رحمانیہ دہلی کے قیام کا پسِ منظر:

''پندرہ روزہ ''الارشاد جدید'' کراچی کے جولائی کے تیرہ اور چودہ نمبر شمارے میں ''دار الحدیث رحمانیہ دہلی'' کے عنوان سے ایک مضمون مولانا محمد فاروق اعظمی (جلگاؤں) کا شائع ہوا ہے، جس میں موصوف نے دار الحدیث رحمانیہ دہلی کے قیام کا تاریخی پسِ منظر بیان فرمایا ہے۔ موصوف نے یہ لکھا ہے کہ دار الحدیث رحمانیہ کے محرک صاحبِ حسن البیان حضرت مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی تھے یا امام العصر حضرت مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی تھے، اس بارے میں راقم کو جو موثق اور مستند معلومات حاصل ہوئی، ہیں وہ قارئینِ الاعتصام کے پیشِ خدمت ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’امیر المجاہدین، ولی کامل حضرت صوفی محمد عبداللہ (بانی جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن) اس امر کے راوی ہیں اور انھوں نے یہ روایت بارہا متعدد مجالس میں علما، جامعہ کے اساتذہ، طلبا اور اپنے عقیدت مندوں میں بیان فرمائی کہ جنگ عظیم اول، جو ۱۹۱۴ء سے شروع ہو کر ۱۹۱۹ء میں ختم ہوئی، کا زمانہ تھا۔ جنگ عظیم اول اپنے زوروں پر تھی، ایک طرف برطانیہ عظمیٰ اور اس کے یورپین اتحادی تھے، دوسری طرف جرمنی اور خلافتِ عثمانیہ ان سے برسرپیکار تھی۔ یہ وہی جنگ ہے، جس میں خلافتِ عثمانیہ کے ماتحت سترہ بلقانی ریاستیں اور یورپ کے مشرقی ممالک یوگوسلاویہ، چیکوسلاویکیہ، البانیہ، رومانیہ، ہنگری وغیرہ ترکوں سے چھین کر آزاد قرار دیے گئے۔ موجودہ تمام عرب ممالک نجد کے بغیر ترکوں کے ماتحت صوبے تھے، جسے عرب قومیت کے نام پر بیروت کے عرب عیسائی دانشوروں، لبنان کے عیسائی، عرب صحافیوں اور لارنس آف عریبیہ نے عرب شیخ المشائخ کے روپ میں برطانیہ عظمیٰ کی سازش سے عرب مسلمانوں کو خلافتِ عثمانیہ سے برگشتہ کر کے خود ہتھیا لیا۔ ایسے عالم میں تحریکِ مجاہدین یعنی جمعیت عالیہ مجاہدین چمرقند واسمست نے سرتوڑ کوشش کی کہ کسی طرح مسلمانوں کا یہ عالمی مرکز خلافتِ عثمانیہ شکست و ریخت سے بچ سکے، نیز ہندوستان کو کسی طریقے سے فرنگی سامراج کی ڈیڑھ صد سالہ غلامی سے نجات مل سکے، چنانچہ افغانستان میں ایک عارضی آزاد ہند حکومت قائم کی گئی، جس میں اہلِ حدیث کے جلیل القدر فرزندان گرامی مولانا محمد بشیر لاہوری، مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی اور مولانا محمد علی قصوری ایم اے کنٹب پیش پیش تھے...

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جمعیت مجاہدین کی یہ کوشش جب کامیاب نہ ہوئی تو انھوں نے ایک دوسرا پروگرام وضع کیا اور اس میں دار العلوم دیو بند کے مشائخ کا اشتراک وتعاون چاہا، چنانچہ اس مہم کے لیے جمعیت عالیہ مجاہدین نے حضرت صوفی محمد عبد اللہ کو منتخب کیا۔ صوفی صاحب کی جوانی کی دوپہر اس وقت ڈھلنا شروع ہوگئی تھی، چنانچہ حضرت صوفی صاحب نے فرمایا کہ میں مرکز مجاہدین کا پیغام لے کر مدرسہ قاسمیہ عرف دار العلوم دیو بند ضلع سہارن پور، یوپی میں پہنچا، پیغام دار العلوم کے شیخ الحدیث علامہ انور شاہ کشمیری کی خدمت میں پہنچانا تھا۔

''علامہ انور شاہ صاحب اس وقت ترمذی شریف پڑھا رہے تھے۔ صوفی صاحب نے فرمایا کہ علامہ صاحب موصوف ترمذی کی ایک ایک روایت کا رد فقہ کے دلائل سے بیان کر رہے تھے۔ مجھ سے نہ رہا گیا تو میں نے کہا: حضرت آپ ترمذی پڑھا رہے ہیں یا اس کی تردید فرما رہے ہیں؟

''علامہ انور شاہ صاحب نے مجھ سے کہا کہ تم ترمذی پڑھے ہوئے ہو؟ میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے کہا کہ جب تم پڑھے ہوئے نہیں ہو تو تمھیں کیا معلوم کہ پڑھا رہا ہوں یا اس کی تردید کر رہا ہوں؟ میں نے کہا: جو آدمی دینی مسائل کا ادنیٰ شعور بھی رکھتا ہے، وہ ایک لمحے میں کتاب کی پڑھائی اور اس کی تردید کا فرق محسوس کر لیتا ہے۔

''اتنی سی بات تھی کہ علامہ صاحب کے حلقۂ تلامذہ میں شامل پٹھان طالب علم مکے گھونسے اور چاقو لے کر میری طرف لپکے، لیکن میں نے کہا کہ میں جماعتِ مجاہدین کا پیغام علامہ صاحب کے نام لے کر آیا ہوں، مجھے اگر تم سے کسی قسم کا گزند پہنچا تو اس کا خمیازہ بھگتنے کے لیے تیار رہو، کیونکہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعتِ مجاہدین کا پیغام رساں ہوں، علامہ انور شاہ صاحب نے طلبا کو سختی سے ڈانٹا اور ان کو مجھ سے دست درازی سے منع فرمایا اور طلبا کو حکم دیا کہ وہ مجھے مہمان خانے میں لے جائیں۔

''نیز علامہ صاحب نے فرمایا کہ سبق سے فراغت کے بعد میں بھی وہاں آ جاؤں گا۔ وہ دونوں لڑکے، جن کے سپرد مجھے کیا گیا تھا، کہنے لگے: حضرت تم بڑے خوش نصیب ہو، اس جسارت سے بال بال بچ گئے ہو، ورنہ تم ان پٹھان طالب علموں کی خون آشامی کی نذر ہو جاتے۔ انھوں نے کہا: ہم اہلِ حدیث ہیں، ستر اسّی اہلِ حدیث طالب علم اور بھی یہاں پڑھتے ہیں، ہم اپنا مسلک چھپ چھپا کر اور اپنے کو حنفی ظاہر کر کے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ صوفی صاحب نے ان سے دریافت کیا کہ کیا تم فراغت تک اہل حدیث ہی رہتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہم میں غالب اکثریت تو حنفی ہو جاتی ہے، البتہ چند وہ طالب جن کا گھریلو ماحول خالص دینی علمی اور مسلکی ہو، وہ ثابت قدم رہتے ہیں، ورنہ ''ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد'' کا سا معاملہ ہو جاتا ہے۔

''صوفی صاحب نے فرمایا تم اہلِ حدیث مدارس میں کیوں داخل نہیں ہو جاتے؟ انھوں نے جواباً کہا: پہلے تو اہلِ حدیث مدارس ہی کہاں ہیں؟ جہاں ہم داخل ہوں؟ دو چار جو ہیں، وہ بھی چند طلبا سے زائد داخل نہیں کر سکتے۔ اگر ہمارا بندوبست ہو جائے تو ہم تمام اہلِ حدیث طلبا دار العلوم دیوبند سے نکل سکتے ہیں۔''

مولانا محمد اسلم فیروز پوری آگے لکھتے ہیں:

''حضرت صوفی صاحب نے فرمایا: میں اُسی وقت مولانا عبد العزیز رحیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آبادی کے پاس پہنچا، کیوں کہ وہ جماعتِ مجاہدین کے رکن رکین تھے اور صوبہ بہار کا جماعتِ مجاہدین سے بیشتر مالی تعاون ان کی وجہ سے ہوتا تھا۔ برصغیر پاک وہند میں حضرت مولانا محمد ابراہیم آروی پہلے ہندوستانی عالم ہیں، جنھوں نے درسِ نظامی میں اساسی اور انقلابی تبدیلیاں لانے کی ضرورت محسوس کی، چنانچہ مذاکرہ آرہ کے نام سے انھوں نے اس کا آغاز فرمایا۔ مولانا رحیم آبادی نے مولانا آروی کی وفات کے بعد ان کی روایات کو درخشندہ رکھا۔

''چنانچہ حضرت صوفی صاحب نے حضرت مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی سے درد بھرے الفاظ میں شرح و بسط سے اپنی معروضات پیش کیں اور ان سے درخواست کی کہ جلد از جلد اہلِ حدیث کے دینی مدارس کا قیام عمل میں لایا جائے، ورنہ اہلِ حدیث کی نسلِ نوحنفی ہو جائے گی، چنانچہ حضرت صوفی صاحب کی تحریک سے حضرت مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی نے ریاست دربھنگہ کے ڈاکٹر سید محمد فرید مرحوم کو ریاست دربھنگہ میں دینی مدرسہ قائم کرنے کا حکم دیا، چنانچہ حضرت صوفی صاحب کی تحریک اور حضرت مولانا رحیم آبادی کی تائید سے دار العلوم احمدیہ سلفیہ لہریا سرائے، دربھنگہ کا قیام عمل میں آیا، جو آج بھی بحمد اللہ مشرقی ہند کا ایک عظیم دینی ادارہ ہے۔

''ڈاکٹر سید محمد فرید مرحوم کے صاحب زادے ڈاکٹر سید عبد الحفیظ اس کے مہتمم اعلی ہیں۔[1] حضرت مولانا عبدالجبار محدث کھنڈیلوی مرحوم،

---

[1] ڈاکٹر سید عبدالحفیظ صاحب ۱۹۹۹ء میں وفات پا گئے، اب ادارہ کی باگ ڈور ان کی اولاد کے ہاتھ میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مولانا نذیر احمد رحمانی املوی مرحوم اس مدرسے میں شیخ الحدیث رہ چکے ہیں۔ پندرہ روزہ ''الہدیٰ'' دار العلوم کا علمی اور مسلکی ترجمان ہے۔

دار العلوم احمدیہ سلفیہ لہریا سرائے دربھنگہ میں حمیدیہ برقی پریس حافظ عبدالحمید[1] دہلوی نے ذاتی مصاف لگا کر جاری کیا ہے۔

''ڈاکٹر سید محمد فرید مرحوم صوبہ بہار میں ایک ممتاز سیاسی شخصیت کے مالک تھے۔ جماعتِ اہلِ حدیث میں انھیں منفرد مقام حاصل تھا۔ وہ متعدد مرتبہ صوبہ بہار کی ریاستی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے، یعنی ایم ایل اے ہوئے، لیکن دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ اپنے قلیل وسائل اور محدود ذرائع کی وجہ سے زیادہ طالب علم داخل نہیں کرسکتا تھا، اس وقت اس کا داخلہ ہمیشہ سو طلبا سے کم رہا، لیکن حضرت صوفی صاحب کی دلی تمنا ابھی تشنۂ تکمیل تھی، چنانچہ حضرت صوفی صاحب مرحوم، مولانا رحیم آبادی کی تائید سے حاجی عبد الرحمٰن مرحوم کے پاس دہلی پہنچے، حاجی عبد الرحمٰن مرحوم بھی جماعتِ مجاہدین کے ایک عظیم اور نہایت مخلص معاون تھے۔ تمام رؤسائے دہلی سے حاجی عبد الرحمٰن کا مالی تعاون جماعتِ مجاہدین کے ساتھ سب سے زیادہ ہوتا تھا۔ حضرت صوفی صاحب کی حاجی عبد الرحمٰن صاحب سے اچھی خاصی جان پہچان تھی، گویا صوفی صاحب حاجی عبدالرحمٰن کے لیے کوئی نئے نہیں تھے۔ کافی عرصے سے ان کے ساتھ تعارف چلا آ رہا تھا، چنانچہ صوفی صاحب نے دار العلوم دیوبند میں اپنی آپ بیتی اور دار العلوم دیوبند میں اہلِ حدیث طلبا کی بے بسی درد بھرے الفاظ میں بیان کی اور اپنی مزید توثیق کے لیے مولانا رحیم آبادی کا زبانی

[1] صحیح نام حمید اللہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیغام اور تحریری بیان ان کی خدمت میں پیش کیا۔

”جناب حاجی عبدالرحمٰن مرحوم صوفی صاحب کی اس گفتگو، تحریک اور مولانا رحیم آبادی کی تائید سے بہت متاثر ہوئے اور وعدہ فرمالیا کہ بہت جلد آپ کی اس دینی خواہش کی تکمیل کے لیے ایک عظیم الشان دینی ادارہ قائم کرلیا جائے گا۔ چنانچہ ۱۹۲۱ء میں حاجی عبدالرحمٰن مرحوم نے زر کثیر صرف کر کے ایک سال میں دار الحدیث رحمانیہ کی عظیم الشان بلڈنگ قائم کر دی۔ یہ ہے دار الحدیث رحمانیہ دہلی کے قیام کا تاریخی اور حقیقی پسِ منظر۔“ [1]

قارئین اگر غور کریں تو واضح ہو جائے گا کہ درحقیقت مولانا فیروز پوری صاحب کے بیان میں اور اس سے پہلے کے دونوں بیانات میں کوئی تضاد یا تعارض نہیں۔ جس طرح پہلے کی دونوں تحریروں میں مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کو مدرسے کی تاسیس کا محرک گردانا گیا ہے، اسی طرح فیروز پوری صاحب کی تحریر میں بھی یہ صراحت موجود ہے کہ ایک اچھے اہلِ حدیث مدرسے کے قیام کی ضرورت کو لے کر صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کی خدمت میں پہنچے تھے، جس پر ”مولانا نے ڈاکٹر سید محمد فرید کو ریاست دربھنگہ میں دینی مدرسہ قائم کرنے کا حکم دیا۔ لیکن صوفی صاحب کی تمنا ابھی تشنۂ تکمیل تھی، چنانچہ آپ مولانا رحیم آبادی کی تائید سے حاجی عبدالرحمٰن مرحوم کے پاس دہلی پہنچے... حاجی عبدالرحمٰن صاحب صوفی صاحب کی اس گفتگو اور تحریک اور مولانا رحیم آبادی کی تائید سے بہت متاثر ہوئے اور وعدہ فرمالیا کہ بہت جلد آپ کی اس دینی خواہش کی تکمیل کے لیے ایک عظیم الشان دینی ادارہ قائم کرلیا جائے گا۔“

یہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ حاجی صاحب کے وعدہ کرنے اور مدرسے قائم

---

[1] ہفت روزہ ”الاعتصام“ لاہور (۴ ستمبر ۱۹۸۷ء، ص: ۱۸۔۲۰) ایضاً: (۱۱ ستمبر ۱۹۸۷ء، ص: ۱۸۔۱۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے بیچ کے وقفے میں ان کے بھانجے کے گم ہونے اور ملنے کا وہ حادثہ پیش آیا، جس کا ذکر مولانا رحیم آبادی کی سوانح حیات میں آیا ہے۔ مولانا رحیم آبادی اس وقت دہلی میں موجود تھے اور موقع کو غنیمت جانتے ہوئے دونوں بھائیوں کو مدرسہ قائم کرنے کے پروگرام کو عملی طور پر نافذ کرنے کا مشورہ دیا اور اس طرح مدرسے کی تاسیس عمل میں آئی۔

مولانا عبدالغفار حسن رحمانی جو دار الحدیث رحمانیہ کے فارغ التحصیل اور وہاں کے مدرس رہ چکے ہیں، انھوں نے دار الحدیث رحمانیہ کے قیام کا پسِ منظر ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

”دار الحدیث رحمانیہ کی تاسیس کا پس منظر“:

”جب ہندوستان میں آفتابِ اسلام ضیا پاشیاں کرتا ہوا جلوہ فگن ہوا تو یہاں بھی علمی چرچے شروع ہوئے اور ایک ایسی جماعت پیدا ہوئی، جس نے لوگوں کو شاہراہِ اسلام پر استوار اور گامزن کرنے کے لیے جد وجہد شروع کر دی، اس جماعت کی برکت سے قال اللہ اور قال الرسول کی صدا کشورِ ہندوستان میں گونجنے لگی، مگر اس بابرکت جماعت کے اولو العزم حضرات آہستہ آہستہ اٹھنے شروع ہوئے۔ شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، شاہ محمد اسحاق اور مولانا سید نذیر حسین صاحب، جیسے برگزیدہ باکمال حضرات علمی چشمے بہاتے ہوئے آخرت کو سدھار گئے۔ إنا للہ و إنا إلیه راجعون.

”شیفتگانِ حدیث گوناگوں مصائب اور بوقلموں نوائب میں گرفتار ہوگئے، نہ ان کے لیے کوئی جامع درس گاہ تھی اور نہ صحیح معنی میں تربیت کا کوئی اہتمام۔ الحاد کا سیلاب عظیم ہر طرف تلاطم خیزی سے بڑھ رہا تھا، دہریت کی مسموم ہوائیں چہار جانب چل رہی تھیں، طالبانِ دین کی کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقعت باقی نہ رہی تھی۔ ضرورت تھی کہ دینِ اسلام کی صحیح تعلیم اور اعدائے اسلام کے حملوں کو روکنے کے لیے دوسرے فنون معقول اور ادب وغیرہ سے مسلمانوں کو بہ خوبی آگاہ کرایا جائے۔ دہلی ہمیشہ سے علم کا گہوارہ بنی رہی، لیکن اس وقت دہلی کی حالت بھی بہت کمزور ہو رہی تھی۔ طلبا کی رہایش و طعام کا کوئی معقول انتظام نہ تھا، عموماً مسجدوں میں پڑے رہتے تھے، معمولی وظیفہ مل جاتا تھا، جس سے اپنے ہاتھ سے روٹی پکا کر سخت تکالیف برداشت کر کے اپنا پیٹ پال لیا کرتے تھے۔ اہلِ محلّہ کے گھروں میں روٹی مقرر ہو جاتی تھی، جسے خود جا کر لاتے۔

”اس طرح ان کی خود داری اور حریتِ جذبات کو سخت ٹھیس لگتی تھی۔ ہر وقت کس مپرسی، بے بسی اور بے کسی کی حالت میں رہتے، ساتھ ہی منقول ومعقول کی پڑھائی کا کوئی اعلیٰ انتظام نہ تھا کہ تشنگانِ علم کی سیرابی ہو سکے، انھی حالات سے متاثر ہوکر ان نقائص کو دور کرنے کے لیے اور تعلیم اسلام کو عروج پر لانے کے لیے مولانا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ علماے اہلِ حدیث یکے بعد دیگرے اٹھتے جا رہے ہیں اور ان کی جگہ لینے والا کوئی نہیں، تعلیم وتعلم کے باقاعدہ سلسلے ٹوٹ رہے ہیں، کوئی جامع درس گاہ موجود نہیں۔ اس لیے کوئی ایسی درس گاہ قائم کی جائے، جس کی وجہ سے گزرنے والوں کی نیابت ہو سکے اور جماعت موحدین قبل از وقت لقمۂ اجل نہ بن جائے، چناں چہ یہ تجویز مولانا نے جناب حاجی شیخ عبدالرحمٰن مرحوم کے سامنے پیش کی، جس کو انھوں نے بہ سر و چشم قبول کر لیا اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کوشاں ہوگئے۔ کوئی بھی ایسا شخص جس کے دل میں اسلامی تڑپ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمانی جذبہ موجزن ہو، وہ ان حالات و کوائف سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا، چنانچہ حاجی صاحب موصوف اس ذہنی خاکے کو منصۂ شہود پر لانے کے لیے ہمہ تن مصروف ہوگئے، کسی نہ کسی طرح زمین حاصل کی اور اسی وقت تعمیری سلسلہ شروع ہوگیا، چوں کہ حاجی صاحب موصوف الصدر اور اُن کے محترم برادر شیخ عطاء الرحمٰن صاحب تمام کاروبار میں شریک تھے، اس لیے ان دونوں کے مشترکہ سرمائے سے دار الحدیث کی خوشنما عمارت ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۱ء میں تقریباً ایک لاکھ روپے سے بن کر تیار ہوگئی، اس تعمیری سلسلے میں مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی دونوں حضرات کو اپنے بہترین مشوروں اور آرا سے مستفیض فرماتے رہے تھے۔''[1]

اٹھائیسویں اہلِ حدیث کانفرنس (پاکوڑ) کے انعقاد کے موقع پر شائع ہونے والے یادگار مجلّے میں بھی دار الحدیث رحمانیہ کے قیام کا پسِ منظر کچھ اسی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ مجلّہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

''برصغیر ہند و پاک میں اس مدرسے کے قیام سے پہلے بھی اہلِ حدیث مکتبِ فکر کے حامل بے شمار مدارس و مکاتب قائم تھے اور اسلام کی نشر و اشاعت، کتاب و سنت کی ترویج و ترقی، شرک و بدعات کی تردید، تقلید و جمود کی تغلیط اور باطل افکار و خیالات کے قلع قمع کرنے میں اپنی بساط کے مطابق مصروفِ عمل تھے، لیکن پھر بھی ایک ایسے مثالی دار الحدیث کی شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی، جو تحریکِ اہلِ حدیث اور احیائے کتاب و سنت کا حقیقی مرکز اور مثالی گہوارہ ہو، جہاں سے ایسے بے مثال علما، عدیم النظیر مناظر، جلیل القدر محدث اور قادر الکلام مقرر و خطیب

---

[1] ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور (۱۲/ اگست ۱۹۹۴ء، ص: ۲۰۔ ۲۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہوں، جو ملک و ملت کی کتاب و سنت کی روشنی میں حقیقی معنوں میں راہنمائی کر سکیں۔

اسی اہم ضرورت کے پیشِ نظر مجاہدِ اسلام علامہ عبد العزیز رحیم آبادی (متوفی ۱۳۳۷ھ) کی ترغیب و ایما پر پرانی دہلی کے مشہور و معروف تاجر شیخ عبد الرحمٰن (متوفی ۱۹۲۲ء) اور ان کے برادرِ صغیر شیخ عطاء الرحمٰن (متوفی ۱۹۳۸ء) نے ماہِ شوال المکرّم ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۱ء کو باڑا ہندو راو، دہلی میں دار الحدیث کا سنگِ بنیاد رکھا۔ دریں اثنا اس مدرسے کے قیام کی ضرورت کو ایک واقعے نے مزید تقویت دی...۔''[1]

اس کے بعد مولانا محمد اسلم فیروز پوری کے ذکر کردہ واقعے کو بیان کیا گیا ہے، جس کا تذکرہ گذشتہ صفحات میں ہو چکا ہے، اس تحریر میں یہ صراحت موجود ہے کہ مولانا فیروز پوری کا ذکر کردہ واقعہ رحمانیہ دہلی کی تاسیس کا سبب وحید نہیں، بلکہ پہلے سے موجود اسباب اور تقاضوں کو تقویت پہنچانے کا موجب ہوا۔

---

[1] یادگار مجلّہ ''اہلِ حدیث'' بموقع پاکوڑ کانفرنس (۱۴۲۵ھ = ۲۰۰۴ء، ص: ۲۹۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4 باب

تاسیس مدرسہ رحمانیہ اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

سابقہ سطور میں مذکور مختلف تحریروں میں جا بجا دار الحدیث رحمانیہ کی تاسیس کے محرک کے طور پر مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کا نام نامی مذکور ہوا ہے۔ بعض تحریروں میں مولانا میر سیالکوٹی کا تذکرہ آیا ہے اور بعض میں دونوں کا۔ اس تعلق سے بعض تحریریں ملاحظہ ہوں:

1 رحمانیہ دہلی ہی کے فارغ التحصیل و مدرس مولانا عبدالغفار رحمانی تاسیس کے محرک کے طور پر مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کا تذکرہ کرنے اور مدرسے کی تعمیر مکمل ہونے کا بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

> ''اس تعمیری سلسلے میں مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی دونوں حضرات (شیخ عبدالرحمٰن و شیخ عطاء الرحمٰن) کو اپنے بہترین مشوروں اور آرا سے مستفیض فرماتے رہے تھے۔''[1]

مولانا عبدالغفار حسن رحمانی مدرسہ رحمانیہ کی تاسیس سے متعلق کیے جانے والے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

> ''دار الحدیث رحمانیہ دہلی کی بنیاد ۱۹۲۱ء میں دہلی کے ایک بہت بڑے تاجر شیخ عبدالرحمٰن اور ان کے بھائی شیخ عطاء الرحمٰن نے مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی کی ترغیب اور توجہ اور محدث شیخ عبدالعزیز رحیم آبادی کے اشارے پر

[1] ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور (۱۲/ اگست ۱۹۹۴ء، ص: ۲۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھی....“[1]

اسی انٹرویو میں رحمانیہ میں تشریف لانے والے علما سے متعلق ایک سوال کے جواب میں آپ فرماتے ہیں:

”... دیگر (رحمانیہ میں تشریف لانے والے) علما میں مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی بھی تھے، بلکہ یہی تو ہیں، جن کی ترغیب پر شیخ عبدالرحمٰن اور شیخ عطاء الرحمٰن نے اس مدرسے کی بنیاد رکھی....“[2]

2 مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی لکھتے ہیں:

”بعض لوگوں کے بیان کے مطابق دارالحدیث رحمانیہ دہلی کا قیام مولانا رحیم آبادی مرحوم کے ایما سے عمل میں آیا تھا، لیکن اس مرکزِ علم و فن کی بنیاد آپ کی حیات مستعار میں نہ پڑ سکی، اس لیے کہ بعض وقائع نگاروں کے بیان کی رو سے آپ کی وفات ۱۳۳۶ھ میں ہوئی اور رحمانیہ کا قیام ۱۳۳۹ھ میں عمل میں آیا۔ بہر کیف اس بیان کی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ ہی کی راہنمائی اس کے قیام کی اصل محرک ہوئی اور آپ ہی کے ارشاد کے مطابق الحاج شیخ عبدالرحمٰن مرحوم نے اسے قائم کیا....“[3]

3 مدرسہ رحمانیہ پر لکھے ہوئے مضمون میں جناب فاروق اعظمی صاحب کا یہ بیان سابقہ صفحات میں گزر چکا ہے:

”...لہٰذا حافظ مولانا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی (مرحوم) نے دہلی

---

1. ماہنامہ ”صراطِ مستقیم“ برمنگھم (نومبر، دسمبر ۱۹۹۸ء، ص: ۱۴)
2. ایضاً: (جنوری ۱۹۹۹ء، ص: ۱۹)
3. مقدمہ اہلِ حدیث اور سیاست (ص: ۱۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رئیس کبیر جناب شیخ عبدالرحمٰن کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ شہرِ دہلی میں ایک ایسی مرکزی درس گاہ کا قیام عمل میں لایا جائے، جو اس خلا کو پر کر سکے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس تجویز کے محرک مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی تھے، اولیت جس کو بھی حاصل ہو، یہ حقیقت ہے کہ اول روز ہی سے یہ دونوں حضرات اس تحریک کے حامی، موید اور فعال رکن رہے اور اپنے تعاون و اشتراک سے اس تحریک کو تقویت پہنچاتے رہے۔''[1]

4 جناب حکیم عبدالکریم قریشی فرماتے ہیں:

''ان نیک دل بھائیوں (شیخ عبدالرحمٰن و شیخ عطاء الرحمٰن) نے تجارت علاحدہ کرنے سے قبل بہ مشورہ حضرت مولانا میر سیالکوٹی ایک دینی مدرسے کی تعمیر کا پختہ ارادہ کر کے نقد میں سے دو لاکھ روپے بطور مصارفِ تعمیر علاحدہ کر لیے۔''

اس کے بعد مدرسے کی افتتاحی تقریب میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کے خطاب کا یہ حصہ بھی موصوف نے نقل کیا ہے:

''اس کے بعد دہلی والوں سے خطاب فرمایا کہ اس عظیم الشان تعلیم گاہ کے بنانے اور سنوارنے میں اگرچہ آپ نے ہمت و قربانی کا ثبوت دیا ہے، لیکن ہم پنجابیوں نے بھی ایک بہت بڑے ایثار سے کام لیا ہے کہ مولانا سیالکوٹی کو جو اہلِ حدیثانِ پنجاب کی علمی دنیا میں بہ منزلہ روح مانے جاتے ہیں، اس مدرسے کی خدمت کے لیے پنجاب سے دہلی کو روانہ کر دیا ہے....''[2]

---

[1] ماہنامہ ''محدث'' بنارس (اکتوبر ۱۹۸۴ء، ص: ۲۰)

[2] مجلّہ ''اہلِ حدیث'' ہریانہ (۲۱/ مئی ۱۹۷۹ء، ص: ۷۔ ۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5 یادگار مجلّہ اہلِ حدیث کے مرتب نے مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کی تحریک وترغیب پر دارالحدیث رحمانیہ قائم کرنے کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھا ہے:

''مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (متوفی ۱۳۷۵ھ) بھی ان دنوں ''دارالحدیث'' نام کا ایک مدرسہ چلا رہے تھے۔ انھوں نے جب یہ بشارت سنی تو ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا اور اپنے یہاں کا مدرسہ ''دار الحدیث'' اس کا نام مع کتب خانہ، اساتذہ وطلبا دہلی کی اس نئی عمارت میں منتقل کر دیا، چونکہ دونوں بھائیوں کے اسما میں آخری لفظ ''رحمان'' ہے، اسی مناسبت سے اس ''دارالحدیث'' کا نام ''دارالحدیث رحمانیہ'' پڑا۔''[1]

6 مدرسہ دارالحدیث سیالکوٹ کے دہلی منتقل ہو کر دار الحدیث رحمانیہ میں ضم ہو جانے کا واقعہ مولانا عصمت اللہ رحمانی مئوی اپنی خودنوشت سوانح حیات میں تفصیل سے اس طرح بیان کرتے ہیں:

''پھر مولوی ماجد علی جون پوری کی شہرت سے متاثر ہو کر منطق کے شوق میں ریاست میڈھو ضلع علی گڑھ گیا اور مدرسہ یوسفیہ میں داخلہ لیا۔ مذکورہ مدرسے میں طلبا کی زبانی معلوم ہوا کہ مولوی ماجد علی سے کہیں زیادہ قابل ان کے ایک شاگرد مولانا محمد عرفان صاحب ہزاروی ہیں، اس لیے بجائے مولوی ماجد علی کے محمد عرفان صاحب کے پاس میں نے حمداللہ اور میبذی شروع کی۔ درحقیقت مولانا موصوف منطق اور فلسفے میں بہت ہی قابل تھے اور اپنے استاد مولوی ماجد علی سے بہت آگے تھے۔

''مذکورہ مدرسے میں چند مہینے گزارنے کے بعد کچھ مسلکی تعصب رکھنے والے طلبا کی جھوٹی شکایت پر بلا تحقیق ہمیں مدرسے سے نکل جانے کا حکم

---

1 یادگار مجلّہ ''اہلِ حدیث'' (ص: ۳۰۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملا اور ہم لوگ وہاں سے وطن واپس آ گئے اور مدرسہ اسلامیہ (فیض عام) شعبان تک حضرت استاذی مولانا احمد صاحب رحمہ اللہ سے پڑھتے رہے۔ اسی عرصے میں ہم نے مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کو بذریعہ خط تمام حالات سے مطلع کیا اور یہ بھی لکھا کہ ہم لوگ بغرضِ تعلیم آں جناب کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں۔ ہمارے خط کا جواب مولانا موصوف نے فوراً دیا کہ تم لوگ فوراً آ جاؤ۔ ہم لوگوں نے جواب دیا کہ رمضان المبارک کے بعد شوال المکرم میں ہم لوگ ان شاء اللہ حاضر ہوں گے۔

''رمضان المبارک کے بعد شوال ۱۳۴۷ھ میں ہم لوگ سیالکوٹ پہنچ گئے۔ ہم لوگ عشا کے وقت مدرسہ دارالحدیث پہنچے، وہاں مولانا محمد اسماعیل صاحب گجرانوالہ پہلے ہی سے حضرت مولانا سیالکوٹی کے ہاں زیرِ تعلیم تھے۔

''جب مولانا سیالکوٹی رحمہ اللہ کو ہماری آمد کی اطلاع ملی تو فوراً مدرسے میں تشریف لائے اور ہم لوگوں کو بہت ہی محبت اور پیار کے ساتھ خوش آمدید کہا اور دوسرے روز ہم لوگوں کے اسباق کا انتظام فرمایا اور ہم لوگ دو سال تک انتہائی آزادی کے ساتھ حضرت مولانا اور ان کے ماتحت مدرسین سے اپنے دامن کو گوہر مراد سے پر کرتے اور علمی پیاس بجھاتے رہے، ان دو سالوں میں ہم نے حضرت العلامۃ سیالکوٹی رحمہ اللہ سے حدیث میں ترمذی، نسائی، ابو داود؛ تفسیر میں بیضاوی، جلالین؛ مناظرہ میں رشیدیہ؛ ادب میں سبعہ معلقہ، مقامات حریری، دیوان حماسہ، متنبی اور اصولِ تفسیر میں الفوز الکبیر؛ اصولِ فقہ میں توضیح تلویح؛ ہندسہ میں اقلیدس اور دیگر فنون کی کتابیں پڑھیں...'' [1]

[1] ماہنامہ ''آثار'' مئو، مئی ۱۹۸۳ء (ص: ۴۰۔ ۴۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موصوف نے اپنی تعلیم کے بارے میں اسی قدر بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے، البتہ ان کے ایک سوانح نگار نے مدرسہ دار الحدیث سیالکوٹ میں ان کی تعلیم کی مذکورہ بالا تفاصیل بیان کرنے کے بعد اپنے مضمون میں یہ سرخی لگائی ہے:

''مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی کا قیام اور مدرسہ دار الحدیث سیالکوٹ کی دہلی میں منتقلی۔''

اس کے بعد رحمانیہ کے قیام کا پسِ منظر بیان کرنے کے بعد لکھا ہے:

''... بالآخر آپس میں طے کر کے ان بزرگان (مولانا ابو محمد ابراہیم آروی، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، مولانا ثناء اللہ امرتسری) نے شیخ عبدالرحمٰن و شیخ عطاء الرحمٰن (الاخوین) رئیس دہلی کو ایک دینی مدرسے کے قیام پر زور دیا۔ ان دونوں بھائیوں نے ۱۹۲۱ء = ۱۳۳۹ھ میں باڑہ ہندو راؤ دہلی میں ایک عالی شان درس گاہ بنام ''دار الحدیث رحمانیہ'' قائم کی اور ادنیٰ سے لے کر آٹھویں جماعت تک درسِ نظامیہ کی تعلیم کا بندوبست کیا اور مدرسے کے سارے اخراجات کی ذمے داری تنہا اپنے سر لی اور مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی سے اس مدرسے کے انتظام و انصرام کے لیے مستقل طور پر دہلی میں قیام کی درخواست کی۔ جماعتی مفاد کے پیشِ نظر مولانا نے یہ درخواست منظور کر لی اور سال کے اختتام پر جب طلبا گھر جانے لگے تو مولانا موصوف نے فرمایا کہ ''مدرسہ اب بجائے سیالکوٹ کے دہلی منتقل ہو جائے گا اور آپ سب حضرات شوال میں دہلی پہنچیں۔''

''آپ کے حکم کے مطابق شوال ۱۳۳۹ھ کو طلبا اور اساتذہ دہلی پہنچ گئے اور مولانا سیالکوٹی رحمہ اللہ پہلے ہی سے دہلی میں موجود تھے۔ ان ہی طلبا میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا حکیم عصمت اللہ صاحب مئوی رحمانی بھی موجود تھے۔ چونکہ دارالحدیث ہند کا ایک مرکزی ادارہ تھا، اس لیے اس کا اعلان ہوتے ہی طلبا کی ایک کثیر مقدار وہاں پہنچ گئی اور موجودہ اساتذہ ان طلبا کے لیے ناکافی ہو گئے، اس وجہ سے مدرسین کی تلاش شروع ہوگئی، چونکہ مولانا عصمت اللہ صاحب اور ان کے ہم درس اونچی جماعت میں تھے، اس لیے مولانا سیالکوٹی نے ان سے اسباق شروع کرا دیے اور خالی اوقات میں دوسری جماعتوں کی بعض کتابیں بھی پڑھانے لگے، جس کے باعث مولانا دن بھر تعلیم میں مشغول رہتے تھے۔

''چند مہینوں کے بعد آپ کی طبیعت اچاٹ ہوگئی اور ہمیشہ کے لیے دہلی سے اپنے وطن چلے آئے۔ اپنے شاگردوں کو خاص طور پر مولانا عصمت اللہ اور ان کے ساتھیوں کو حکم دے گئے کہ یہیں اپنی تعلیم مکمل کرنا۔ ان حضرات نے مولانا کے حکم کی تعمیل کی اور اپنی تعلیم دارالحدیث رحمانیہ ہی میں مکمل کی، اس حیثیت سے آپ دارالحدیث رحمانیہ کے السابقون الاولون میں سے ہیں۔ آپ کا سنہ فراغت ۱۳۴۱ھ ہے۔'' [1]

7 والد محترم مولانا محمد صاحب اعظمی ہمارے دادا مولانا عبدالعلی رحمہ اللہ پر لکھے ہوئے اپنے ایک مضمون میں رقم طراز ہیں:

''... پھر وطن واپس آ کر مدرسہ فیض عام میں مولانا عبدالرحمن سابق مدرس فیض عام، حکیم مولانا عصمت اللہ رحمانی اور حکیم مولانا محمد سلیمان رحمانی وغیرہ کے ساتھ شریکِ درس ہوئے۔ یہاں سے متوسطات پڑھ کر ان ساتھیوں کا قافلہ ۱۳۳۷ھ میں سیالکوٹ (پنجاب) پہنچا اور حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی

---

[1] مجلّہ ''آثارِ جدید'' مئو (ستمبر ۲۰۰۴ء، ص: ۲۳۔۲۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرحوم کے مدرسہ دار الحدیث میں داخل ہوا۔ مولانا مرحوم سیالکوٹی سے اس قافلے کے اکتسابِ فیض کا سلسلہ دو سال تک جاری رہا۔ اسی زمانے میں دہلی کے ایک مخیّر شیخ میاں عطاء الرحمٰن رحمہ اللہ نے صرف اپنے حساب پر باڑہ ہندو راؤ دہلی میں مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ کی عالی شان بلڈنگ کی تعمیر کا کام جاری کیا تھا، جو ۱۳۲۹ھ میں پایۂ تکمیل کو پہنچا اور اسی سال شیخ مرحوم کی دعوت پر مولانا سیالکوٹی مرحوم تدریسی خدمات انجام دینے دہلی منتقل ہو گئے۔ صد افسوس جماعت اہلِ حدیث کا یہ عظیم ادارہ ۱۹۴۷ء میں تقسیمِ ہند کے فساد کی نذر ہو گیا اور اسی وقت سے جامعہ ملیہ کی تحویل میں شفیق میموریل ہائی اسکول میں تبدیل ہو گیا۔“ [1]

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مدرسے کی حیات ہی میں مزید کچھ دوسرے لوگوں کی طرف۔ مدرسے کی تاسیس کی تحریک کی نسبت کی جانے لگی تھی، جو خلافِ واقعہ تھی۔ اسی وجہ سے ذمے دارانِ ادارہ کو باقاعدہ اس تعلق سے وضاحت شائع کرانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چناں چہ ”اخبار محمدی“ دہلی میں شائع درج ذیل تحریر ملاحظہ ہو:

”مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی کی بنا“:

اکثر دوستوں کو بعض مولوی صاحبان سے شکایت ہے کہ وہ ہر بھلے کام کی نسبت خواہ مخواہ اپنی طرف کر بیٹھتے ہیں کہ فلاں کام کا بانی میں ہوں، فلاں تحریک کا محرک میں ہوں، فلاں مفید اسکیم کا مجوز میں ہوں، حالانکہ بعد از تلاش وہ اس آیت کے مصداق اترتے ہیں: ﴿يُحِبُّونَ أَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا﴾ چاہتے ہیں کہ ان افعال پر ان کی تعریفوں کے گیت گائے جائیں، جو انھوں نے کیے ہی نہ ہوں۔

”مدرسہ رحمانیہ دہلی جو (اخبار) محمدی کے ناظرین سے کسی تعارف کا

[1] ماہنامہ ”محدث“ بنارس (جنوری ۲۰۰۸ء، ص: ۱۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محتاج نہیں، جس کے علوم کے چشمے ہندوستان بھر کو سیراب کر رہے ہیں، اس کی نسبت بعض مولویوں کی زبانی سنا اور ان کی تحریریں اخباروں میں پڑھیں کہ اس کی بنا بھی میرے چشم و ابرو کے اشاروں کی ممنون ہے اور میری نوکِ زباں نے اہلِ حدیث حضرات کو یہ نعمت عطا فرما رکھی ہے، لیکن تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ بھی ''مفت احسان داشتن'' کا مضمون ہے۔ ہم نے موجودہ مہتمم صاحب۔مدظلہ۔ وغیرہ سے دریافت کیا تو ان کی زبانی معلوم ہوا کہ جماعت اہلِ حدیث کے سچے محسن اور بہی خواہ، جن کی زبان و بیان میں قدرت نے سچی تاثیر رکھی تھی، یعنی حضرت مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب مرحوم رحیم آبادی رحمہ اللہ نے ایک ایسے عظیم الشان مدرسے کی خواہش ظاہر کی تھی، ان کے فرمان کا یہ نتیجہ ہے، اس کی رغبت دلانے والے اس کی تحریک کرنے والے خدا غریق رحمت کرے مولانا مرحوم تھے نہ کہ کوئی اور۔ ہمارا جی نہیں چاہتا تھا کہ اس حقیقت کا بھی اظہار کریں، لیکن اس وجہ سے کہ ہمارے پیر و مرشد حضرت مولانا رحیم آبادی رحمہ اللہ کو جماعت دعائے خیر میں یاد کرے، میں نے یہ تحریر چھپوا دی ہے...." (التفات الرحمٰن)[1]

ان تمام نقول و بیانات کو سامنے رکھتے ہوئے یہی کہا جا سکتا ہے کہ مدرسے کی تاسیس میں دیگر اسباب و محرکات کے ساتھ مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کی ترغیب و تحریض کا بھی دخل تھا، البتہ مولانا کی زندگی میں مدرسہ قائم نہ ہو سکا، بلکہ آپ کی وفات کے دو تین سال بعد اس کے قیام کی نوبت آئی۔

جب مدرسے کی تاسیس عمل میں آئی تو اس وقت جماعت کے بڑے علما میں

[1] پندرہ روزہ ''اخبار محمدی'' دہلی (۱۵/ جون ۱۹۳۳ء، ص: ۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی، مولانا محمد صاحب جونا گڑھی اور مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری وغیرہ رحمہم اللہ موجود تھے۔ ظاہر بات ہے ایک دینی ادارے کو ایک تجربہ کار ماہرِ تعلیم عالم دین کی سرپرستی کی ضرورت تھی، اس تعلق سے ذمے داران کی نظرِ انتخاب مولانا سیالکوٹی پر پڑی، گویا مولانا رحیم آبادی کے سانحہ ارتحال سے جو خلا پیدا ہوا تھا، اسے مولانا سیالکوٹی پُر کرنے کے مکلّف بنائے گئے، مولانا نے تاسیس کے ایام میں یہ ذمے داری بطریق احسن نبھائی۔

اس طرح مدرسے کے تعلق سے مولانا میر سیالکوٹی کے رول کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، البتہ مولانا رحیم آبادی کی کوششوں کو نظر انداز کر کے اصل محرک کے طور پر مولانا سیالکوٹی کو پیش کرنا بھی قرینِ انصاف نہیں۔ واللہ أعلم.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 5

مدرسہ رحمانیہ کی تعمیر

پہلے یہ ذکر ہو چکا ہے کہ بانیانِ مدرسہ شیخ عبدالرحمٰن اور شیخ عطاء الرحمٰن صاحبان نے باہمی اتفاق سے اپنی تجارت علاحدہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا، تاکہ آگے چل کر کسی بھی طرح کے ناپسندیدہ اختلاف سے محفوظ رہا جا سکے۔ ان نیک دل بھائیوں نے تجارت علاحدہ کرنے سے قبل ایک دینی مدرسے کی تعمیر کا پختہ ارادہ کر کے نقد میں سے دو لاکھ روپے بطور مصارفِ تعمیر علاحدہ کر لیے، اس کے علاوہ مدرسے کے اخراجات، اساتذہ کی تنخواہ، مطبخ کے اخراجات اور دوسرے مصارف کے لیے ایک ہزار روپے آمدنی کی جائیداد الگ کر لی، بعدہ حصہ رسدی تقسیم کر کے علاحدہ ہو گئے۔[1]

یہ حضرات دہلی کے رؤسا اور شرفا میں سے تھے اور بڑے اثر و رسوخ کے مالک تھے۔ مدرسے اور مسجد کے لیے زمین مفت حاصل ہوئی تھی۔ دونوں بھائیوں کے مشترکہ سرمائے سے دارالحدیث کی خوشنما عمارت مذہبی ادارے کے طور پر تقریباً ایک لاکھ کے کثیر سرمایہ سے بن کر تیار ہوگئی۔[2]

دارالحدیث رحمانیہ کو دونوں بھائیوں شیخ عبدالرحمٰن و شیخ عطاء الرحمٰن نے قائم کیا اور جیسا کہ یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ بڑے بھائی شیخ عبدالرحمٰن کا مدرسے کی تاسیس و افتتاح کے ایک سال کے بعد ہی انتقال ہوگیا تھا، اس تعلق سے محترم فاروق اعظمی لکھتے ہیں:

① مجلہ ''اہلِ حدیث'' ہریانہ (۲۱/ مئی ۱۹۷۹ء، ص: ۷۔ ۸)

② ماہنامہ ''محدث'' بنارس (اکتوبر ۱۹۸۴ء، ص: ۲۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''افسوس کہ اس ادارے نے اپنی زندگی کا ایک سال بھی پورا نہیں کیا تھا کہ حاجی شیخ عبد الرحمٰن صاحب اس ادارے کا سارا بوجھ اپنے لڑکے حاجی عبدالستار اور اپنے بھائی شیخ عطاء الرحمٰن کے سر ڈال کر راہی ملک (بقا) ہوگئے، مزید افسوس کہ حاجی عبدالستار صاحب بھی عین عالمِ شباب میں رحلت کر گئے اور ساری ذمے داری شیخ عطاء الرحمٰن صاحب پر آ گئی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بانیِ مدرسہ حاجی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم کی ساری توانائیاں، صلاحیتیں، وسائل حتی کہ ان کی عمرِ عزیز اسی کارِ خیر کی منتظر تھی، اِدھر مدرسے کا قیام عمل میں آیا، اُدھر آپ نے دعوتِ اجل کو لبیک کہا۔ اللّٰھم اغفرله وارحمه''[1]

تعمیر کے وقت کے احساسات:

جب مدرسے کی تعمیر شروع ہوگئی تو لوگوں میں انبساط و مسرت کی لہر دوڑ گئی اور اچھے تعلیمی مستقبل کا تصور کر کے لوگ شاداں و فرحاں نظر آنے لگے، اس وقت لوگوں کے احساسات کے بارے میں اس مدرسے میں داخلے کے امیدوار حکیم عبدالکریم قریشی (میسور) لکھتے ہیں:

''...مدرسے کی تعمیر اتنی ہوگئی تھی کہ بنیاد کے اوپر کہیں دو اور کہیں تین فٹ کی دیواریں اٹھ گئی تھیں، اکثر اہلِ حدیث طلبا اِس مقام کا طواف کیا کرتے تھے اور یہ تمنا کرتے تھے کہ ان شاء اللہ ہم بھی اس مدرسے میں داخلہ لے کر یہیں تعلیم حاصل کریں گے...، جیسے جیسے مدرسے کی عمارت کی دیواریں بلند سے بلند تر ہوتی جارہی تھیں، دو قسم کی جماعتوں میں دو قسم کے احساسات بھی پختہ تر ہوتے جارہے تھے:

[1] ماہنامہ ''محدث'' بنارس (اکتوبر ۱۹۸۴ء، ص: ۲۰۔ ۲۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1 طلبا کی برادری: ان میں یہ احساس اور شوق مرورِ ایام کے ساتھ ساتھ مضبوط اور گہرا ہوتا جا رہا تھا کہ اب جماعت اہلِ حدیث کا بھی ایک ایسا مدرسہ وجود میں آنے والا ہے، جس کو باقاعدہ و باوقار دینی درس گاہ کہا جاسکتا ہے، جہاں تعلیم کا بہتر سے بہتر انتظام ہوگا، جماعت کے مشہور و معروف علما کی خدمات تعلیم و تدریس کے لیے حاصل کی جائیں گی اور جہاں کے تعلیمی ماحول سے ایک علم و فن کا متلاشی بیش از بیش استفادہ کر سکتا ہے۔ چناں چہ اہلِ حدیث کے مدارس کا ہر طالب علم متمنی تھا کہ اس کا داخلہ بھی اس مدرسے میں ہو جائے۔

2 پنجابی برادری: چونکہ دہلی کی پنجابی برادری ہی کے ایک خاندان نے اتنی دریا دلی اور سیر چشمی سے یک و تنہا اتنے بڑے مدرسے کی تعمیر و تاسیس کا بیڑا اُٹھایا ہے اور اب تک اشارتاً و کنایتاً بھی چندے کی اپیل نہیں کی گئی، آیندہ جب عمارت کی تکمیل کے بعد اساتذہ کی تنخواہوں اور طلبا کے قیام و طعام کا مسئلہ سامنے آئے گا تو ضرور چندے کا سوال پیدا ہوگا، کیوں کہ فردِ واحد کے بس کی یہ بات نہیں ہے کہ انفرادی اور شخصی طور پر تمام مصارف کے لیے ایک ہی شخصیت ذمے دار ہو جائے۔

لہٰذا ہر اہلِ حدیث پنجابی تاجر اپنے دل کی گہرائیوں میں یہ تمنا اور آرزو رکھتا تھا کہ جب چندے کا سوال اٹھے گا تو میں ماہانہ اتنا دوں گا، وہ اتنا دے گا، ...لیکن مدرسے کے افتتاحی اجلاس میں جب یہ اعلان کیا گیا کہ مدرسے کے جملہ مصارف شیخ صاحب ہی کے جیب خاص سے پورے کیے جائیں گے اور کسی قسم کی امداد یا چندے کی اپیل فی الحال نہیں کی جائے گی...بس اس اعلان کے ساتھ ہی پنجابی برادری کے افراد کے چمکتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھمکتے چہرے عبوساً قمطریراً نظر آنے لگے۔ وہ پنجابی حضرات جو اس کارِخیر میں للہ فی اللہ بیش از بیش حصہ لینے کے متمنی تھے، بے آس و نراس ہوگئے....''[1]

مدرسے کی عمارت:

مولانا محمد صاحب جونا گڑھی (متوفی ۱۹۴۱ء) مدرسے کی عمارت کا تعارف کراتے ہوئے اپنے پندرہ روزہ رسالہ ''اخبارِ محمدی'' میں لکھتے ہیں:

''مدرسے کا رقبہ آٹھ نو سو گز ہے۔ ایک وسیع اور شان دار بلڈنگ ہے، جس میں طلبا کی رہایش کے لیے ۳۵ کشادہ اور ہوادار کمرے ہیں۔ درس و تدریس کے لیے ان سے وسیع تر آٹھ کمرے اور ہیں، جن میں برقی روشنی اور بجلی کے پنکھوں کا انتظام ہے۔ مدرسے کے جنوبی حصے میں ایک بڑا ہال (دار التذکیر) ہے، جس میں سالانہ امتحان اور دیگر خاص جلسے منعقد کیے جاتے ہیں۔ ایک باورچی خانہ بھی علاحدہ ہے۔ عمارت کے بالائی حصے میں ایک شان دار کتب خانہ کی عمارت ہے، جس میں عربی اردو کی ہزاروں کتابیں موجود ہیں۔ مدرسے کے مغربی جانب ایک کشادہ شان دار مسجد ہے۔ مدرسے اور مسجد کے درمیان طلبا کی ورزش کے لیے ایک سبزہ زار بنا ہوا ہے، جس کے چاروں طرف پختہ دیوار ہے۔ مدرسے کا صحن مختلف قسم کے مفید پھول و پھل کے درختوں اور پودوں سے آراستہ و پیراستہ رہتا ہے، جو ایک دل فریب باغیچے سے کم نہیں ہے۔ مدرسے کا فوٹو بھی ''محدث'' کے سالنامہ میں چھپ چکا ہے، اس کی تعمیر پر ایک لاکھ روپے خرچ ہوا ہوگا۔ ایک ہزار روپے کے لگ بھگ ماہانہ خرچ ہے۔''[2]

---

[1] مجلّہ ''اہلِ حدیث'' ہریانہ (۲۱ رمئی ۱۹۷۹ء، ص: ۸۔۹)

[2] پندرہ روزہ ''اخبارِ محمدی'' (۱۵ رجولائی ۱۹۳۸ء، ص: ۱۰) یادگار مجلّہ ''اہلِ حدیث'' (ص: ۳۰۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس ابتدائی مکمل تعمیر کے بعد بھی حسبِ ضرورت مدرسے میں تعمیری اضافے ہوتے رہتے تھے، اس تعلق سے اخبارِ محمدی میں شائع شدہ ایک خبر ملاحظہ ہو:

”مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی کی تعمیر میں اضافہ“:

”...غسل خانے مدرسے کی مسجد میں تھے، جو مسجد مدرسے ہی میں ہے اور بہت بڑی مسجد ہے، لیکن چوں کہ اہلِ محلّہ اور مسجد کے نمازی بھی ان ہی غسل خانوں کو استعمال کرتے تھے، اس لیے فیاض دل مہتمم صاحب نے مدرسے کے کنویں پر ٹنکی بنوا کر اس میں بجلی کی مشین لگوا دی ہے، جس سے چوبیس گھنٹے بہ افراط پانی آتا رہے۔ غسل خانے مدرسے ہی میں بنوا دیے گئے اور تقریباً چھے سات سو روپے اس پر خرچ کیا گیا... منیجر“[1]

[1] پندرہ روزہ ”اخبارِ محمدی“ دہلی (یکم اگست ۱۹۳۵ء)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 6

افتتاح اور تعلیم سے متعلق اعلانات

تعمیر کی تکمیل کے بعد مدرسے کے افتتاح اور اس میں داخلے سے متعلق مجلّہ اہلِ حدیث امرتسر میں جو اعلانات شائع ہوئے، ان میں سے بعض کو مختصراً پیش کیا جا رہا ہے:

① مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ صدر دہلی جاری ہوگیا:

''مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی اطلاع دیتے ہیں کہ مدرسہ سیالکوٹ کے طلبا بہت جلد مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ واقعہ صدر بازار دہلی میں پہنچ جائیں، خصوصاً ملا فیروز دین سابق طالب علم سیالکوٹ جہاں کہیں بھی ہو، وہاں کے احباب اسے سیدھا دہلی روانہ کر دیں، ان شاء اللہ ۲۷؍شوال سنہ حال مطابق ۴؍جولائی سنہ حال کو پڑھائی شروع ہو جائے گی اور ۱۱؍جولائی کو افتتاحیہ جلسہ ہوگا۔'' (مفصل اعلان آیندہ) [1]

② مدرسہ دار الحدیث سیالکوٹ دہلی میں:

اس سرخی کے تحت مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی کی طرف سے ان کے سیالکوٹ مدرسے کا مع مدرسین وطلبا وکتب دار الحدیث رحمانیہ دہلی میں منتقلی کا تفصیلی اعلان ہے، اس کے بعد مولانا سیالکوٹی لکھتے ہیں:

''مدرسے اور مسجد کا اہتمام اندرونی حاجی صاحب نے خاکسار کے سپرد کیا

[1] ''اہلِ حدیث'' امرتسر (۳۱؍جون ۱۹۲۱ء = ۲۴؍شوال ۱۳۳۹ھ، ص: ۱۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور انتظام بیرونی کے لیے چند مقتدر اصحاب کی مجلس قائم ہوئی ہے۔''
اس کے بعد تین اعلان: ① داخلے سے متعلق ② ضرورتِ مدرس ③ دارالحدیث سیالکوٹ کے معاونین اپنی اعانت جاری رکھیں، افتتاحی اجلاس ۱۸؍ جولائی کو ہوگا۔ المشتہر خاکسار محمد ابراہیم میر سیالکوٹی ناظم وصدر مدرس۔''[1]

③ مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی کا افتتاحی جلسہ:

''۱۸؍ جولائی کو مذکورہ مدرسے کا جلسہ بمکان مدرسہ ہوا۔ جناب حاجی عبدالرحمٰن صاحب بانیِ مدرسہ نے تحریک کی کہ مولانا ثناء اللہ صاحب اس جلسے کے صدر ہوں۔ حاجی عبدالغفار صاحب وغیرہ نے تائید کی۔ خاکسار ابراہیم نے اور جناب حافظ عبدالوہاب صاحب دہلوی، مولوی محمد صاحب دہلوی اور مولوی عبداللطیف صاحب (مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی) وغیرہ نے فضیلتِ علم میں تقریریں کیں۔ سب سے آخر صدر صاحب نے تقریر فرمائی، جس میں آج کل کے دینی طلبا اور ان کے مربیوں اور مدارس کے بانیوں اور معاونوں کو مہاجرین اور انصار کے گروہ سے تشبیہ دے کر بتایا کہ جس طرح ابتداے اسلام میں مہاجر اور انصار تھے، اسی طرح آج کل یہ دو گروہ طلبا اور اغنیا ہیں، خدا ان سے دینی خدمت لیتا رہے۔ تقریر کے بعد صدر صاحب نے افتتاحِ مدرسہ کا اعلان فرما دیا۔ آپ کے بعد حافظ محمد صدیق صاحب دہلوی نے مدرسے کی ابتدائی تحریکات کا ذکر کرکے حسبِ دستور صدر صاحب کا شکریہ ادا کیا، اب مدرسے میں تعلیم شروع ہے، سردست دو مدرس ہیں، (خاکسار ابراہیم سیالکوٹی)۔''[2]

① ''اہلِ حدیث'' امرتسر (۸؍ جولائی ۱۹۲۱ء، ص: ۱۳)

② ایضاً: (۲۹؍ جولائی ۱۹۲۱ء، ص: ۱۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدرسے کے افتتاحی پروگرام کا آنکھوں دیکھا حال:

اس افتتاحی مجلس میں شریک مولانا حکیم عبدالکریم قریشی اس پروگرام کی بابت لکھتے ہیں:

''ہزاروں تمناؤں اور آرزوؤں کے جھرمٹ میں اللہ اللہ کرکے آخر وہ یومِ مبارک و مسعود، جس کا بڑی بے چینی کے ساتھ انتظار کیا جا رہا تھا آن پہنچا، یعنی اس آب و گل اور حجر و حدید کے مجموعے کو ایک مخصوص اسم سے موسوم کر کے رحمتِ خداوندی کا مہبط اور ملائکہ سماوی کے نزول و شہود کا مرکز بنانا تھا۔ اشتہارات شاہراہوں، مساجد اور مدارس اسلامیہ کے نوٹس بورڈوں پر چسپاں ہوگئے۔ دن اور تاریخ تو اس وقت افسوس ہے کہ مستحضر نہیں ہے،[1] لیکن وقت و مقام اور شرکا و حضارِ محفل کے نورانی چہرے ابھی تک میرے پردۂ تخیل پر اس طرح مرتسم ہیں کہ گویا کل ہی کی بات ہے اور تازہ منظر ہے کہ ''لم یعف رسمھا''

''صبح کا وقت یہی کوئی دس ساڑھے دس بجے کا آوان ہوگا کہ مدرسے کی جانب جو بڑا سا ہال تھا، اس میں دریوں اور چاندنیوں کا فرش بچھا ہوا تھا۔ مدعوین جوق در جوق چلے آ رہے تھے، اس ہال کے اندر جنوب مشرقی گوشے میں جو پختہ اسٹیج بنا ہوا تھا، وہاں حضرت مولانا امرتسری رحمہ اللہ مع چند علما کے رونق افروز تھے۔ حضرت مولانا سیالکوٹی رحمہ اللہ اِدھر اُدھر انتظامات و ہدایات دینے میں مصروف تھے۔ دہلی کے متمول و مرفہ الحال مسلمانوں میں سے خصوصاً پنجابی طبقہ موجود تھا اور منتظمین انتظامات میں مشغول و منہمک تھے۔ یہ مال دار مذہب پرست طبقہ ایک دوسرے سے سرگوشیوں میں مصروف تھا۔ ہر شخص کے چہرے پر مسرت و بہجت، شادمانی و شادکامی

---

[1] (۱۸/ جولائی ۱۹۲۱ء = ۱۱/ ذی قعدہ ۱۳۳۹ھ) کو افتتاحی جلسہ ہوا تھا، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے آثار ہویدا تھے۔ ہر طرف خوشی وخرمی کا ماحول تھا کہ ایک قاری نے اپنی قراءت سے جلسے کی ابتدا کا اعلان کر دیا۔ تلاوت کے بعد حضرت مولانا امرتسری کو مسندِ صدارت پیش کی گئی۔ مولانا محمد صاحب جوناگڑھی، مولانا مولوی احمد اللہ صاحب پرتاب گڑھی اور مولانا عبداللہ صاحب روپڑی وغیرہ نے موقع ومحل کی مناسبت سے بالکل مختصر تقریریں کیں، ان تقریروں میں صرف حضرت امرتسری کی تقریر طویل تھی۔

''حمد وصلاۃ کے بعد صدر صاحب نے ان تحریکات ووجوہات کا تذکرہ فرمایا، جو اس عظیم درس گاہ کے وجود میں آنے کا باعث بنی تھیں، خاص طور پر شیخ عطاء الرحمٰن صاحب بانیِ مدرسہ کو اس مبارک ومسعود اقدام پر مبارک باد دی کہ انھوں نے یکہ وتنہا اتنے عظیم بوجھ کو للہ فی اللہ اپنے کندھوں پر اٹھایا ہے اور دعا دی کہ اللہ تعالیٰ اس ایثار کو قبول کرے۔

''اس کے بعد دہلی والوں سے خطاب فرمایا کہ اس عظیم الشان تعلیم گاہ کے بنانے اور سنوارنے میں اگرچہ آپ نے ہمت وقربانی کا ثبوت دیا ہے، لیکن ہم پنجابیوں نے بھی ایک بہت بڑے ایثار سے کام لیا ہے کہ مولانا سیالکوٹی کو جو اہلِ حدیثانِ پنجاب کی علمی دنیا میں بہ منزلہ روح مانے جاتے ہیں، اس مدرسے کی خدمت کے لیے پنجاب سے دہلی روانہ کر دیا ہے، یعنی اس دینی درس گاہ کی تاسیس وتعمیر میں آپ نے اگر آب وگل صرف کیا ہے تو پنجاب نے اپنی روح ودل پیش کر دیا ہے، مجھے امید ہے کہ مولانا سیالکوٹی کی موجودگی اور سرپرستی میں یہ مدرسہ کامیابی وکامرانی کے اعلیٰ ترین مدارج طے کرے گا اور یہ مدرسہ ان شاء اللہ بہت جلد علمی حیثیت سے آسمانِ عزت وشہرت پر اخترِ تاباں بن کر ضیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بار وضوفشاں ہوگا۔

”مجھے شیخ عطاء الرحمٰن نے یہ اعلان کرنے کی بھی ہدایت کی ہے کہ مدرسہ چوں کہ ابھی ابتدائی حالت میں ہے، داخلہ بھی بہت محدود و مختصر ہوا ہے، اس لیے مدرسے کے جملہ مصارف شیخ صاحب ہی کے جیب خاص سے پورے کیے جائیں گے، کسی قسم کی امداد یا چندے کی اپیل فی الحال نہیں کی جائے گی، ہاں آیندہ جب مدرسے کے مصارف بہت بڑھ جائیں گے، ان شاء اللہ، اس وقت امداد یا چندے کی اپیل کی جائے گی۔“[1]

[1] مجلّہ ”اہلِ حدیث“ ہریانہ (۲۱ر مئی ۱۹۷۹ء، ص: ۸۔۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 7

مدرسے کے قواعد وضوابط

ذیل کی سطور میں مدرسے کا دستور العمل پیش کیا جا رہا ہے، جو مدرسے سے شائع ہونے والے ماہنامہ رسالہ ''محدث'' کے ضمیمے کے طور پر ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا تھا۔ اسی ضمیمے میں مدرسے کا نصابِ تعلیم بھی مندرج ہے، اس ضمیمے کا سرورق اس طرح ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نصابِ تعلیم

و

قواعد

مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی

منظور کردہ

جناب ناظم مدرسہ

میاں صاحب شیخ عطاء الرحمٰن صاحب

صدر بازار دہلی

☆☆☆

اب آگے مدرسے سے متعلق قواعد وضوابط ملاحظہ فرمائیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی:

یہ مدرسہ ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۱ء میں میرے برادرِ بزرگ جناب حاجی شیخ عبدالرحمن صاحب مرحوم و مغفور اور میری ناچیز کوششوں سے کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم و تبلیغ کی غرض سے قائم کیا گیا اور الحمدللہ برابر اپنے اغراض و مقاصد کو ملحوظ رکھتے ہوئے سرگرمی سے انھیں انجام دیتا رہا ہے۔ دعا ہے کہ پروردگارِ عالم اس ناچیز خدمت کو قبول فرمائے اور اسے برسرِ ترقی رکھے آمین!

اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

مقاصد:

اس مدرسے میں علمِ حدیث کی تعلیم ہوگی، حتی کہ طلبا کو مع اصول و فروع کل فنونِ حدیث و قرآن میں اس قدر کافی استعداد پیدا ہو جائے کہ دقتِ نظر اور مہارتِ تامہ کے حصول میں کافی مدد مل سکے، اس لیے دیگر فنون بھی تعلیم میں شامل کر دیے گئے، تاکہ ان سے مدد مل سکے اور فارغ التحصیل طلبا کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کا اجرا کر سکیں۔

تعلیم اور درجات:

① جملہ علوم و فنون مندرجہ نصاب کی تعلیم نو جماعت پر کی گئی ہے۔

② ایک سال میں ہر جماعت اپنے نصاب کی، جو فنون مختلفہ پر مشتمل ہے، تکمیل کرے گی۔

امتحانات حسبِ ذیل ہوں گے:

① اول امتحان سہ ماہی دو دن میں ختم ہو جائے گا۔ مدرسین دار الحدیث پرچہ ہائے سوالات بنا کر مقررہ دن میں طلبا کو دیں گے اور وقتِ مقرر کے ختم ہونے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ہر مدرس اپنے متعلقہ پرچہ ہائے جوابات لے کر تین دن کے اندر نمبر دے کر داخل دفتر مدرسہ کریں گے۔ اس کے بعد ہی نتیجہ سنا کر تنبیہ وتشویق سے طلبا کو تعلیم ومحنت پر آمادہ کر دیا جائے گا۔

۲ امتحان ششماہی تین دن میں لیا جائے گا اور حسبِ بالا کارروائی عمل میں آئے گی۔

۳ سالانہ امتحان میں ہر درجے کے سوالات دہلی یا بیرونِ جات سے مشہور علما کے تیار کردہ آئیں گے اور سوالات مذکور ناظم یا قائم مقام ناظم کے پاس محفوظ رہیں گے۔ ناظم یا نائب ناظم بروز امتحان دارالحدیث میں خود آ کر پرچہ ہائے سوالات اپنے سامنے طلبا کو تقسیم کرائیں گے۔ نگرانی کے لیے دیگر اصحاب، جو دارالحدیث سے ملازمت کا تعلق نہ رکھتے ہوں گے، مقرر کیے جائیں گے اور وقتِ مقرر پر طلبا سے پرچہ ہائے جوابات لے کر ممتحنین کے پاس بھیج دیے جائیں گے یا ممتحن بہ ذاتِ خود مدرسے میں آ کر پرچوں کا معاینہ کرے اور نتیجے سے مطلع کرے۔ عموماً ایسا ہی ہوتا رہا ہے کہ ممتحن صاحب مع اپنے عملے کے تشریف لاتے ہیں، خود پرچے تقسیم کرتے ہیں، اپنی نگرانی میں لکھواتے ہیں اور نمبر دیتے ہیں، پھر عام جلسے میں نتیجہ امتحان سنا دیتے ہیں۔[1]

انعاماتِ مدرسہ:

طلبا کی حوصلہ افزائی اور ترغیب وتشویق کے لیے مدرسے کی طرف سے مختلف قسم کے گراں قدر انعامات مقرر ہیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

۱ سالانہ امتحان کے موقع پر جماعت میں اوّل آنے والے کو پانچ سے دس روپے تک حسبِ درجات انعام دیے جاتے ہیں۔

---

[1] مدرسے کے خاص ممتحن مشہور عالم دین مولانا حافظ عبد اللہ روپڑی تھے۔ آپ کا مفصل تذکرہ آگے آئے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② قرآن وحدیث میں اول آنے والے کو دس سے پندرہ اور بیس روپے تک انعام میں دیے جاتے ہیں، تا کہ طلبا قرآن وحدیث میں سعی بلیغ سے کام لیں۔

③ عمدہ اردو یا عربی تقریر کرنے والے کو پانچ سے دس روپے تک دیے جاتے ہیں۔

④ جو سال بھر تک جماعتِ نماز میں باقاعدہ شرکت کرتا رہے، اس کو پانچ سے دس روپے تک دیے جاتے ہیں۔

⑤ وہ طالب علم جو خوش خطی اور مضمون نویسی میں مہارت رکھتا ہو، اس کو پانچ سے دس روپے تک دیے جاتے ہیں۔

⑥ وہ طالب علم جو تمام مدرسے میں زیادہ نمبر حاصل کرتا ہے، اس کو تیس سے چالیس روپے تک مع دیگر تحفہ کے انعام میں دیے جاتے ہیں۔

⑦ انتہائی جماعت میں کامیاب ہونے والے طلبا کو مدرسے کی سند اور چوغہ اور عمامہ دیا جاتا ہے اور اعلیٰ نمبر حاصل کرنے والے کو بیس سے تیس روپے تک انعام میں دیے جاتے ہیں۔ نقد انعامات اس لیے رکھے گئے ہیں کہ طلبا کو مالی سہولت و آسانی ہو۔

⑧ حسبِ ضرورت ناظم ان انعامات کی مقدار میں کمی بیشی بھی کر سکتا ہے۔

انعامات حفظِ حدیث:

جو طالب علم پوری بلوغ المرام یاد کر کے زبانی سنا دے، اس کو سو روپے انعام میں دیے جائیں گے اور جو طالب علم پوری مشکات حفظ کر کے سنا دے، اس کو مبلغ پانچ سو روپے انعام میں دیے جائیں گے۔ اس سے پہلے مدرسے کی جمع کردہ چالیس حدیثوں کا مجموعہ سنانے والوں کو، خواہ وہ مدرسے کے ہوں یا بیرونِ مدرسے کے، انعامات دیے گئے ہیں۔ وہی طرح امسال بھی مدرسے کی طرف سے ایک سو احادیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مجموعہ طبع کرایا گیا ہے، اسے یاد کر کے حفظاً مع ترجمہ سالانہ جلسے کے موقع پر سنانے والوں کو نقد انعام دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

مدرسین اور ان کے فرائض:

١ دار الحدیث کا مدرس وہ عالم ہوگا، جو اعتقاد اور عمل میں اہلِ حدیث ہو یا کم از کم اس کو بنظرِ استحسان دیکھتا ہو۔

٢ ہر ایک مدرس کا فرض ہوگا کہ وہ اپنی زیرِ تدریس کتابیں پوری تیاری اور مطالعے کے ساتھ پڑھائے اور طلبا کے مطالعے کا اندازہ کرتے ہوئے اس کو مطالعے اور محنت پر مجبور کرے۔

٣ مدرسین کا فرض ہوگا کہ وہ تعلیم کے ساتھ طلبا کی تربیت کو مدِنظر رکھیں، نیز تمام فرائض وسنن نبوی پر طلبا کو عمل کرانے کی کوشش کریں۔

٤ ہر ایک مدرس کا فرض ہوگا کہ وہ رجسٹر حاضری پر جو مدرسے میں موجود ہوگا، اپنے نام کے مقابل اپنی حاضری مع وقت کے درج کرے۔

٥ ہر ایک مدرس کا فرض ہوگا کہ وہ درس کے وقت اپنی جاے معینہ پر موجود رہے۔

٦ کسی مدرس کا کوئی گھنٹا اپنے درس کے اوقاتِ معینہ سے خالی ہو تو اس کو اپنی درس گاہ سے اس گھنٹے میں غیر حاضر ہونا جائز نہیں۔ اگر ناظم کوئی کام درس یا تحریر کا سپرد کریں تو اس کو انجام دینا ہوگا۔

٧ تمام مدرسین پر لازم ہوگا کہ تعلیم کے علاوہ دیگر نگرانی جو دار الحدیث یا طلبا کے متعلق من جانب ناظم ان کو تفویض ہو، اس کی تعمیل کریں۔

٨ ناظم مدرسہ طالب علم کو امتحان داخلے کے لیے، جس مدرس کے سپرد کر دے، اس کا فرض ہوگا کہ طالب العلم کی لیاقت کا اندازہ کر کے جماعت کی تعیین کی رپورٹ ناظم کو کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹ ہر مدرس کا فرض ہوگا کہ جدید طلبا کے داخلے کے ایک ماہ بعد اس کی لیاقت کا اندازہ کرتے ہوئے ناظم کو رپورٹ کرے کہ وہ جس جماعت میں داخل ہے، اس کی صلاحیت رکھتا ہے یا نہیں۔

۱۰ بہ وقتِ ضرورت ہر ایک مدرس کو رخصت کی تحریری اجازت ناظم سے لینی ہوگی۔

۱۱ روزانہ جو رجسٹر حاضری و دیگر کارہائے متعلقہ دارالحدیث مہیا کیے جائیں گے، ان کی خانہ پری ہر ایک مدرس پر، جس کے وہ سپرد کیے گئے ہوں، کرنا لازمی ہوگا۔

داخلہ و فرائض طلبا

① جو طالب العلم مدرسے میں داخل ہونا چاہے، اس پر لازم ہوگا کہ مدرسے کا فارم داخلہ (جو چھپا ہے اور دفتر مدرسہ سے درخواست پر بلا قیمت مل سکتا ہے) حاصل کرکے قانون ② کے مطابق خانہ پری کرکے فارم کو ناظم مدرسے کے پاس برائے منظوری پیش کرے۔

② منظوری حاصل کرنے کے بعد اس کی سند ساتھ لائے۔ ناظم سند دیکھ کر بعد امتحانِ داخلہ جس جماعت کے لائق ہوگا، اس میں داخل کرے گا۔

③ داخلے کے فارم میں حسبِ ذیل ضروری باتیں ہوں گی: پورا پتا، نام مع ولدیت، صحیح عمر، مذہب، پیشہ، موجودہ سرپرست کا نام مع پتا، مستطیع یا غیر مستطیع، سابقہ تعلیم کی تعیین، کسی معتبر آدمی کی تصدیق، جماعت کی تعیین۔

④ ہر طالب العلم کا فرض ہوگا کہ بہ موافق میثاق درخواست فارم داخلہ مدرسے کے نصاب ہشت سالہ کو پورا کرے۔

⑤ پانچویں جماعت سے نیچے کے طالب علم کے لیے مدرسے کے علاوہ کسی دوسرے امتحان کی تیاری ممنوع ہوگی۔ اوپر کی جماعت کے طالب العلم کے لیے لازم ہوگا کہ دوسرے امتحان کی تیاری کی اجازت ناظم مدرسہ سے حاصل کرے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناظم اس کی لیاقت کو دیکھتے ہوئے اس کو اجازت دے دے گا۔

(٦) جماعت پنجم سے لے کر ہشتم تک کے طلبا کو اوقاتِ مدرسے میں عام گفتگو عربی میں کرنا لازمی ہوگا، ہاں حلِ شبہات کے لیے استاد سے اردو میں گفتگو کر سکتا ہے۔

(٧) مدرسے کی جانب سے ایک انجمن ہوگی، جس میں ہر طالب العلم کا شریک ہونا لازمی ہوگا۔

(٨) عصر کے بعد سے مغرب تک طلبا کو چاہیے کہ اپنی صحت کا لحاظ رکھتے ہوئے کھیل میں شریک ہوں اور جو طالب العلم کھیل میں شریک ہونا نہ چاہتے ہوں، وہ کسی قسم کی ورزش کریں۔ مدرسے کی طرف سے ایک لائق استاد کو مقرر کیا گیا ہے، جو اس وقت مدرسے کے وسیع اور بڑے کمرے میں بنوٹ کی صحیح تعلیم دیتے ہیں اور اس کی پوری مشق اور ورزش کراتے ہیں۔

(٩) ہر طالب العلم کا فرض ہے کہ اپنی زیرِ درس تمام کتابوں کا لازمی طور پر مطالعہ کرے، اس کی خلاف ورزی کی صورت میں کافی تنبیہ ہوگی۔

(١٠) ہر طالب العلم کا فرض ہوگا کہ اپنے تمام اسباق و نمازِ پنج گانہ میں باجماعت ہمیشہ حاضر رہے، غیر حاضری کی صورت میں مناسب تنبیہ کا ناظم کو اختیار ہوگا۔

(١١) اگر کوئی طالب علم قواعدِ مدرسہ میں سے کسی قاعدے کی خلاف ورزی کرے گا تو پہلی اور دوسری مرتبہ سخت تنبیہ ہوگی، اس کے بعد خلاف ورزی کرنے والے کو ناظم جو سزا تجویز کرے، اس کی تعمیل ضروری ہوگی، سزا کی نوعیت اخراج بھی ہو سکتی ہے۔

(١٢) طلبا کو اپنی صحت کا خیال کرتے ہوئے قیام گاہ و دیگر اشیا مثلاً بستر و لباس کی پوری صفائی رکھنی لازمی ہوگی۔

(١٣) ہر ایک طالب العلم جو مدرسے میں داخل ہو، اس کو لازم ہوگا کہ جملہ قواعد مدرسے کی پابندی کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) جملہ احکاماتِ مدرسین و مہتمم کی تعمیل اس پر لازم ہوگی۔

(۱۵) ہر ایک طالب العلم پر لازم ہوگا کہ درس کے وقت درس گاہ میں حاضر رہے۔

(۱۶) جملہ طلبا پر لازم ہوگا کہ وہ احترام و آدابِ اساتذہ کو ہر وقت ملحوظ رکھیں۔

(۱۷) مطالب کتاب زیرِ درس میں شکوک حل کرنے کا اساتذہ سے طلبا کو حق ہوگا، لیکن گفتگو میں احترام و آداب کا لحاظ رکھنا ہوگا۔

(۱۸) طلباے مدرسہ کو حقہ یا سگریٹ پینا یا کسی دوسری مکروہ چیز کا استعمال کرنا سخت جرم ہے۔ اگر منع کرنے پر بھی باز نہ آئے تو پوری تنبیہ کے مستحق ہوں گے اور ممکن ہے کہ مدرسے سے خارج کر دیے جائیں۔

(۱۹) اگر کوئی طالب العلم شرع کے خلاف اپنی وضع رکھے تو اساتذہ پر لازم ہے کہ اس کو تنبیہ کریں، بصورت عدمِ تعمیل ناظم صاحب کو رپورٹ کر دیں، تاکہ وہ مناسب کارروائی کریں۔

(۲۰) کسی طالب العلم مقیم مدرسے کو احاطۂ مدرسہ سے بلا اجازتِ ناظم باہر جانے کا اختیار نہ ہوگا، اس سے عصر کے بعد سے مغرب تک کا وقت مستثنیٰ ہے، لیکن اس کو بھی ناظم صاحب کسی خاص طالب العلم یا جملہ طلبا کے لیے مصلحتِ وقت کا لحاظ کر کے منسوخ کرا سکتے ہیں۔

(۲۱) کسی طالب العلم کو بلا اجازتِ ناظم دار الاقامۃ میں کسی غیر شخص کو ٹھہرانے کا حق نہ ہوگا۔

(۲۲) قیامِ طلبا کے لیے جو جگہ تجویز کی جائے گی، اس کو اسی جگہ قیام کرنا ہوگا، اس غرض کے لیے مدرسے میں کثرت سے آرام دہ کمرے موجود ہیں۔

(۲۳) ہر ایک رخصت حاصل کرنے کے لیے تحریری درخواست ناظم کو دینی ہوگی اور بعد منظوری اس پر عمل درآمد ہو سکے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴۴) جو طالب العلم بلا عذر معقول شریک امتحان سالانہ نہ ہوگا، اس کا نام مدرسے سے خارج کر دیا جائے گا۔

(۴۵) مدرسے کے کسی طالب العلم کو جب تک وہ اس مدرسے میں داخل ہے، کوئی کتاب دوسری جگہ پڑھنے کی اجازت نہیں ہے، اس لیے کہ مدرسے میں کل کتابوں کی پڑھائی کا بہترین انتظام موجود ہے، نیز مدرسے میں کسی سے ایسی کتابیں پڑھنے کی ممانعت ہے، جو اس کی جماعت میں نہیں ہیں، ہاں وہ کتابیں پڑھ سکتا ہے جو نصابِ مدرسہ میں نہیں ہیں، لیکن اس کی کتاب کی معاون ہیں۔

قواعد عمومی:

1 جملہ مدرسین و ملازمین کو ناظم کے احکام کی تعمیل واجب ہوگی۔

2 تمام متعلقینِ مدرسہ کو لازم ہوگا کہ ہر ایک اپنے متعلقہ قواعدِ مدرسہ کی پابندی کرے۔

3 چونکہ مدرسے کو سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں ہے، اس لیے وہ شخص جو مدرسے سے تعلق رکھتا ہے، عام ازیں کہ طالب العلم ہو یا ملازم، سیاسیات میں اس کو عملی حصہ لینے کی اجازت نہ ہوگی۔

4 مدرسے کا ایک ڈاکٹر ہوگا، جو مدرسے کے تمام متعلقین کی بیماریوں کا علاج کرے گا اور اس علاج کے جملہ اخراجات کا ذمے دار مدرسہ ہوگا، بشرطیکہ مریض مدرسے کے ڈاکٹر کے زیرِ علاج رہے۔ عموماً یہ ڈاکٹر صاحب روزانہ مدرسے میں آیا کرتے ہیں۔

5 طلبا کے قیام و طعام کا انتظام بہ ذمہ ناظم ہوگا یا جس کو وہ اپنی طرف سے تجویز کرے، لیکن بہ ذاتِ خود ناظم ہفتہ وار مطبخ کا معاینہ کرے گا۔

6 مدرسہ اس بات کی کوشش کرے گا کہ طلبا کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبھی کبھی مختلف موضوع پر مفید لیکچروں کا انتظام کرے۔

7 مدرسے کی طرف سے طلبا کی علمی و ادبی حیثیت بڑھانے کی غرض سے عربی و اردو رسائل و اخبارات کا انتظام رہے گا۔

8 متعلقینِ مدرسہ کو دار الحدیث کی لائبریری سے کتب غیر درسی لائبریری کے قواعد کے مطابق لینے کا حق ہوگا۔

9 مدرسے کی جانب سے ایک انجمن ہوگی، جس میں طلبا کو اعلیٰ پیمانے پر تقریر و تحریر اور مناظرے کی مشق کرائی جائے گی۔ عام اجلاسوں کے علاوہ اس انجمن کا ہر تین ماہ پر ایک خصوصی اجلاس ہوا کرے گا، جس میں مدرسے کے علاوہ مقامی علما و سربرآوردہ اصحاب بھی شریک ہوں گے۔ عام اجلاسوں کا صدر ایک مدرس ہوا کرے گا اور خصوصی اجلاسوں کا صدر مقامی اہلِ علم میں سے کسی معزز شخص کو مقرر کیا جائے گا، ان خصوصی اجلاسوں میں مختلف مضامین تقریری و تحریری عربی و اردو نظم و نثر وغیرہ ہوں گے، جن کا انتخاب مدرسہ کرے گا۔ صدر کے فیصلے سے جو طالب علم تقریر و تحریر میں اول رہے گا، اس کو مناسب انعام دیا جائے گا۔ خصوصی اجلاس میں پہلی جماعت سے پانچویں تک کے طلبا کی اردو میں تقریریں اور تحریریں ہوں گی اور چھٹی جماعت سے لے کر آٹھویں تک کے طلبا کی تحریریں اور تقریریں عربی میں ہوں گی۔ عمومی اجلاس میں چوتھی کے اوپر کے طلبا بھی عربی تقریر و تحریر کی مشق کریں گے۔

10 دس منٹ پہلے تیاری کی گھنٹی ہوگی اور اس کے بعد دوسری گھنٹی ہوگی، جس کے ساتھ طلبا و اساتذہ کی حاضری لازم ہوگی۔ دوسری گھنٹی کے ساتھ جو شخص حاضر نہ ہوگا، خواہ وہ استاد ہو یا طالب علم، وہ غیر حاضر شمار کیا جائے گا۔ کسی معقول عذر کی درخواست گھنٹی سے پہلے ہونی چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

11 مدرسے کا جو ڈاکٹر ہوگا، اس کا فرض ہوگا کہ ہفتہ وار دار الاقامۃ کا معاینہ کرے اور صحت کے متعلق ضروری ہدایات اپنی رپورٹ میں ناظم کے پاس پیش کرے۔

12 کمروں اور بستروں کی صفائی مدرسین کے زیرِ نگرانی ہوگی یا جس کو ناظم سپرد کرے۔

13 ناظمِ مدرسہ کو اختیارِ کلی ہوگا کہ وہ حسبِ ضرورت، جس قانون کی تبدیلی چاہے کرے اور اس پر مدرسین وطلبا کو کاربند کر دے۔

فرائضِ ناظم:

1 ناظم کا فرض ہوگا کہ تمام متعلقینِ مدرسہ کو قواعدِ مدرسہ کے احترام پر قائم رکھے، نیز تمام انتظامات کے متعلق بہ وقتِ ضرورت ہدایات جاری کر دے اور اپنی طرف سے ایسے شخص کو مقرر کرے، جو مدرسے کی صفائی کی پوری نگرانی کرے۔

2 ناظم مدرسہ کبھی کبھی بہ ذاتِ خود مطبخ، درس گاہوں اور دارالاقامۃ کا معاینہ کرے گا اور جملہ انتظامات کی، جو ملازمینِ مدرسے کے سپرد کیے گئے ہیں، دیکھ بھال کرے گا۔

3 امورِ انتظامیہ میں جو شکایت پیدا ہوگی، اس کا ازالہ ناظم کا فرض ہوگا۔ آج کل دن کا اکثر و بیشتر حصہ ناظم صاحب مدرسے ہی میں گزارتے ہیں، تاکہ مدرسے کی جزئی اور کلی امور کی پوری اصلاح بروقت ہوتی رہے۔

تعطیلاتِ مدرسہ:

علاوہ یوم جمعہ حسبِ ذیل تعطیلات ہوں گی:

امتحان سہ ماہی کی ایک یوم، امتحان ششماہی کی دو یوم، امتحان سالانہ کی ڈیڑھ ماہ، عید الاضحیٰ کی پانچ یوم، رخصت علالت ایک ماہ نصف تنخواہ پر۔

نوٹ:

1 تعطیل کلاں کی تنخواہ کا مستحق وہی مدرس ہوگا، جس نے پورے ایک سال دارالحدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ملازمت کی ہے۔

2 تعطیلات مقررہ کے علاوہ کسی ملازمِ مدرسہ کو کوئی رخصت نہیں ملے گی، اگر رخصت لے تو ایامِ رخصت کی تنخواہ وضع ہوگی۔

3 میعادِ رخصت ختم ہونے کے بعد بلاحصول رخصتِ ثانیہ دیگر ایام غیر حاضری میں شمار ہوں گے، جن کی دو چند تنخواہ وضع ہوگی۔

4 ایامِ رخصت کے درمیان اگر کوئی یوم یا ایام تعطیل آ جائیں گے تو اختتامِ رخصت تک کل ایام رخصت میں شمار ہوں گے۔

5 اگر ایامِ رخصت کے بعد کوئی تعطیل واقع ہو تو مزید رخصت بعد اختتام ایام تعطیل کے لیے حاضری لازم ہے، صرف تحریر کافی نہ ہوگی۔

اطلاع مدرسہ کے متعلق جملہ خط وکتابت کا پتا یہ ہے:

ناظم صاحب مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ صدر بازار دہلی

تمام شد۔ الراقم منشی مدرسہ ہذا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 8

مدرسے کا نصابِ تعلیم

کسی بھی ادارے یا تعلیم کی کامیابی میں اہم رول ادا کرنے والے عناصر میں ایک اہم عنصر نصابِ تعلیم ہوتا ہے۔ یہ نصاب اگر دقتِ نظر اور دور اندیشی سے مرتب کیا گیا ہوگا تو اس کے خاطر خواہ فوائد سامنے آئیں گے۔ دار الحدیث رحمانیہ کا نصاب اپنے وقت کے اعتبار سے بہت ہی منصوبہ بند، بہترین اور اِفراط وتفریط سے پاک نصاب تھا۔

محترم فاروق اعظمی صاحب نے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبید اللہ رحمانی رحمہ اللہ سے ایک بار دریافت کیا کہ مدرسے کا تعلیمی معیار اتنا بلند کیوں تھا اور وہاں سے ہر ذرہ آفتاب بن کر کیوں نکلتا تھا؟ حضرت شیخ نے کئی اسباب کا ذکر کیا، جن میں سب سے پہلے نصابِ تعلیم کا تذکرہ تھا:

> ''وہاں کا نصاب نہایت عمدہ تھا۔ ہر طرح کے افراط و تفریط سے حتی الامکان احتراز کیا گیا تھا، نہ کتبِ ادب کی فراوانی، نہ کتبِ منطق و فلسفہ کی بھرمار، بلکہ ہر فن کے لیے حسبِ ضرورت مفید کتابیں منتخب کی گئی تھیں۔ مدرسے کا نصاب سترہ فنون: نحو، صرف، منطق، ادب، حدیث، فقہ، فرائض، اصولِ فقہ، مناظرہ، اصولِ حدیث، ہندسہ، عقائد، تفسیر، فلسفہ، عروض، بلاغت پر مشتمل تھا۔ حدیث کی طرف خاص توجہ دی جاتی تھی۔ دوسری جماعت سے آٹھویں جماعت تک ہر درجے میں حدیث کی ایک یا دو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابیں شاملِ نصاب ہوتی تھیں۔ جماعت پنجم سے لے کر ہشتم تک کے طلبا کو مدرسے کے اوقات میں عام گفتگو عربی میں کرنا لازمی ہوتا تھا۔“[1]

مولانا عبد الغفار حسن رحمانی رحمہ اللہ ”خصوصیاتِ مدرسہ ہذا“ کے عنوان سے رقم طراز ہیں:

① ”نصابِ تعلیم میں حتی الامکان افراط وتفریط سے احتراز کیا گیا ہے، نہ کتبِ ادب کی فراوانی ہے اور نہ کتبِ منطق و فلسفے کی بہت زیادہ بھرمار، بلکہ ہر فن کے لیے حسبِ ضرورت مفید کتب منتخب کی گئی ہیں۔ مدرسے کا نصاب سترہ فنون: نحو، صرف، منطق، ادب، حدیث، فقہ، فرائض، اصولِ فقہ، مناظرہ، اصولِ حدیث، ہندسہ، عقائد، تفسیر، فلسفہ، عروض اور بلاغت پر مشتمل ہے۔

② ترجمہ قرآن کے ساتھ خاص اعتنا کیا گیا ہے، چناں چہ ابتدائی جماعتوں میں قرآن مجید کے مختلف پارے، ادب اور تربیتی حیثیت سے رکھے گئے ہیں، تاکہ طلبا میں شروع ہی سے قرآن مجید سے گہری دلچسپی اور اس پر عمل کرنے کا ذوق پیدا ہو جائے۔

③ ابتدائی جماعتوں میں طلبا کو اردو مضمون نگاری کی مشق کرانے کے لیے انشاء کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ تیسری جماعت سے ترجمتین اور چوتھی سے آٹھویں تک جواب مضمون بہ زبان عربی ضروری قرار دیا گیا ہے، تاکہ طلبا اردو جریدہ نگاری اور عربی مضمون نویسی اور زبان دانی میں کافی مہارت پیدا کر سکیں، اس سے اس خامی کو دور کرنا مقصود ہے، جو آج کل ہمارے اکثر علما میں موجود ہے۔

---

[1] ماہنامہ ”محدث“ بنارس (اکتوبر ۱۹۸۴ء، ص: ۲۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ نام چونکہ دار الحدیث رحمانیہ ہے، اس لیے حدیث کی طرف خاص توجہ کی گئی ہے۔ دوسری جماعت سے آٹھویں جماعت تک ہر ایک درجے میں ایک یا دو کتبِ احادیث داخل کی گئی ہیں اور سند دینے کے لیے لازمی قرار دیا گیا ہے کہ طالب علم حدیث میں معتد بہ کامیابی حاصل کرے۔

⑤ طلبا کی آسانی اور سہولت کے لیے ہر جماعت میں صرف چھے یا سات کتابیں رکھی گئی ہیں، جن کا امتحان دینا ضروری ہے، ہاں اگر طالب علم اپنے اندر زیادہ استعداد رکھتا ہے تو کتبِ اختیاری کا امتحان بھی دے سکتا ہے، جیسا کہ قواعد مدرسہ میں اس کی تشریح موجود ہے۔ جو طالب علم صرف حدیث کے شائقین ہیں، ان کے لیے جماعت دورہ بھی رکھی گئی ہے، جس کی تکمیل ایک سال میں کروا دی جاتی ہے، یعنی جو طلبا دوسرے مدارس سے فارغ ہو کر آتے ہیں، ان کے لیے دورہ حدیث کا اہتمام کیا گیا ہے، میرے آخری تعلیمی سال میں حسبِ ذیل نامور طلبا صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں میرے ہم سبق تھے:

⑥ مولانا عبد الحکیم قصوری برادر نسبتی مولانا حکیم عبد اللہ مرحوم (جہانیاں والے) مولانا قصوری صاحب دار العلوم ندوۃ العلما لکھنؤ سے فارغ ہو کر آئے تھے، عربی ادب کا بہت اچھا ذوق تھا۔

⑦ مولانا ابو النعمان انیس الرحمٰن صاحب بنگالی، فاضل درسِ نظامی دار العلوم دیو بند۔

⑧ مولانا عبد الواحد صاحب فاضل علومِ اسلامیہ جامعہ دار السلام عمر آباد۔"[1]

مولانا عبد الغفار حسن نے اپنے اسی مضمون میں ایک جگہ اپنے ایک استاد مولانا محمد داود راغب شاہ جہاں پوری، جو رحمانیہ ہی کے فارغ تھے، ان کے بارے میں لکھا ہے:

---

① ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور (۱۹/ اگست ۱۹۹۴ء، ص: ۱۴۔ ۱۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’... بہت ہی ذہین اور قابل طلبا میں شمار ہوتے تھے۔ رحمانیہ سے فارغ ہو کر وہیں کے مدرس ہو گئے، تقریباً ایک سال انھوں نے پڑھایا، ان کی خصوصیت یہ تھی کہ انھوں نے رحمانیہ کا پورا نصاب چار سال میں ختم کر دیا، یعنی ہر سال دو کلاسوں کا امتحان دیا کرتے تھے...‘‘[1]

دار الحدیث رحمانیہ دہلی کا مکمل نصاب مدرسے سے شائع ہونے والے رسالے ’’محدث‘‘ کے اسی ضمیمے میں شائع ہوا تھا، جس میں مدرسے کے قواعد و ضوابط شائع ہوئے تھے، جنھیں سابقہ صفحات میں نقل کیا جا چکا ہے۔ سطورِ ذیل میں پہلے یہ پورا نصاب درج کیا جا رہا ہے، پھر اس سے متعلق کچھ تاثرات و تبصرے بھی نقل کیے جائیں گے۔

		نام کتب	ماہ
جماعت ادنیٰ	کتب ضروری	۱۔ فارسی	
		۲۔ میزان و منشعب ...	۴
		۳۔ پنج گنج مع زبدہ	۵
		۴۔ نحو میر	۶
		۵۔ باکورۃ الادب	۶
		۶۔ املا نویسی	۹
	کتب اختیاری	۱۔ ہمارے رسول	
		۲۔ خلاصہ تاریخ	

[1] ہفت روزہ ’’الاعتصام‘‘ لاہور (۴ر نومبر ۱۹۹۴ء، ص: ۱۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت	کتب	نام کتب	ماہ
		۱- شرح مائۃ عامل	۶
		۲- ہدایۃ النحو	۴
جماعت اولیٰ	کتب ضروری	۳- علم الصیغہ تا باب چہارم (خارج)	۶
		۴- کبریٰ	۳
		۵- ترجمہ قرآن مجید دو پارہ (۲۹-۳۰)	۴
		۶- مجانی الادب تا ص ۸۸	۹
		۷- انشاء متعلقہ اخلاق بزبان اردو	۹
	کتب اختیاری	۱- آئینہ کتاب نما	
		۲- جغرافیہ ہندوستان	
		۳- اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر	

جماعت	کتب	نام کتب	ماہ
		۱- فصول اکبری	۹
		۲- کافیہ	۴
جماعت ثانیہ	کتب ضروری	۳- ترجمہ قرآن مجید ۵ پارے (از ۲۴ تا ۲۸)	۶
		۴- بلوغ المرام	۹
		۵- مرقاۃ	۵
		۶- دروس التاریخ حصہ اول و دوم	۶
		۷- انشاء متعلقہ اقتصادیات بزبان اردو	۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتب اختیاری ۱- سیرت امین

۲- الفاروق

۳- جغرافیہ ایشیا

جماعت ثالثہ کتب ضروری

	نام کتب	ماہ
	۱- ترجمہ قرآن مجید آٹھ پارے (از ۱۶ تا ۲۳)	۸
	۲- مشکوۃ جلد اول	۹
جماعت ثالثہ کتب ضروری	۳- شرح وقایہ جلد اول	۹
	۴- شرح جامی تا مرفوعات ختم	۵
	۵- شرح تہذیب	۹
	۶- رشیدیہ	۳
	۷- دروس التاریخ حصہ سوم	۳
	۸- ترجمتین وجواب مضمون متعلقہ مذہب بزبان اردو	۹

کتب اختیاری ۱- فوز الاصغر

۲- تاریخ فلسفۂ اسلام

۳- تہذیب الاخلاق

۴- عقیدہ احمد بن حنبل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	نام کتب	ماہ
	۱-مشکوۃ جلد ثانی	۹
	۲-شرح وقایہ جلد ثانی تا کتاب العتق	۸
	۳-قطبی تصدیقات (مختلطات خارج)	۶
	۴-تلخیص المفتاح	۹
جماعت رابعہ کتب ضروری	۵-نور الانوار تا بحث حقیقت ومجاز	۹
	۶-نقطۃ الدائرۃ	۳
	۷-اقلیدس نصف اول از مقالہ اولی	۳
	۸-سبعہ معلقہ (۴ معلقے اول)	۳
	۹ - ترجمتین وجواب مضمون متعلقہ اخلاق بزبان عربی	۹
کتب اختیاری	۱-مفتاح السنۃ	
	۲-اعجاز القرآن	
	۳-نہایۃ الایجاز	

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت خامسہ کتب ضروری

ماہ	نام کتب
۹	۱-تفسیر جلالین نصف اول ....
۹	۲- ترمذی ....
۶	۳-مختصر المعانی فن اول ....
۶	۴- دیوان متنبّی تا قافیہ اول
۶	۵- سراجی ....
۷	۶- ہدیہ سعیدیہ تا فصل فی المعادن (از فصل فی المزاج تا فصل فی کائنات الجو، خارج ....
۳	۷-قطبی تصورات ....
۴	۸- شرح عقائد تا بحث عذاب قبر......
۴	۹-شرح نخبہ..........................
۹	۱۰ - ترجمتین وجواب مضمون متعلقہ اقتصادیات بزبان عربی ....

کتب اختیاری

۱- الفوز الکبیر وتاریخ علم الشرائع

۲- بدایۃ المجتہد

۳- حجۃ اللہ البالغۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت	کتب	نام کتب	ماہ
		۱- ابوداود	۹
		۲- نسائی	۹
		۳- صدرا تا بحث مکان	۸
جماعت سادسہ	کتب ضروری	۴- سلم العلوم	۹
		۵- مقامات حریری، ۱۵ مقامے اول	۵
		۶- تصریح	۴
		۷- تاریخ خضری حصہ اول	۶
		۸- ترجمتین وجواب مضمون متعلقہ تصوف بزبان عربی	۹
	کتب اختیاری	۱- رسالہ حمیدیہ	
		۲- مقاصد الفلاسفہ	
		۳- معیار العلم	

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت	کتب	نام کتب	ماہ
جماعت سابعہ	کتب ضروری	۱- بخاری شریف جلد اول	۹
		۲- مسلم شریف کامل	۹
		۳- تفسیر بیضاوی پارہ اول	۷
		۴- موطا امام مالک	۹
		۵- حمد اللہ تا بحث شرطیات	۷
		۶- مسلم الثبوت	۴
		۷- شرح چغمینی تا بحث قسی	۲
		۸ - ترجمتین وجواب مضمون متعلقہ ادب عربی بزبان عربی	۹
	کتب اختیاری	۱- تاریخ اسلام	
		۲ - نقد الشعر	
		۳ - البیان والتبیین	

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت	کتب	نام کتب	ماہ
		۱- بخاری شریف جلد ثانی	۹
		۲- ہدایہ جلد ثالث تا کتاب الوکالۃ	۸
		۳- توضیح تلویح تا بحث حقیقت ومجاز (داخل)	۸
جماعت	کتب	۴- قاضی تا بحث موضوع	۶
ثامنہ	ضروری	۵- میر زاہد امور عامہ	۹
		۶- اشارات	۹
		۷- دیوان حماسہ (باب الحماسہ والادب)	۴
		۸ - ترجمتین وجواب مضمون متعلقہ مذہب بزبان عربی	۹
		۱- تہافت الفلاسفۃ	
	کتب اختیاری	۲- مقدمہ فتح الباری	
		۳- شرح مقاصد	
		۴- زاد المعاد	

ایقاظ:

نوٹ: ان تمام قواعد اور نصاب میں حسبِ ضرورت ہر قسم کی تبدیلی کا ناظم مدرسہ کو اختیار ہے۔

(۱) ہر متعلم کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنی جماعت کے کتبِ اختیاری میں سے کسی ایک کتاب یا دو کتاب کا (دو سے زائد نہیں) امتحان پرائیویٹ طور پر مطالعہ کر کے دے سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا۔ کتبِ اختیاری سے حاصل کردہ نمبر اس کے مجموعی نمبروں میں بطور امداد شامل کیے جائیں گے۔

ب۔ کتب اختیاری کے نمبر اس صورت میں مجموعہ نمبروں میں شمار نہیں کیے جائیں گے کہ جب وہ کتب ضروری میں سے دو کتابوں میں پے در پے ۱۵/۱۵ نمبر سے کم حاصل کرے۔

۲۔ وہ طلبا جو جماعتِ اولیٰ میں داخل نہیں ہوسکتے اور تحریر و فارسی میں اتنی قابلیت رکھتے ہیں، جس سے ابتدائی کتب صَرف نحو بہ خوبی سمجھ سکیں، ان کے لیے ابتدائی کتب صَرف و نحو کی تعلیم کا بہ نام جماعتِ ادنیٰ مدرسے میں انتظام ہوگا، جس کا نصاب صرف ایک سال میں ختم کر لینے کے بعد (بشرط کامیابی) جماعتِ اولیٰ میں داخل کر لیے جائیں گے۔

نوٹ: چونکہ جماعتِ ادنیٰ اور اولیٰ میں عموماً نوعمر بچے ہوتے ہیں، اس لیے بڑی عمر کے لوگوں کو ان دونوں جماعتوں میں داخل کرنے سے احتیاط اولیٰ سمجھی جاتی ہے۔''[1]

دار الحدیث رحمانیہ کے نصاب میں شامل لازمی کتابوں کو فنون پر ترتیب دیا جائے تو درج ذیل فہرست بنتی ہے:

☆ تفسیر و اصولِ تفسیر: ترجمہ قرآن، تفسیر جلالین، تفسیر بیضاوی۔

☆ حدیث: بلوغ المرام، مشکاۃ المصابیح، سنن نسائی، سنن ترمذی، سنن ابو داود، موطا مالک، بخاری، مسلم۔

☆ اصولِ حدیث: شرح نخبۃ الفکر۔

☆ عقائد: شرح عقائد نسفیہ، (شرح مواقف)

☆ فقہ: قدوری، شرح وقایہ، ہدایہ اخیرین

---

[1] ضمیمہ رسالہ ''محدث'' دہلی (رمضان ۱۳۵۵ھ = ۱۹۳۶ء، ص: ۲۔ ۱۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ اصول فقہ: نور الانوار، توضیح تلویح، مسلم الثبوت

☆ نحو: نحو میر، ہدایۃ النحو، کافیہ، شرح جامی، شرح مائۃ عامل

☆ صرف: میزان منشعب، پنج گنج مع زبدہ، علم الصیغۃ، شافیہ، فصول اکبری (کبری)

☆ ادب وانشاء: باکورۃ الادب، مجانی الادب، دیوان حماسہ، مقامات حریری، سبعہ معلقہ، دیوان متنبی، انشاء، ترجمتین

☆ منطق: شرح تہذیب، قطبی، شمس بازغہ، حمد اللہ، قاضی مبارک، شرح مطالع، میرزاہد، مرقاۃ، سلم العلوم

☆ فلسفہ: ہدایۃ الحکمۃ، شمس بازغہ، ہدیہ سعیدیہ، شرح اشارات، صدرا

☆ مناظرہ: رشیدیہ

☆ ہندسہ: محیط الدائرۃ، (نقطۃ الدائرۃ، اقلیدس)

☆ تاریخ: دروس التاریخ ج۱،۲،۳۔ تاریخ خضری ج۱ (مقدمہ ابن خلدون، تاریخ الخلفاء)

☆ فرائض: سراجی

☆ عروض:

☆ بلاغت: تلخیص المفتاح، مختصر المعانی

☆ ہیئت: تصریح، شرح چغمینی

☆ (فارسی، املا نویسی)

اختیاری کتابوں کے نام اس طرح ہیں:

ہمارے رسول، خلاصہ تاریخ، آئینہ کتاب نما، جغرافیہ ہندوستان، اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر، سیرت امین، الفاروق، جغرافیہ ایشیا، فوز الاصغر، تاریخ فلسفہ اسلام، تہذیب الاخلاق، عقیدہ احمد بن حنبل، مفتاح السنۃ، اعجاز القرآن، نہایۃ الایجاز، الفوز الکبیر وتاریخ علم الشرائع، بدایۃ المجتہد، حجۃ اللہ البالغۃ، رسالہ حمیدیہ، مقاصد الفلاسفہ، معیار العلم، تاریخ اسلام،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقد الشعر، البیان والتبیین، تہافت الفلاسفۃ، مقدمہ فتح الباری، شرح مقاصد، زاد المعاد۔

کسی بھی تعلیمی ادارے کا نصاب اس ادارے کے اہداف و مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہوتا ہے۔ دار الحدیث رحمانیہ کے ذمے داروں کے سامنے کیا اہداف تھے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا عبد الغفار حسن رحمانی لکھتے ہیں:

''معزز قارئین! اب آپ کو ایک گونہ مدرسے کے قیام کے اغراض سے اجمالی واقفیت ہوگئی ہوگی، لیکن ایک مرتبہ پھر آپ کو واضح الفاظ میں وہ بتانا چاہتا ہوں، کیوں کہ کسی چیز کا حسن و قبح، نفع و نقصان اس کے اَغراض ہی سے ظاہر ہوا کرتا ہے، پس معلوم ہونا چاہیے کہ اس مدرسے کا اولین مقصد یہ ہے کہ طالبانِ علمِ دین کو قلب کے سکون و راحت اور طالب علمانہ زندگی کی ضروریات کا بہترین طریقے پر انتظام کرتے ہوئے قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ کی صحیح تعلیم اور محققانہ درس دیا جائے اور ان کو اعتقاداً اور عملاً تعلیماتِ نبویہ کا حقیقی پیرو بنا کر سنت اور اہلِ سنت کا سچا خادم بنایا جائے اور وہ علومِ نقلیہ کے ساتھ ساتھ فنون عقلیہ پر بھی حاوی و قادر ہوں، جیسے ہمارے اسلاف تھے، خود عاملِ حدیث بن کر دنیا کو عمل بالحدیث کی دعوت دیں۔''[1]

دار الحدیث رحمانیہ کے ایک دوسرے معروف مدرس مولانا نذیر احمد رحمانی املوی لکھتے ہیں:

''ہمارے یہاں ترجمہ قرآن مجید و دیگر ہر قسم کی دینی و فنی کتابوں کے ساتھ ہر جماعت میں ایک گھنٹا تحریر کی مشق کا بھی لازمی طور پر رکھا گیا ہے، چنانچہ اس پر باقاعدہ عمل ہو رہا ہے، ادنیٰ جماعت سے لے کر دوسری جماعت تک اردو زبان میں املا و انشاء کی مشق کرائی جاتی ہے اور تیسری جماعت

[1] ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور (۱۹؍ اگست ۱۹۹۴ء، ص: ۱۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ترجمتین اور اردو زبان میں خاص عنوان کے ماتحت مضمون نگاری کرنی پڑتی ہے، پھر چوتھی جماعت سے لے کر آٹھویں تک ترجمتین (یعنی کبھی اردو عبارت کی عربی بنانا اور کبھی عربی عبارت کا اردو میں ترجمہ کرنا) اور اپنی اپنی جماعتوں سے متعلق عنوانات پر صرف عربی زبان میں مضامین لکھنے پڑتے ہیں، یہ چیز مدرسے کے قواعد اور طلبا کے فرائض میں داخل کر دی گئی ہے کہ جماعت پنجم سے لے کر ہشتم تک کے طلبا کو کم از کم اوقاتِ مدرسہ میں عام گفتگو عربی میں کرنا لازمی ہوگا۔''[1]

واضح رہے کہ ذمے دارانِ ادارہ نے صرف نصاب کو جامع اور موثر بنانے تک ہی اپنی کوشش محدود نہ رکھی تھی، بلکہ اس کی تنفیذ و تکمیل کو بھی یقینی بناتے تھے۔ مجلّہ ''اہلِ حدیث'' امرتسر کے ایک شمارے میں مدرسے کے ششماہی امتحان کی خبر کے آخر میں کہا گیا ہے:

''جماعت سابعہ و ثامنہ کا امتحان ششماہی اس وجہ سے ملتوی کر دیا گیا کہ ان کا ششماہی نصاب بہ موانع چند پورا نہ ہو سکا اور دو ہفتے کی تعلیم کی کمی رہ گئی تھی، لہٰذا ان طلبا کو کتابوں کے پورا کرنے کا حکم دیا گیا، چناں چہ دو ہفتے میں انھوں نے اپنی کتابیں پوری کرلیں، اب ان طلبا کا امتحان سالانہ امتحان کے ساتھ ہوگا....''[2]

نصاب پر ایک نظر:

مدرسے کے نصابِ تعلیم پر مندرجہ بالا تاثرات نقل کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس نصاب کا ایک سرسری جائزہ بھی لے لیا جائے، تاکہ اس کے

[1] رسالہ ''محدث'' دہلی (جنوری ۱۹۴۰ء، ص: ۴۔۵)

[2] ''اہلِ حدیث'' امرتسر (۱۹؍ دسمبر ۱۹۲۴ء، ص: ۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محاسن و نقائص دونوں سامنے آئیں، نیز بعض غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ہو سکے۔

سب سے پہلے مدرسہ رحمانیہ ہی کے فاضل و مدرس مولانا عبدالغفار حسن رحمانی کا اس نصاب پر ایک اور تبصرہ نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، جو اس کی بعض خامیوں کے بیان کو بھی متضمن ہے۔ ''نصابِ تعلیم کی خصوصیات'' کے عنوان سے مدرسے کے نصاب پر گفتگو فرماتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں:

''مدرسہ رحمانیہ میں ایک طرف حدیث کا خصوصی اہتمام تھا تو دوسری طرف معقولات کو بھی مناسب جگہ دی گئی تھی۔ ترجمتین سے آغاز ہوتا اور پانچویں سال میں جلالین اور بیضاوی (سورہ بقرہ) کا درس ہو جاتا۔ پہلے چار سال میں سارے قرآن کا ترجمہ مع مختصر تفسیر کے نظر نواز ہو جاتا، لیکن سارے قرآن کی مفصل تفسیر کا نہ ہونا کھٹکتا تھا۔ عربی ادب میں حماسہ، متنبی اور سبعہ معلقات پر زور رہا۔ میرے خیال میں مقاماتِ حریری نہ صرف عربی ذوق کو خراب کرتی ہے، بلکہ بھیک مانگنے کی بھی ستایش کرتی ہے۔ اسی طرح ''نفحة اليمن'' میں ایسے واقعات بیان کیے گئے ہیں، جو اخلاقیات کے منافی ہیں۔ تاریخِ اسلام بہت مختصر، جغرافیہ سرے سے ندارد۔ اخلاقی تربیت کا خاص خیال رکھا جاتا....''[1]

مولانا موصوف کے اس تبصرے میں بڑا اجمال اور غموض ہے، بالخصوص ابتدائی سطروں میں۔ چنانچہ آپ کا یہ فرمانا کہ ''پانچویں سال میں جلالین اور بیضاوی کا درس ہو جاتا'' امرِ واقعہ کے خلاف ہے، کیوں کہ جو نصاب ہمارے سامنے ہے، اس میں تفسیر جلالین جماعتِ خامسہ میں ہے اور تفسیر بیضاوی جماعتِ سابعہ میں ہے۔

اسی طرح آپ کا یہ بیان کہ ''پہلے چار سال میں سارے قرآن کا ترجمہ مع

[1] مولانا عبدالغفار حسن، حیات و خدمات (ص: ۴۳۔۴۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختصر تفسیر کے نظر نواز ہو جاتا۔'' نصابی تفصیل سے میل نہیں کھاتا، کیوں کہ نصاب میں ترجمہ قرآن مجید سے متعلق جو کچھ مرقوم ہے، وہ اس طرح ہے:

جماعت اولیٰ:	پارہ ۲۹-۳۰	۲/ پارے
جماعت ثانیہ:	پارہ ۲۴ تا ۲۸	۵/ پارے
جماعت ثالثہ:	پارہ ۱۶ تا ۲۳	۸/ پارے
		کل ۱۵/ پارے

جماعت رابعہ ترجمہ وتفسیر سے خالی ہے، ایسے ہی جماعت سادسہ و جماعت ثامنہ بھی۔ البتہ قرآن کے آخر کے پندرہ پارے کا ترجمہ ومختصر تفسیر اور شروع کے پندرہ پارے کا درس تفسیر جلالین سے پورے قرآن کا احاطہ ضرور کرتا ہے، پھر تفسیر بیضاوی سے پہلے پارے کو داخل درس کر کے تفصیلی تفسیر کا ایک نمونہ پیش کر دیا گیا ہے۔ اس جگہ بھی مولانا کے بیان کے مطابق تفسیر بیضاوی سے سورۃ البقرہ کی تفسیر داخل درس ہے، جب کہ نصاب میں پارہ اول ہی مندرج ہے۔

رحمانی صاحب کا جغرافیہ سے متعلق استدراک بھی محل نظر معلوم ہو رہا ہے، کیوں کہ نصاب میں اختیاری کتب میں جغرافیہ کی دو کتابیں دیکھنے کو مل رہی ہیں:

① جغرافیہ ہندوستان ② جغرافیہ ایشیا۔

نصاب میں ایک چیز جو زیادہ کھٹک رہی ہے، وہ یہ کہ پورے نصاب میں اصولِ حدیث کی صرف ایک کتاب شرح نخبہ پر اکتفا کیا گیا ہے، اس سے اس فن کے ساتھ ناانصافی کا احساس ہو رہا ہے۔ منطق و فلسفہ کی کتابیں تعداد میں زیادہ نظر آ رہی ہیں۔ اس تعلق سے یہ واضح رہے کہ اس دور میں، جس درس نظامی کا چلن تھا، اس میں ان دونوں فنون پر کافی زور دیا جاتا تھا اور ان سے متعلق کتابوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی، جو اس نصاب میں نظر آ رہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 9

تقریر و تحریر کی مشق

دار الحدیث رحمانیہ میں دیگر مدارسِ عربیہ کی طرح طلبا کی ایک انجمن تھی، جس کا نام ”جمعية الخطابة“ تھا۔ ابتداءً مدرسے میں تین انجمنیں الگ الگ ناموں سے الگ الگ زبان کے طلبا کے لیے تھیں:

① تہذیب الکلام، اردو خطابت کے لیے۔

② اصلاح اللسان: بنگالی زبان والوں کے لیے۔

③ تہذیب البیان: پنجابی زبان والوں کے لیے۔

بعد میں (۱۹۳۱ء کے آس پاس) علاقائی ولسانی تعصب سے بچنے کے لیے صرف ایک انجمن ”تہذیب الکلام“ باقی رکھی گئی، اسی کا نام بعد میں بدل کر ”جمعية الخطابة“ مقرر ہوا۔ مولانا عبد الغفار حسن رحمانی کا بیان ہے کہ میں نے اپنے وقت میں کم عمر طلبا کے لیے تہذیب الاخلاق (یا تہذیب الاطفال) کے نام سے الگ انجمن بھی بنائی تھی۔

دار الحدیث رحمانیہ کی طرف سے شائع ہونے والے رسالہ محدث کے ایک شمارے میں ”جمعية الخطابة“ کا تعارف کراتے ہوئے مولانا نذیر احمد صاحب رحمانی لکھتے ہیں:

”اس مدرسے کے طلبا کو کتابی لیاقت و استعداد کے ساتھ عملی میدان میں کام کرنے کے لائق بھی بنایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے مدرسے میں ایک انجمن ”جمعية الخطابة“ کے نام سے قائم ہے۔ ہر جمعرات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو دو پہر سے مدرسے میں تعلیم بند ہو جاتی ہے اور بجائے اس کے لڑکے تقریروں اور مناظرے کی مشق کرتے ہیں۔ اساتذہ اس کے نگراں ہوتے ہیں۔ پانچ روز پہلے ایک پروگرام شائع کر دیا جاتا ہے، جس میں عربی اور اردو عنوانات مقرر کر دیے جاتے ہیں اور پھر ہر طالب علم اپنے محولہ مضمون پر تیار ہو کر آتا ہے۔ کبھی کبھی برجستہ عنوانات پر بھی تقریریں کرائی جاتی ہیں۔ ان ہفتہ واری اجلاسوں میں جو بہترین تقریر کرتا ہے، اس کو مدرسے کی طرف سے نہایت حوصلہ افزا انعامات دیے جاتے ہیں، خصوصاً عربی زبان کا زیادہ لحاظ کیا جاتا ہے...."[1]

واضح رہے کہ اس انجمن کے عہدے داران کا انتخاب طلباے مدرسہ خود کرتے تھے۔ مولانا نذیر احمد صاحب فرماتے ہیں:

"اس انجمن کے صدر اساتذہ ہوتے ہیں، لیکن دوسرے عہدے دار مثلاً ناظم و منصرم وغیرہ خود طلبا میں سے ہوتے ہیں، جن کو وہ خود ووٹ کے ذریعے منتخب کرتے ہیں۔ باقاعدہ الیکشن (انتخابی مقابلہ) ہوتا ہے، اس میں جس کے ووٹ زیادہ آتے ہیں، وہی منتخب ہوتا ہے...."[2]

تعلیمی مراحل کے اعتبار سے انجمن "جمعية الخطابة" کو دو شعبوں میں تقسیم کیا گیا تھا، پہلے شعبے میں جماعتِ اولیٰ سے رابعہ تک کے طلبا اردو میں تقریری مشق کرتے تھے، دوسرا شعبہ خامسہ سے ثامنہ (فراغت) تک کے طلبا کے لیے تھا، جس میں صرف عربی زبان میں تقریر ہوتی تھی۔ مولانا عبد الغفار حسن رحمہ اللہ کے بیان کے مطابق انجمن کا اجلاس ہر ماہ ایک بار اردو میں اور ایک بار عربی میں منعقد ہوتا۔

---

[1] رسالہ "محدث" دہلی (نومبر ۱۹۳۸ء، ص: ۲۵۔ ۲۶)

[2] رسالہ "محدث" دہلی (جنوری ۱۹۴۰ء، ص: ۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ۱۹۳۳ء میں فراغت حاصل کر چکے تھے، غالباً بعد میں یہ اجلاس ہفتہ واری ہونے لگا، کیوں کہ ایک سوال کے جواب میں والد محترم مولانا محمد صاحب اعظمی حفظہ اللہ (جو ۴۷-۱۹۴۶ء میں وہاں متعلم تھے) نے ہفتہ وار اجلاس ہی کا ذکر کیا ہے۔

مولانا عبدالغفار حسن رحمانی فرماتے ہیں:

''ہمیں عربی زبان کا بڑا شوق تھا۔ طلبا زیادہ ہونے کی وجہ سے ہماری باری بڑی مشکل سے آتی تھی۔ ہم چار ساتھیوں نے مل کر "جمعية اللغة العربية" کے نام سے ایک تنظیم بنائی۔ طلبا اور اساتذہ جمعے کی نماز کے بعد سیر کو نکل جاتے تو ہم مسجد میں اپنا اجلاس کرتے۔ ایک صدر بن جاتا اور دوسرا سیکرٹری، تیسرا مقرر ہوتا اور چوتھا سامع ہو جاتا، ان مشقوں نے بعد میں بہت فائدہ دیا۔''[1]

ایک دوسری تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا عبدالحکیم قصوری، اس خصوصی جمعیت کے صدر، مولانا عبدالغفار سیکرٹری، بنگال کے لقمان اور انیس الرحمٰن اور عمرآباد کے عبدالواحد مدراسی مقرر اور سامع ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ اسی پرائیویٹ مشق کے دوران میں عربی زبان میں ایک مناظرہ ہوا تو اچھا خاصا مجمع اکٹھا ہو گیا۔[2]

مولانا عبدالغفار حسن رحمانی فرماتے ہیں:

''عربی کی یہ مشق مدینہ منورہ کی تدریس کے وقت خوب کام آئی (عربی بول چال کی مشق و ممارست کا ایک اور انداز ذکر کرتے ہوئے مزید فرمایا) درسِ حدیث کے دوران میں ہر طالب علم کی خواہش ہوتی کہ وہ حدیث کی تلاوت کرے، چناں چہ باری مقرر کی گئی۔ ہفتے کے دن قراءت میرے سپرد تھی اور باقی چھے ساتھی دوسرے دنوں میں۔ ہم نے آپس میں عربی زبان میں گفتگو کرنے کا التزام رکھا تھا اور اگر کوئی اردو میں

[1] مولانا عبدالغفار حسن: حیات و خدمات، ص: ۴۳۱-۴۳۲

[2] مولانا عبدالغفار حسن، حیات و خدمات (ص: ۶۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کر لیتا تو حدیث پڑھنے کی اس کی باری جاتی رہتی۔[1]

''انجمن کی ایک لائبریری بھی تھی، سیکرٹریِ انجمن ہفتہ وار اجلاس کا لائحہ عمل اس طرح تیار کرتا تھا کہ ہر مقرر کے عنوان تقریر کے ساتھ اس کے مصدر (کتاب یا رسالہ) کی نشان دہی بھی ہوتی تھی۔ ہر ہفتہ وار اجلاس میں اول اور دوم پوزیشن والے کو دو اور ایک روپیہ انعام مقرر تھا۔

''کبھی بعض مناسبات سے انجمن کا خصوصی اجلاس بھی ہوتا تھا، مثلاً عید الاضحیٰ اور عاشوراء، وغیرہ۔ سالانہ اختتامی انجمن امتحان سالانہ سے پہلے ہونے کے بجائے نتائجِ امتحان سنائے جانے کے بعد ممتحن کی زیر صدارت ہوا کرتی تھی اور وہی پوزیشن حاصل کرنے والے مقرر کا فیصلہ کرتے تھے۔''[2]

تقریری فن میں طلبا کی تمرین و تربیت کے لیے مدرسین کے علاوہ بعض دوسرے نامور علما و خطبا کی بھی خدمات حاصل کی جاتی تھیں۔ ''شیخ عطاء الرحمٰن نے مولانا محمد صاحب جوناگڑھی رحمہ اللہ سے (جن کا مکان اس وقت دہلی میں رحمانیہ کے قریب ہی تھا) درخواست کی کہ وہ طلباے رحمانیہ کو خطابت کا سلیقہ سکھانے کے لیے کچھ وقت دیا کریں، چنانچہ وہ جمعرات کو ایک گھنٹے کے لیے مدرسہ رحمانیہ کی مسجد میں تشریف لاتے اور اسلوبِ خطابت سکھانے کے لیے اہم عنوانات پر تقریر فرماتے۔[3]

جیسا کہ اوپر مذکور ہوا انجمن کا سالانہ اجلاس مدرسے کے سالانہ اجلاس کے ساتھ ہوتا تھا، جس میں طلبا کی دستار بندی ہوتی اور اسناد تقسیم کی جاتیں، اس موقع پر طلبا کے مابین اردو عربی میں مسابقاتی تقریریں ہوتیں اور انھیں انعام سے نوازا جاتا، اس موقع پر دہلی اور قرب و جوار کے بڑے بڑے علما اور عمائدین مدعو ہوا کرتے تھے، جن میں ڈاکٹر ذاکر حسین (سابق صدر جمہوریہ ہند) خواجہ عبدالحی فاروقی (جامعہ ملیہ

---

[1] مولانا عبدالغفار حسن، حیات و خدمات (ص: ۶۸)

[2] ماہنامہ ''محدث'' بنارس (ستمبر، اکتوبر ۲۰۰۸، ص: ۶۵)

[3] مولانا عبدالغفار حسن، حیات و خدمات (ص: ۹۹۔۱۰۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامیہ) مولانا عبدالعزیز میمن (علی گڑھ) مولانا محمد اسلم جیراج پوری (انکارِ حدیث کے ارتکاب سے قبل) مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی، مولانا محمد صاحب جوناگڑھی وغیرہ شامل ہیں، ان میں بعض علما کی تقریریں بھی ہوتی تھیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ طلبا کی انجمن کی طرف سے سالانہ اجلاس کے لیے شائع ہونے والے ایک اشتہار کی عبارت یہاں نقل کر دی جائے۔ یہ اشتہار ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹۳۲ء کا ہے۔[1]

مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ میں انجمن تہذیب الکلام

کا شاندار سالانہ جلسہ

"مدرسہ مذکورہ کے طلبا کی اس انجمن کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۳/ رجب ۱۳۵۱ھ بعد نمازِ عشا ساڑھے آٹھ بجے منعقد ہوگا، جس میں مدرسہ مذکورہ کے قابل طلبا کی دل پذیر موثر تقریروں کے علاوہ فاضلِ اجل عالم باعمل مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی اور علامہ شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ صاحب اور مولانا محمد صاحب ایڈیٹر اخبارِ محمدی نیز دیگر علماے کرام بصیرت افروز، روح پرور تقاریر فرمائیں گے۔

امید ہے کہ اہلِ دل حضرات وقت مقررہ پر مدرسہ مذکورہ واقع باڑہ ہندو راؤ میں تشریف لے آئیں گے اور شرکتِ جلسہ سے اپنی آنکھوں کو پرنور اور اپنے دل کو مسرور کریں گے۔

عبدالغفار حسن رحمانی

ناظم انجمن تہذیب الکلام مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی"

[1] مولانا عبدالغفار حسن، حیات و خدمات (ص: ۵۶۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدرسے کا معاینہ کرنے والی شخصیتیں طلبا کی تقریری و دعوتی صلاحیتوں کا کھل کر اعتراف کرتی تھیں اور انھیں دل سے دعائیں دیتی تھیں۔ مولانا عبد القادر قصوری ۱۷ رمحرم ۱۳۴۴ھ کو رحمانیہ میں تشریف لائے، آپ نے اپنے تاثرات میں لکھا:

"...طلبا نے میرے سامنے تقاریر کیں اور ادیان غیر اسلامی کے مقابلے میں دینِ اسلام کی صداقت کو عقلاً و نقلاً ثابت کیا۔ یقیناً طلبا میں ملکہ تحریر و تقریر و تبلیغ کی مدد کرنے کی سعی نہایت قابلِ تحسین تھی۔"[1]

شیخ عبد العزیز میمنی نے ۶ رجب ۱۳۵۱ھ۔۱۹۳۲ء کو جب پہلی بار مدرسے کا دورہ کیا تو خطبہ استقبالیہ کے جواب میں خطاب کرتے ہوئے کہا:

"میں نے مدرسہ رحمانیہ جب سے قائم ہوا ہے، اس کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا، لیکن مصروفیات کی وجہ سے اس کی زیارت نہ کرسکا اور آج اپنے مخلص دوست پروفیسر ڈاکٹر محمد کے بلانے پر یہاں حاضر ہوا ہوں۔ یہاں کے اساتذہ اور طلبا کی محفل میں بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے، ان کی اردو، عربی، پنجابی اور بنگالی زبانوں میں فی البدیہ تقریریں سننے کا موقع ملا ہے۔ آج مجھے بے اختیار ابوالطیب المتنبی کا ایک شعر یاد آ گیا ہے:

تجمع فیه کل لسن وأمة
فما تفهم الحداث إلا التراجم

ان میں ہر زبان اور ہر قوم کے لوگ جمع ہیں، مترجمین کے بغیر ان کی گفتگو نہیں سمجھی جا سکتی...."[2]

---

[1] مولانا عبد الغفار حسن، حیات و خدمات (ص: ۹۳)

[2] مجلّہ "صراطِ مستقیم" برمنگھم (جنوری ۱۹۹۹ء، ص: ۲۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخبارِ محمدی میں شائع درج ذیل دو خبریں بھی دار الحدیث کے طلبا کی تقریری صلاحیتوں کا پتا دیتی ہیں:

① ''مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ کا جلسہ'':

''بتاریخ ۳/ ماہ رواں (اگست ۱۹۳۹ء) کو مدرسے کی ''جمعیة الخطابة'' کے سالِ رواں کے ختم پر حسبِ معمول ایک نہایت شان دار جلسہ زیرِ صدارت خطیبِ ہند حضرت مولانا مولوی محمد صاحب (مدرس مدرسہ محمدیہ ایڈیٹر اخبار ہذا) منعقد ہوا۔ صبح سے شام تک یہ جلسہ ہوتا رہا۔ شہری لوگ اور علمائے کرام نے بھی اس میں شرکت فرمائی۔ طلبائے مدرسہ کی اردو عربی تقریریں ہوئیں، ان طلبا کی بنائی ہوئی نظمیں سنائی گئیں۔ ہر ایک تقریر اپنے اپنے عنوان پر نہایت مدلل اور شگفتہ تھی۔ اس لیے جناب صدر صاحب نے ہر ایک کو اچھے نمبر دیے اور اس بنا پر تمام مقررین کو فیاض دل ناظم صاحب نے نقد انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ حضرت المکرّم مولانا عبداللہ الشریف مکی مصنف تاریخ حیدر آباد و ہند بھی اس تقریب میں شامل تھے۔ آپ نے اپنے جذبات کا اور اپنی خوشی و مسرت کا نہایت اہم الفاظ میں اظہار فرمایا۔ خصوصاً طلبا کی عربی تقریروں پر بہت ہی مسرور ہوئے۔''[1]

② ''مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ کا دسواں سالانہ جلسہ'':

''۱۵۔ ۱۶/ شعبان کو یہ جلسہ ہوا، جس میں مولانا حافظ عبداللہ صاحب امرتسری، مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری، مولانا ابو القاسم صاحب بنارسی، مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی، مولانا محمد صاحب دہلوی، ایڈیٹر اخبار ہذا،

[1] پندرہ روزہ ''اخبارِ محمدی'' دہلی (۱۵/ اگست ۱۹۳۹ء، ص: ۱۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا احمد اللہ صاحب (مدرس مدرسہ رحمانیہ دہلی)، مولانا عبید اللہ صاحب مبارک پوری، شمس الدین صاحب (سابق پنڈت) اور مدرسے کے فاضل طلبا وغیرہ کی تقریریں ہوئیں... ۱۶ر شعبان اتوار کو بعد از عصر نتیجہ امتحان سنایا گیا... مدرسے کی مطبوعہ رپورٹ جناب حاجی عبد الستار صاحب خلف الرشید جناب خاں صاحب شیخ حاجی عبد الرحمٰن صاحب نے پڑھ کر سنائی اور تقسیم کی گئی...''[1]

مناظرے کی مشق:

تقریری مشق کے علاوہ طلبا مناظرے کی تربیت بھی مدرسے میں حاصل کرتے تھے اور پورے شوق اور دلچسپی سے اس میں حصہ لیتے تھے۔ بعض مناظروں کی روداد مولانا عبد الغفار حسن رحمہ اللہ کی زبانی سنیں:

''اس وقت تقریری مقابلے بھی ہوتے تھے اور مناظرے بھی۔ ایک مرتبہ تناسخ پر مناظرہ ہوا تو ہمارے مخالف گروپ والوں نے انکار کر دیا کہ آپ ہمیں مسلمان ہی رہنے دیں اور ہم کو اُن کے مخالف نہ بنائیں، اسی طرح مناظرہ ہوا تو میں نے عیسائیوں کی طرف سے بولنا تھا۔ عیسائیوں کو جب پتا چلا کہ یہ ہماری طرف سے بولیں گے تو انھوں نے ہمیں اپنے کتب خانوں سے خود کتابیں لا کر دیں۔ میرے ساتھ مولانا عبد العزیز مدراس والے تھے، جب کہ میرے مقابلے میں مولانا حاکم علی کراچی والے تھے۔ میں نے اپنے مخالف گروپ کو شروع میں کہا کہ سونے کو سونا ثابت کرنا مشکل نہیں ہے۔ اصل چیز تو تانبے کو سونا ثابت کرنا ہے۔ اسلام تو سچا دین ہے، اس کو ثابت کرنا مشکل نہیں ہے، اصل بات

[1] پندرہ روزہ ''اخبارِ محمدی'' دہلی (۱۵ر جنوری ۱۹۳۲ء، ص: ۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائیت کو ثابت کرنا ہے جو مشکل کام ہے۔''[1]

ایک جگہ لکھتے ہیں:

''ایک دوسرا مناظرہ تناسخ کے موضوع پر تھا، جس میں مَیں نے آریہ سماجیوں کے موقف کا دفاع کیا۔ میرے مقابل میرے ایک ساتھی عبدالغفور مدراسی تھے، جو ناراض ہو کر مجھے میدان میں اکیلا چھوڑ گئے۔

''ایک موضوع بابت ذبیح تھا۔ میں نے ثابت کیا کہ وہ اسحاق علیہ السلام تھے، حیاتِ مسیح کے موضوع پر مولانا عبدالسلام بستوی نے مناظرے میں حصہ لیا۔ ایک دفعہ مولانا محمد سورتی کی صدارت میں ''الأئمة من قريش'' کے موضوع پر مناظرہ ہوا۔ اسلم جیراج پوری ثالث تھے، انھوں نے فیصلہ دیا کہ موضوع کی مخالفت میں بولنے والوں کے دلائل زیادہ قوی ہیں، یعنی امامت کے لیے قریشی کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ یہ بات جب مولانا عبدالوہاب ملتانی تک پہنچی تو بہت خوش ہوئے اور کہا کہ ''جاء الحق وزهق الباطل'' ہمارا دعویٰ رحمانیہ میں ثابت ہو گیا۔ دوسرے موضوعات، جو مجھے یاد ہیں، مسئلہ خلق قرآن اور حجیت حدیث پر تھے۔ مناظرے کی صدارت کوئی استاذ کیا کرتے تھے۔ مولانا عبیداللہ مبارک پوری یا مولانا نذیر احمد۔ اگر استاذ موجود نہ ہوتے تو اونچی جماعت کے طلبا میں سے کسی کو صدر بنا دیا جاتا۔

''میں چھٹے سال میں تھا، جب کلکتے کی جمعیت تبلیغ نے تین طلبا کو تقریر کے لیے مدعو کیا۔ میرے ساتھ عبدالرؤف جھنڈانگری اور عبداللطیف پنجابی بھی تھے۔ میری تقریر ''حقوقِ نسواں'' کے بارے میں تھی۔''[2]

---

[1] مولانا عبدالغفار حسن، حیات و خدمات (ص: ۴۳۲)

[2] مولانا عبدالغفار حسن، حیات و خدمات (ص: ۷۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 10

امتحانات

ادارے میں دیگر انتظامات کی طرح امتحانات کا معاملہ بھی بڑا منظم اور چست تھا، چاہے وہ داخلہ امتحان ہو یا پڑھائی گئی کتابوں کے عام امتحانات ہوں، ہر ایک میں احتیاط، امانت داری اور سختی برتی جاتی تھی۔ اس تعلق سے پہلے داخلہ امتحان کی تفصیلات درج کی جارہی ہیں، اس کے بعد عام امتحانات کے بارے میں گفتگو ہوگی۔

داخلہ امتحان:

دیگر تعلیمی اداروں کی طرح رحمانیہ میں داخلے کے خواہش مند طلبا کا بھی امتحان ہوا کرتا تھا۔ امتحان سے قبل طالب علم کو مدرسے کی جانب سے مہیا کیا جانے والا فارم پر کرنا ہوتا تھا، جیسا کہ مدرسے کے اصول وقواعد میں ذکر ہو چکا ہے۔[1]

داخلہ امتحان تقریری ہوتا تھا اور مدرسے کے نصاب میں شامل کتابوں سے امیدوار طلبا سے مطلوبہ جماعت کے اعتبار سے سوالات کیے جاتے تھے۔ مشرقی یوپی کے طلبا کو یہ سہولت حاصل تھی کہ شوال میں نیا تعلیمی سال شروع ہونے سے قبل (اواخر شعبان، رمضان، اوائل شوال میں) مولانا نذیر احمد صاحب املوی کے گھر پر داخلہ امتحان دے کر اپنا نتیجہ معلوم کر سکتے تھے۔ چنانچہ مولانا نوشہروی رحمہ اللہ مولانا نذیر احمد املوی کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

---

[1] اسی کتاب کا صفحہ (۷۵) دیکھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''... اسی وجہ سے تو جناب میاں عطاء الرحمٰن صاحب (ممدوح الصدر) کو آپ پر یہاں تک اعتماد ہے کہ اعظم گڑھ و نواحی کے طالب علم اگر زمانۂ تعطیلاتِ سالانہ میں آپ سے داخلے کا سرٹیفکٹ حاصل کرلیں تو کافی ہے۔''[1]

رحمانیہ کے داخلہ امتحان سے گزرنے والے دو بزرگوں کے احوال و تاثرات ملاحظہ ہوں:

1. مولانا عبدالرؤف رحمانی رحمہ اللہ کے ایک تذکرہ نگار لکھتے ہیں:

''مولانا عبدالرحمٰن بہاری نے جو رحمانیہ میں استاد تھے، مقامات حریری، نورالانوار، شرح وقایہ، ترمذی، سبع معلقہ وغیرہ میں ہمارے مولانا (عبدالرؤف صاحب) کا داخلہ امتحان لیا۔ یہ چھٹی جماعت کی کتابیں تھیں۔ امتحان ہو چکا تو ممتحن صاحب نے خوش ہوکر پوچھا: داخلہ کس جماعت میں چاہتے ہو؟ کہا: ساتویں میں۔ ارشاد ہوا: ساتویں اور آٹھویں دونوں تمھارے لیے برابر ہیں...، بہرحال اپنے حسبِ منشا مولانا ساتویں ہی میں داخل ہوگئے۔''[2]

2. والد محترم مولانا محمد صاحب اعظمی حفظہ اللہ سے کیا گیا ایک سوال اور اس کا جواب ملاحظہ ہو:

''سوال: (دار الحدیث) رحمانیہ میں داخلہ امتحان کے کیا اصول و ضوابط تھے؟ آپ کا داخلہ کب اور کس طرح ہوا؟

جواب: مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی میں کوئی فارم داخلہ نہیں ہوتا تھا[3] طلبا

---

[1] تراجم علمائے حدیث ہند، ص: ۴۱۲

[2] ماہنامہ ''السراج'' جھنڈا نگر، خطیب الاسلام نمبر (ص: ۵۲۳)

[3] مدرسے کے قواعد وضوابط میں فارم داخلہ کا بیان ہوچکا ہے۔ غالباً والد صاحب موصوف کو مولانا املوی رحمہ اللہ کے دولت خانہ پر داخلہ امتحان دینے کی وجہ سے فارم نہ پر کرنا پڑا اور اس کا علم نہ ہوسکا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا داخلہ شفوی امتحان کے ذریعے ہوا کرتا تھا اور اسی امتحان میں دیگر کوائف بھی معلوم کیے جاتے تھے۔ مشرقی اتر پردیش کے امیدوار طلبا کے لیے یہ سہولت تھی کہ رمضان المبارک کی تعطیل میں ''املو مبارک پور'' (اعظم گڑھ) جاکر مولانا نذیر احمد املوی (ناظم تعلیمات رحمانیہ) کی خدمت میں امتحانِ داخلہ دیتے اور نتیجے سے آگاہ ہو جایا کرتے۔ میرا داخلہ ۱۹۴۶ء میں ہوا تھا۔ عید کی چھٹی میں مولانا املوی کے مکان پر میرا امتحان ہوا اور فیصلہ ہوا کہ جماعت رابعہ میں داخلہ میرے لیے مفید ہوگا۔''[1]

ایک اور سوال کے جواب میں آپ فرماتے ہیں:

''امتحان داخلہ سخت ہوتا تھا، اس میں کسی سفارش یا رعایت کی گنجایش نہیں ہوتی تھی، اس سے زیادہ امتحانات سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ میں مثالی سختی رہتی تھی، اس لیے وہی طلبا تعلیمی سلسلہ جاری رکھ پاتے جو محنتی اور علمی پختگی کے شوقین ہوتے تھے۔''[2]

واضح رہے کہ صرف داخلہ امتحان میں کامیابی مدرسے میں طالب علم کے مستقبل کی ضمانت نہ ہوتی تھی، کیوں کہ مدرسے کے اصول وقواعد میں یہ بات گزر چکی ہے کہ ''ہر مدرس کا فرض ہوگا کہ جدید طلبا کے داخلے کے ایک ماہ بعد اس کی لیاقت کا اندازہ کرتے ہوئے ناظم کو رپورٹ کرے کہ وہ جس جماعت میں داخل ہے، اس کی صلاحیت رکھتا ہے یا نہیں۔''

دیگر امتحانات:

رحمانیہ میں سال میں تین امتحان ہوا کرتے تھے: سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ۔

[1] ماہنامہ ''محدث'' بنارس (ستمبر، اکتوبر ۲۰۰۸ء، ص: ۶۳)

[2] ماہنامہ ''محدث'' بنارس (ستمبر، اکتوبر ۲۰۰۸ء، ص: ۶۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سہ ماہی اور شش ماہی مدرسے میں پڑھانے والے مدرسین کتابیں بدل کر خود لیتے تھے، مگر سالانہ امتحان خاص اہتمام سے ہوتا۔ اس امتحان کے سلسلے میں مدرسے کا یہ ضابطہ طے تھا کہ مدرسین مدرسہ نہ تو اس کے سوالات تیار کریں گے اور نہ امتحان کی نگرانی اور امتحانی کاپیوں کی جانچ کریں گے، بلکہ ان تمام کاموں کے لیے کسی ایسے فرد یا افراد کی خدمت لی جائے گی، جس کا مدرسے سے تعلق نہ ہو، تاکہ امتحان کی شفافیت برقرار رہے۔ اس نظام کے اثرات اساتذہ کی تدریس پر اور طلبا کی پڑھائی اور تیاری پر لازماً پڑتے ہیں، جیسا کہ اہلِ تجربہ سے مخفی نہ ہوگا۔

سہ ماہی اور شش ماہی امتحان مدرسے کے اساتذہ لیتے تھے، البتہ کتابوں کا اساتذہ کے درمیان تبادلہ ہوتا تھا، یعنی ایک مدرس کی پڑھائی ہوئی کتاب کا پرچہ دوسرا مدرس بناتا تھا۔

ہر امتحان سے قبل طلبا کو ایک ہفتہ تیاری کا موقع دیا جاتا تھا۔ روزانہ تین امتحان ہوتے تھے، اس طرح تین یوم میں امتحان مکمل ہو جاتے۔ سارے امتحانات تحریری ہوتے تھے۔ عموماً سہ ماہی کے بعد ایک دن اور شش ماہی کے بعد دو دن مدرسے میں تعطیل رہتی، ہر مرتبہ اپنی جماعت میں اول آنے والوں کو دو دو روپے انعام دیے جاتے، کبھی کبھی اس میں اضافہ بھی کر دیا جاتا تھا۔

سہ ماہی اور شش ماہی امتحانات کی جھلکیوں پر مشتمل درج ذیل رپورٹیں ملاحظہ ہوں:

''سہ ماہی امتحان'' کے عنوان سے ''محدث'' دہلی کے ایک شمارے میں درج ذیل خبر مندرج ہے:

''ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ مطابق فروری ۱۹۳۸ء کے آخری ہفتہ میں طلبا کو سہ ماہی امتحان کی تیاری کے لیے ایک ہفتے کی مہلت دے کر ۲ر محرم ۱۳۵۷ھ مطابق ۵ر مارچ ۱۹۳۸ء یوم شنبہ (ہفتہ) سے باقاعدہ تحریری امتحان شروع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا۔ روزانہ تقریباً تین پرچے ہو کر ۴؍محرم مطابق ۷؍ مارچ یوم دوشنبہ کو ختم ہو گیا۔ ۵؍محرم مطابق ۸؍ مارچ کو مدرسے میں تعطیل رہی۔ مدرسے کے تمام طلبا و مدرسین اپنی جسمانی راحت اور دماغی فرحت کے لیے اسی دن دہلی کے تاریخی باغ ''روشن آرا'' میں چلے گئے، جہاں آزادی کے ساتھ مختلف تفریحی کھیلوں میں لڑکے مشغول رہے۔ تقریباً گیارہ بجے کھانا کھایا، جو خاص اہتمام سے اس موقع کے لیے تیار کرایا گیا تھا۔ کھانے کے بعد مہتمم صاحب مرحوم نے (جو خود بھی ایسے موقع پر غریب اور بے وطن طالب علموں کی عزت افزائی کے لیے نہایت گرم جوشی اور محبت و شفقت کے ساتھ ہمیشہ شرکت کیا کرتے تھے) امتحان میں اپنی اپنی جماعتوں میں صرف اول آنے والوں ہی کو ان کے نتیجوں سے آگاہ کر دیا اور باقی لڑکوں کے نتائج مخفی رکھے گئے، کیوں کہ بعض ان میں ایسے بھی تھے، جو بدقسمتی سے ناکام ہو گئے تھے، اس لیے رحم دل مہتمم صاحب نے یہ گوارا نہ کیا کہ اس خوشی کے موقع پر ان کی دل شکنی کا کوئی سبب پیدا ہو جائے۔

نتیجہ مجموعی حیثیت سے بحمد اللہ بہت اچھا رہا۔ جماعت میں اول آنے والوں کو دو دو روپے نقد انعام دیے گئے، جن کی مجموعی تعداد اٹھارہ روپے ہے۔''[1]

محدث کے ایک دوسرے شمارے میں ''شش ماہی امتحان'' کی بعض تفصیلات یوں مذکور ہیں:

''...۶؍ ربیع الآخر ۵۷ھ سے ۱۲؍ تک امتحان کی تیاری کے لیے مدرسے میں تعطیل رہی اور ۱۳؍ سے باقاعدہ تحریری امتحان شروع ہوا۔ تین روز

---

[1] رسالہ ''محدث'' دہلی (نومبر ۱۹۳۸ء، ص: ۱۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امتحان ہوتا رہا اور پھر ۱۶/ اور ۱۷/ کو طلبا نے آرام کیا اور ۱۸/ کو عالی جناب مہتمم صاحب نے خود ہی سب کو نتیجہ سنا دیا...

آپ نے ایک حوصلہ افزا جدت یہ بھی کی کہ اب کی مرتبہ آٹھویں جماعت میں اول آنے والوں کو اور جماعتوں کے اعتبار سے انعام میں ممتاز رکھا۔ چنانچہ سب کو پانچ پانچ روپے دیے اور اس کو دس مرحمت فرمائے۔ اس طرح پورے پچاس روپے اس شش ماہی امتحان کے موقع پر انعامات میں تقسیم ہوگئے۔ فجزاه الله أحسن الجزاء، ويوفقه لما يحبه ويرضاه''[1]

رسالہ ''محدث'' کے جنوری ۱۹۴۷ء کے شمارے میں ''سہ ماہی امتحان'' کی سرخی سے یہ خبر شائع ہوئی ہے:

''ہم آپ کو تعلیمی سال کے شروع میں یہ اطلاع دے چکے ہیں کہ اس سال سے دار الحدیث رحمانیہ دہلی کا ۲۷/ واں سال شروع ہو رہا ہے، الحمد للہ کہ سال کی ایک منزل ختم ہوگئی، یعنی ۵/ محرم ۱۳۶۶ھ بروز ہفتہ سے اس کا سہ ماہی امتحان شروع ہو کر ۷/ کو بخیر و خوبی ختم ہوگیا، اس امتحان کے پرچے خود اساتذہ ہی تیار کرتے ہیں اور انھی کی نگرانی میں اس امتحان کی ساری کارروائی انجام پذیر ہوتی ہے۔ امتحان کے بعد ۸/ محرم کو اس امتحان کی تعطیل رہی اور ۹، ۱۰/ کو عاشورے کی، جس میں طلبا و مدرسین روزے سے رہے، اسی اثنا میں نتیجہ بھی مرتب ہوگیا، جو طلبا کو سنایا گیا۔ نتیجہ مجموعی حیثیت سے بفضلہٖ تعالیٰ حوصلہ افزا ہے۔ جماعت میں اول آنے والے ہر طالب علم کو جناب مہتمم صاحب ۔مدظله العالي۔ کی

[1] رسالہ ''محدث'' دہلی (نومبر ۱۹۴۸ء، ص: ۳۴۔ ۳۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف سے دو دو روپے نقد انعام دیے گئے۔ فبارك الله فيه وأحسن إليه. (مدیر)۔"[1]

رسالہ "محدث" ہی کے اپریل ۱۹۴۷ء کے شمارے میں "ششماہی امتحان" کی سرخی کے تحت درج ذیل خبر ہے:

"دار الحدیث رحمانیہ دہلی کا ششماہی امتحان بھی بحمد اللہ خیر وخوبی کے ساتھ ختم ہوگیا، حسبِ دستور طلبا کو امتحان کی تیاری کے لیے ایک ہفتہ کا موقع دیا گیا اور پھر از یکم تا ۳ ربیع الثانی ۱۳۶۶ھ امتحان ہوتا رہا۔ امتحان کے بعد دو روز مدرسے میں تعطیل رہی، نتیجہ بحمد اللہ اچھا ہے، جماعت میں اول آنے والے ہر طالب علم کو مہتمم صاحب کی طرف سے دو دو روپے نقد بطور انعام دیے گئے۔ (مینجر)۔"[2]

امتحان کی شفافیت اور معتبریت برقرار رکھنے کے لیے خوش قسمتی سے مدرسے کو حسبِ طلب مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کی شکل میں ایک باصلاحیت، اصول پسند اور سخت گیر ممتحن کی خدمات حاصل ہوگئی تھیں۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی مولانا حافظ عبداللہ روپڑی کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

"۱۹۱۷ء[3] میں دہلی میں مدرسہ رحمانیہ جاری ہوا، اس کے اربابِ اہتمام نے حافظ (عبداللہ روپڑی) صاحب کو دہلی آنے اور مدرسے میں خدمتِ تدریس انجام دینے پر اصرار کیا، مگر حافظ صاحب وہاں جانے پر آمادہ نہیں ہوئے، اس لیے کہ روپڑ اور اس کے قرب و جوار کے لوگ ان سے اتنے

---

[1] رسالہ "محدث" دہلی (جنوری ۱۹۴۷ء، ص: ۱۱)

[2] رسالہ "محدث" دہلی (اپریل ۱۹۴۷ء جمادی الاولی ۱۳۶۶ھ، ص: ۲۳)

[3] یہ سہو ہے۔ دار الحدیث رحمانیہ ۱۹۲۱ء = ۱۳۳۹ھ میں جاری ہوا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متاثر تھے کہ کسی قیمت پر انھیں روپڑ سے نقل مکانی نہیں کرنے دیتے تھے۔ خود حافظ صاحب بھی ان لوگوں کے مخلصانہ جذبات کی قدر کرتے تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ کسی شکل میں ان کی دل شکنی ہو۔ مدرسہ رحمانیہ میں وہ مستقل طور سے جانے پر تیار نہ ہوئے تو انتظامیہ نے ان سے مدرسے کے سالانہ ممتحن مقرر ہونے کی درخواست کی۔ یہ درخواست حافظ صاحب نے منظور فرمائی اور ۱۹۱۷ء[1] سے ۱۹۴۷ء تک تیس سال مدرسہ رحمانیہ کے طلبا کا سالانہ امتحان لیتے رہے، اس اثنا میں انھوں نے ہزاروں طلبا کو اپنے دست مبارک سے اسنادِ فراغت عطا فرمائیں۔"[2]

مولانا عبدالغفار حسن رحمانی مدرسے کے امتحان کا پورا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں:

"شیخ (مہتمم) صاحب اپنی نگرانی میں امتحان کا انتظام کرواتے۔ دورانِ امتحان طلبا کی نگرانی کے لیے حافظ عبدالقادر روپڑی اور حافظ محمد اسماعیل روپڑی موجود رہتے۔ نگرانی بہت سخت ہوا کرتی تھی۔ کسی مدرس کو امتحان گاہ کے قریب پھٹکنے کی اجازت نہ تھی۔ مدرسین حضرات سہ ماہی اور شش ماہی امتحانات کے پرچے مرتب کیا کرتے تھے۔ کوئی مدرس اپنی کتب کا امتحان نہیں لے سکتا تھا، بلکہ مدرسین کا آپس میں تبادلہ کیا جاتا، مثلاً مولانا عبیداللہ مبارک پوری کی زیر درس کتابوں کا امتحان مولانا عبد الرحمٰن بہاری لیتے اور ان کی مولانا عبیداللہ۔

"نئے طلبا کے داخلے کا امتحان زبانی ہوتا تھا، جو مولانا عبد الرحمٰن بہاری کے سپرد تھا۔ سالانہ امتحان کے پرچے خارجی ممتحنین تیار کرتے تھے۔

---

[1] یہ سہو ہے۔ دار الحدیث رحمانیہ ۱۹۲۱ء = ۱۳۳۹ھ میں جاری ہوا۔

[2] بزم ارجمنداں (ص: ۲۷۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکثر مولانا عبداللہ روپڑی اور ان کے برادر حافظ محمد حسین روپڑی پرچے مرتب کر کے عین امتحان کے موقع پر تشریف لاتے۔ اس ضمن میں مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری کا تذکرہ بھی آئے گا۔ امتحانی پرچے میں تین چار سوال ہوتے اور سب کے سب لازمی۔ اس کا نقصان یہ تھا کہ اگر چار میں سے تین سوالوں کا جواب نہ دے سکے تو فیل کر دیے جاتے۔ اگر طالب علم ایک پرچے میں فیل ہو، لیکن مجموعی طور پر پاس ہو تو اسے پاس کر دیا جاتا تھا۔"[1]

شارح ترمذی علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا عبدالغفار حسن لکھتے ہیں:

"...۱۹۳۰ء میں مولانا مرحوم (رحمانیہ) تشریف لائے تو ہمارا ششماہی امتحان ہونے والا تھا۔ مدرسے کے مہتمم صاحب نے ان سے گزارش کی کہ جامع ترمذی کے امتحان کے سوالات مرتب فرمائیں۔ مولانا مرحوم نے اپنے ذوق کے مطابق محدثانہ انداز میں سوالات مرتب کیے۔ مجھے ایک سوال یاد ہے کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الإقعاء سنة نبيكم" دوسری حدیث میں ہے: "نهى عن الإقعاء" دونوں روایتوں میں تطبیق کیسے ہوگی؟

عام طور پر ممتحن حضرات حدیث کے سوالات میں دوسرے علوم کے سوالات بھی شامل کر دیتے ہیں اور اس طرح پرچہ مشکل بن جاتا ہے، لیکن مولانا موصوف نے سوالات اسی علم کے دائرے تک محدود رکھے۔"[2]

---

① مولانا عبدالغفار حسن، حیات و خدمات (ص: ۴۷)

② ایضاً (ص: ۸۲۔۸۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالغفار حسن رحمانی ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

”...مولانا حافظ عبداللہ روپڑی مدرسہ رحمانیہ میں تشریف لاتے اور سالانہ امتحان بھی لیا کرتے تھے۔ امتحان لینے کا انداز بہت سخت ہوتا تھا۔ رحمانیہ میں امتحانی طریق کار یوں تھا: اساتذہ پڑھاتے اور ششماہی امتحان بھی خود ہی لیتے، لیکن اخیر سال میں جب سالانہ امتحان ہوتا تو تمام لڑکے ایک ہال میں جمع ہو جاتے۔ وہاں کچھ نگراں ہاتھ میں ڈنڈے لے کر کھڑے ہوتے۔ کسی طالب علم کو بات کرنے کی اجازت نہ ہوتی اور کسی مدرس کو امتحان ہال کے قریب نہ آنے دیتے۔ یوں اس کڑی نگرانی میں امتحان ہوتا، جو اکثر مولانا حافظ عبداللہ روپڑی اور ان کے ساتھ مولانا محمد حسین روپڑی مل کر لیتے۔“[1]

اس سلسلے میں والدِ گرامی مولانا محمد صاحب اعظمی لکھتے ہیں:

”اس مدرسے میں تین امتحانات ہوا کرتے تھے۔ سالانہ امتحان کے خاص ممتحن جامع المعقول والمنقول مولانا عبداللہ روپڑی مرحوم تھے۔ موصوف خود ہی جماعتِ ادنیٰ سے جماعتِ ثامنہ تک کے تمام سوالات مرتب کر کے چھپواتے اور اپنے دو عزیزوں کے ہمراہ تاریخِ امتحان سے ایک روز قبل مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی میں وارد ہوتے، ان کے دونوں عزیز اپنی سخت نگرانی میں امتحان کراتے۔ مولانا روپڑی ہر روز امتحان کی کاپیاں جانچتے، اساتذہ کو ممتحن، نگران اور امتحان کی ہوا بھی نہیں لگتی۔ اختتامِ امتحان کے بعد امتحان ہال میں تمام طلبا، اساتذہ اور مہتمم میاں صاحب کے درمیان مولانا روپڑی نتیجہ سناتے اور پوزیشن لانے والے

[1] ماہنامہ ”صراط مستقیم“ برمنگھم (جنوری ۱۹۹۹ء، ص: ۱۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلبا کو میاں صاحب نقد انعامات تقسیم کرتے۔

''راقم الحروف نے درس و تدریس کے سلسلے میں ہندوستان کے کئی بڑے مدارس کا چکر لگایا ہے، مگر اساتذہ و طلبا کے قیام و طعام، اصول و قوانین اور تعلیم و تعلم اور امتحان کا ایسا مستحکم اور بلند معیار کہیں نہیں دیکھا، بطورِ تحدیث نعمت یہ بات بیان کرتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ مدرسہ رحمانیہ دہلی کے اولین فضلا میں اصحابِ مئو کی اکثریت تھی، جس طرح اس کے آخری افاضل ثلاثہ میں مولانا عبدالحکیم مجاز اعظمی مئوی حفظہ اللہ سرفہرست ہیں۔''[1]

شیخ الحدیث علامہ عبیداللہ رحمانی مبارک پوری کے دار الحدیث رحمانیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے دوران کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے ان کے صاحب زادے مولانا عبدالرحمٰن صاحب فرماتے ہیں:

''(والد صاحب) ایک واقعہ بیان کرتے تھے کہ مئو ناتھ بھنجن میں بہت بڑی کانفرنس ہو رہی تھی اور دار الحدیث رحمانیہ میں میرا آخری سال تھا۔ حضرت مولانا عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ تشریف لائے تھے، وہی ممتحن تھے اور وہی پرچے جانچتے تھے، انھی کے خاندان کے بعض افراد وغیرہ نگران ہوتے تھے اور امتحان لیتے تھے اور وہیں نمبر دیتے جاتے تھے، تو امتحان ہوا، طلبا میں آپس میں منافست چلتی رہی، ابا جان کے نمبر زیادہ آئے تو لڑکوں نے شکایت کر دی کہ نقل کیا ہے، یہ کیا ہے، وہ کیا ہے، تو پھر سے امتحان ہوا دو بجے رات تک، تو جب دوبارہ امتحان ہوا تو پہلے سے زیادہ نمبر آئے، اس کے بعد ابا جان مئو تشریف لائے۔ غالباً ۱۹۲۷ء کا واقعہ

[1] ماہنامہ ''محدث'' بنارس (جنوری ۲۰۰۸ء، ص: ۱۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، آل انڈیا اہلِ حدیث کانفرنس کی سب سے بڑی کانفرنس تھی، مولانا امرتسری وغیرہ تشریف لائے تھے، وہ صرف آخری اجلاس میں شریک ہو سکے تھے، محض دوبارہ امتحان دینے کی وجہ سے، ویسے ان کی بہت خواہش اور بہت کوشش تھی کہ کانفرنس کے تمام اجلاس میں شرکت کریں، اسی لیے وہ دلی سے سیدھے مئو پہنچے تھے۔‘‘[1]

سالانہ امتحان کے بعد مدرسے کا سالانہ اختتامی اجلاس ہوا کرتا تھا، جس میں شہر کے اکابر علما و فضلا شرکت کرتے اور فارغین کی دستار بندی ہوتی اور تمام کامیاب طلبا میں انعامات تقسیم کیے جاتے، جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

[1] ماہنامہ ’’محدث‘‘ بنارس، شیخ الحدیث نمبر (جنوری، فروری ۱۹۹۷ء، ص: ۱۲۱۔۱۲۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

11 باب

کتب خانہ

مولانا نذیر احمد رحمانی مدرسے کے کتب خانے کا تعارف کراتے ہوئے محدث ۱۹۳۸ء کے ایک شمارے میں لکھتے ہیں:

''مدرسے میں ایک نہایت عظیم الشان کتب خانہ ہے، جس میں تقریباً سات ہزار سے زیادہ درسی و غیر درسی، مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتابیں موجود ہیں۔ اسی کتب خانے سے طلبا کو عاریتاً کتابیں بھی پڑھنے کے لیے مدرسے ہی سے دی جاتی ہیں، جو اختتامِ سال کے بعد واپس لے لی جاتی ہیں۔ اس میں بعض نہایت نادر اور نایاب قلمی نسخے بھی ہیں۔ بعض بعض قلمی کتابیں مہتمم صاحب مرحوم نے چار چار اور پانچ پانچ سو میں خریدی ہیں۔ حسبِ ضرورت ہر سال اس میں نئی نئی کتابوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

''طالب علموں کو زمانے کے حالات سے روشناس کرنے کے لیے مدرسے میں بہت سے عربی و اُردو، مذہبی و ملکی اخبارات و رسالے بھی آتے ہیں۔ روزانہ، سہ روزہ، ہفتہ وار، ماہانہ وسہ ماہی ہر قسم کے جرائد آتے ہیں، جن کی تعداد چالیس کے قریب پہنچتی ہے اور دوسرے اخراجات کو چھوڑ کر صرف اخبارات ورسائل کا سالانہ خرچ سوا دو سو روپے سے زائد ہے۔''[1]

جملہ انتظامات کی طرح کتب خانہ بھی مثالی اور شان دار تھا۔ مولانا محمد صاحب

[1] رسالہ ''محدث'' دہلی (نومبر ۱۹۳۸ء، ص: ۲۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جونا گڑھی لکھتے ہیں:

''عمارت کے بالائی حصے میں ایک شان دار کتب خانے کی عمارت ہے، جس میں عربی اردو کی ہزاروں کتابیں موجود ہیں۔''[1]

مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے بارے میں یہ بات گزر چکی ہے کہ دارالحدیث رحمانیہ کی تاسیس کے بعد اپنے یہاں کے اساتذہ، طلبا اور کتب خانے سمیت دار الحدیث رحمانیہ منتقل ہوگئے تھے۔[2]

حاتمِ جماعت جناب حافظ حمید اللہ صاحب دہلوی (م ۱۳۷۰ھ = ۱۹۵۰ء) نے دار الحدیث رحمانیہ کے قیام کے بعد وہاں کی لائبریری کے لیے مخطوطات اور ایسی نادر و نایاب کتابیں دیں، جن میں سے ایک ایک کتاب کی قیمت اس زمانے میں ایک ہزار تھی، اس لائبریری کا مولانا ابوالکلام آزاد نے ایک مرتبہ معاینہ کیا تو فرمایا:

'اگر یہ ذاتی لائبریری نہ ہوتی تو اپنی لائبریری کو بھی اسی میں ضم کر دیتا، کیونکہ یہاں بڑی نادر و نایاب کتب ہیں۔''[3]

جناب فاروق اعظمی صاحب تقسیمِ ہند کے وقت مدرسے کے بند ہونے کا واقعہ اور اس کی لائبریری کا انجام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''...... یہ ایسا دلدوز حادثہ تھا، جس پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے، مگر سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ لائبریری کی ہزاروں اردو، عربی اور فارسی کی نادر روزگار کتابوں کو کیوں کر بچایا جائے؟ آخر کار اس وقت جامعہ ملیہ کے شیخ الجامعہ ڈاکٹر ذاکر حسین سے رابطہ قائم کرنے کے بعد ان تمام کتابوں کو

---

① یادگار مجلہ ''اہلِ حدیث'' (ص: ۳۰۱) بحوالہ ''اخبار محمدی'' (۱۵/ جولائی ۱۹۳۸ء، ص: ۱۰)

② یادگار مجلّہ ''اہلِ حدیث'' (ص: ۳۰۰) جماعت اہلِ حدیث کی تدریسی خدمات (ص: ۲۶)

③ تراجم علماے اہلِ حدیث (ص: ۸۹) یادگار مجلّہ ''اہلِ حدیث'' (ص: ۲۵۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں منتقل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ مولانا نذیر احمد صاحب رحمانی املوی (مرحوم) اور مولانا حکیم عبید اللہ رحمانی رائے بریلوی نے دل وجگر تھام کر نمناک نگاہوں سے ان تمام کتابوں کو ٹرک میں لاد لاد کر جامعہ ملیہ پہنچایا۔ خدا کے فضل سے اسلاف کی موتی جیسی کتابیں اب بھی محفوظ ہیں..۔[1]

''مولانا آزاد رحمانی نے حضرت مولانا نذیر احمد املوی کے بارے میں لکھا ہے کہ ''مشغلہ درس وتدریس کے علاوہ اس دورانِ (۲۰/ سالہ تدریسی مدت) میں آپ کے فرائض میں رحمانیہ کے عظیم وجلیل القدر کتب خانے کی دیکھ ریکھ اوراس کی نگرانی بھی تھی۔''[2]

مزید لکھا ہے:

''مولانا (املوی) کے زمانے میں جہاں دار الحدیث رحمانیہ کے کتب خانے میں بیش قیمت علمی نوادرات اور جلیل القدر شہ پاروں کا اضافہ ہوتا رہا، وہاں رسالہ محدث نے بھی بڑی ترقی کی۔''[3]

مولانا عبد الرؤف صاحب رحمانی اپنے طالب علمی کے زمانے کے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

''اس دار الحدیث کی خصوصیات بہت ہیں... روحانی آرام اس طرح پر ہے کہ قابل اور لائق مدرسین اپنی اعلی اور عمدہ تقاریر سے طلبا کو خوش رکھتے ہیں۔ کتابیں مدرسے سے دی جاتی ہیں، اخبارات ورسائل روزانہ، ہفتہ واری دور دور سے آتے ہیں۔ مصری اخبارات ورسائل

---

① ماہنامہ ''محدث'' بنارس (اکتوبر ۱۹۸۴ء، ص: ۲۳)

② اہلِ حدیث اور سیاست، مقدمہ (ص: ۱۶)

③ اہلِ حدیث اور سیاست، مقدمہ (ص: ۱۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی برابر آتے ہیں۔"[1]

فواز عبد العزیز لکھتے ہیں:

"حضرت الشیخ (شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ رحمانی رحمہ اللہ) کو متعدد بار فرماتے ہوئے سنا کہ "دار الحدیث رحمانیہ کا کتب خانہ عظیم ذخیرے پر مشتمل تھا۔ ہر سال مہتمم مدرسہ شیخ عطاء الرحمن، پھر ان کے فرزند شیخ عبدالوہاب کتابیں خرید کر مدرسے کی لائبریری کو دیتے رہتے تھے۔ مطبوعہ کتابوں کے علاوہ مخطوطات خریدنے کا بھی اہتمام کرتے تھے۔"[2]

خود شیخ الحدیث رحمہ اللہ والد محترم مولانا محمد صاحب اعظمی حفظہ اللہ کے ایک خط کے جواب میں لکھتے ہیں:

"...علامہ شوکانی کا محولہ رسالہ ان کے دیگر فتاوی و رسائل کے مجموعے میں مدرسہ رحمانیہ دہلی مرحوم کے مکتبے میں موجود تھا۔ یہ مجموعہ قلمی تھا اور دو جلدوں میں تھا۔ پورا کتب خانہ جامعہ ملیہ اوکھلا چلا گیا تھا۔ پتا نہیں محفوظ بھی ہے یا نہیں؟ مذکورہ رسالہ الگ سے طبع ہوا ہے یا نہیں؟ اس کا بھی مجھے علم نہیں...." (مرقومہ بتاریخ ۶/۳/۱۹۷۱ء)[3]

ایک استفتا کے عربی جواب کے ضمن میں شیخ الحدیث رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"... والعلامة الشوكاني في رسالته القديمة المسماة بالصوارم الحداد القاطعة لأعناق مقالات أرباب الإلحاد (هذه الرسالة ملحقة في مجموعة فتاواه الخطية المسماة بالفتح الرباني الموجودة في مكتبة المدرسة الرحمانية)..."[4]

---

[1] پندرہ روزہ "اخبار محمدی" دہلی (یکم ستمبر ۱۹۳۳ء، ص: ۶)

[2] فتاوی شیخ الحدیث مبارکپوری، عرضِ مرتب (۱/ ۲۶)

[3] نقوش شیخ رحمانی (ص: ۶۳)

[4] فتاوی شیخ الحدیث مبارکپوری (۱/ ۹۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک سوال کے جواب میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

"وقال صاحب الجامع الأزهر من حديث النبي الأنور" (كتاب نادر في جزئين كبيرين على منوال الجامع الصغير للسيوطي، محفوظ في خزانة الكتب للمدرسة الرحمانية بدهلي)[1]

مدرسے کے زائرین اپنے تاثرات میں مدرسے کے کتب خانے کا بھی بسا اوقات تذکرہ کرتے تھے، چنانچہ مدینہ منورہ سے تشریف لانے والے وہاں کے قاضی القضاۃ نومبر ۱۹۳۳ء میں مدرسے کی زیارت کے موقع پر اپنے تاثرات میں لکھتے ہیں:

"وبعد! نظرنا مكتبة المدرسة متفقدين خزائنها ناظرين في كتبها، والله لقد ألفيناها مكتبة مفيدة وحاوية كل ما يحتاجه الطالب..."[2]

''ہم نے مدرسے کا کتب خانہ دیکھا، اس کے علمی خزائن اور کتابوں کا جائزہ لیا، واللہ ہم نے اس کو ایک مفید کتب خانہ پایا، جو ایسی تمام کتابوں سے معمور ہے، جن کی طلبا کو ضرورت ہوتی ہے۔''

کتب خانہ سے متعلق تمام اہتمامات و انتظامات کے ساتھ ہی اگر طلبا کو کبھی ایسی کتابوں کی ضرورت آ پڑتی، جو مدرسے میں نہ ہوتیں تو ناظم مدرسہ بنفس نفیس طلبا کو ساتھ لے کر دوسرے کتب خانوں میں جاتے اور کتابیں مستعار لاتے۔ چنانچہ مولانا عبدالغفار حسن رحمانی رحمہ اللہ رحمانیہ کے تعارف میں وہاں کی غیر درسی سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے طلبا کے مابین مناظرہ کی مشق کی تفصیل میں بیان کرتے ہیں:

''ایک مناظرہ ''کفارہ مسیح'' کے موضوع پر تھا۔ میں نے مسیحی موقف کا دفاع

---

[1] فتاوی شیخ الحدیث مبارکپوری (۱/ ۴۳۹)

[2] مولانا عبدالغفار حسن، حیات و خدمات (ص: ۱۰۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا تھا، اس لیے ایک عیسائی (احمد مسیحی) ڈھونڈ نکالا اور اس سے چند دلائل نوٹ کیے۔ شیخ عطاء الرحمٰن دریا گنج کی ایک لائبریری میں لے گئے، جہاں سے بائبل کی دو عربی جلدیں مستعار لیں....“[1]

مولانا پروفیسر عبد العزیز میمن (استاذ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) بھی مدرسے کی زیارت کے لیے تشریف لایا کرتے تھے اور مدرسے اور اس کی لائبریری سے متعلق مفید مشورے دیتے تھے، چنانچہ مولانا محمد صاحب جوناگڑھی ۱۹۳۸ء کے تعلیمی سال کے اختتامی اجلاس کی روداد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اس جلسے میں اب کی مرتبہ بحمد اللہ مولانا عبد العزیز صاحب میمن پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بھی تشریف لائے تھے، جس سے حجم بڑھ بھی گیا اور بارونق بھی ہوگیا، آپ نے عربی زبان میں نہایت فصیح و بلیغ ایک خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں ترغیب دی کہ ایک لائبریری نہایت اعلیٰ پیمانے پر قائم کرنی چاہیے اور عربی کی وہ کتابیں، جنھیں میں ممالکِ اسلامیہ کی سیاحت میں دیکھ کر آیا ہوں اور جن کا صرف ایک ایک نسخہ روئے زمین پر ہے اور جو قدیم ترین کتابیں ہیں، جو ہرن کی کھالوں پر اور اسی قسم کی چیزوں پر لکھی ہوئی ہیں جمع کر کے اس میں رکھی جائیں، ساتھ ہی حدیث کی اور نایاب کتابیں یہاں جمع کی جائیں اور جماعتِ اہلِ حدیث خدمتِ حدیث کے اس اچھوتے حصے کی طرف اپنا رخ کرے....“[2]

---

[1] مولانا عبد الغفار حسن، حیات و خدمات (ص: ۷۵)

[2] پندرہ روزہ ”اخبار محمدی“ دہلی (۱۵/ اکتوبر ۱۹۳۸ء، ص: ۱۴۔ ۱۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 12

دعوت و تبلیغ

دار الحدیث رحمانیہ میں تعلیم و تربیت کے نظام کو چست اور فعال رکھنے کی غرض سے ذمے داران نے وہاں کے اساتذہ اور طلبا پر عوامی یا دینی جلسوں میں شرکت پر پابندی عائد کر رکھی تھی، کیوں کہ اس کی وجہ سے تعلیمی نظام میں خاص طور سے بڑا خلل واقع ہوتا ہے، لیکن ذمے دارانِ مدرسہ دعوت وارشاد کی ضرورتوں اور تقاضوں سے بالکل بے خبر بھی نہ تھے۔ انھوں نے مدرسے کے اندر ہی علمی اور دعوتی پروگراموں کا مربوط اور منصوبہ بند نظام قائم کر رکھا تھا، جس سے ایک طرف دعوتی تقاضوں کی تکمیل ہوتی تھی تو ساتھ ہی ادارے کے طلبا کی خوب از خوب دعوتی تربیت بھی ہو جاتی تھی۔

چنانچہ مدرسے میں طلبا کی ہفتہ واری تقریری مشق کے علاوہ تقریباً ہر ماہ ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا کرتا تھا، جس میں متعلقینِ مدرسہ کے علاوہ باہر کے عوام و خواص بھی شرکت کرتے تھے، اس نوعیت کے جلسوں کی صدارت مدرسے کے باہر کے کسی عالم کے سپرد ہوتی تھی۔ طلبا وقت اور حالات کے تقاضوں کے مطابق پوری تیاری کے ساتھ تقریریں کرتے۔ صدر اجلاس اپنے دعوتی وصدارتی خطاب کے علاوہ طلبا کی تقریروں پر اپنے تاثرات کا اظہار فرماتے، ان کی حوصلہ افزائی کرتے اور بوقت ضرورت اصلاح بھی کرتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدرسے کے تعلیمی سال کے اختتام پر جشنِ بخاری، دستار بندی اور سالانہ تقریری مقابلوں وغیرہ کے موقع سے تو بڑے اہتمام کے ساتھ پروگراموں کا انعقاد ہوا کرتا تھا، جن میں دلی کے رؤسا، معززین اور علما وعوام کا بڑا اجتماع ہوتا تھا۔

مولانا عبدالغفار حسن رحمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''دار الحدیث رحمانیہ میں عام طور پر ہر سال سالانہ جلسہ ہوتا تھا، جس میں اکابر علمائے توحید و سنت بلائے جاتے تھے۔ ان مشاہیر میں سے مولانا ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ سرفہرست تھے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم کے چند دلچسپ سبق آموز واقعات درج ذیل ہیں:

(یہاں اختصار کے پیش نظر صرف ایک واقعے کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے)

''مدرسہ رحمانیہ میں سالانہ جلسے کے موقع پر طلبا نے درس گاہ کے ہال میں رنگ برنگی جھنڈیاں لگا دی تھیں۔ جلسے کے موقع پر جب کہ مولانا ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ صدارت فرما رہے تھے، ایک سخت قسم کے اہلِ حدیث نے سوال کیا، جس کا تعلق بہ ظاہر غربائے اہلِ حدیث سے لگتا تھا کہ جھنڈیاں لگانا کیا اسراف میں شامل نہیں ہے؟ سجاوٹ کا یہ انداز سنت کے خلاف ہے۔ مولانا ثناء اللہ مرحوم نے مسکراتے ہوئے اپنی کشمیری شال کی طرف اشارہ کیا، جس کے کنارے پر پھول بنے ہوئے تھے۔ مولانا نے کہا: کیا یہ جو شال پر پھول بنے ہوئے ہیں جائز ہیں یا ناجائز؟ جس پر وہ خاموش ہو گیا۔۔۔''[1]

رسالہ ''محدث'' میں شائع شدہ اسی نوعیت کے ایک اجلاس کی رپورٹ بھی ملاحظہ ہو:

''...اس سال بھی یہ سالانہ اجتماع مورخہ ۱۹؍ جمادی الاخری ۶۵ھ مطابق

[1] مولانا عبدالغفار حسن رحمانی، حیات و خدمات (ص: ۸۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۲/مئی ۴۶ء بروز بدھ زیر صدارت حضرت مولانا محمد یونس صاحب دہلوی اپنی خصوصی شان کے ساتھ منعقد ہوا۔ آٹھ طلبا نے عربی و اُردو میں مختلف عنوانوں پر بہترین تقریریں کیں، جن کو جناب صدر نے بہت پسند کیا اور طلبا و اساتذہ کی محنت کی داد دی... آخر میں صدر نے ایک مبسوط تقریر فرمائی، جو موقع کے لحاظ سے بہت مفید اور قیمتی تھی... اسی دن شام کو مہتمم صاحب مدظلہ العالی کی طرف سے کتبِ دینیہ خصوصاً بخاری شریف کے ختم ہونے کی خوشی میں شیرینی بھی تقسیم کی گئی۔"[1]

اس کے علاوہ مختلف مناسبتوں مثلاً عید الاضحیٰ، محرم الحرام، ربیع الاول وغیرہ کے موقع سے بھی مدرسے کے اندر جلسوں کا انعقاد ہوا کرتا تھا، جس میں عوام و خواص پوری دلچسپی سے حصہ لیتے اور استفادہ کرتے۔ ملاحظہ ہو عید الاضحیٰ کی مناسبت سے منعقد ہونے والے ایک اجلاس کی مختصر رپورٹ:

"۸/ذی الحجہ مطابق ۱۸/جنوری ۱۹۴۰ء بروز جمعرات کو "جمعية الخطابة" کا ایک شان دار خصوصی اجلاس منعقد ہوا، جس میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہما السلام کی بے نظیر قربانیوں اور ان کی زندگی کے دوسرے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی۔ مدرسے کے شعرا نے بھی خوب خوب طبع آزمائی کی اور گرمیِ محفل کا سامان بہم پہنچایا۔ حسبِ دستور اس خصوصی اجلاس کا پروگرام بھی اپنی معنوی خوبیوں کے ساتھ ظاہری آرائش و زیبائش سے بھی خوب مزین تھا۔ تقریباً ساڑھے سات بجے سے لے کر بارہ بجے تک یہ بزمِ احباب بڑی دلچسپی کے ساتھ جاری رہی۔"[2]

---

(1) رسالہ "محدث" دہلی (جولائی ۱۹۴۶ء، ص: ۲۴)

(2) رسالہ "محدث" دہلی (مارچ ۱۹۴۰ء، ص: ۲۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملک اور بیرون کی علمی شخصیتوں کی مدرسے میں آمد کے موقع پر ان کے استقبال میں مخصوص پروگراموں کا انعقاد ہوتا، جن میں طلبا اپنی تقریری و دعوتی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے، پھر مہمانوں کے نصائح اور خطابات سے مستفید ہوتے۔

اس نوعیت کے ایک پروگرام کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا عبد الغفار حسن لکھتے ہیں:

''۱۹۲۷ء میں مولانا ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ مرحوم مدرسہ رحمانیہ میں تشریف لائے اور مدرسے کے وسیع ہال (دار التذکیر) میں دینی نظامِ تعلیم پر انتہائی معلومات افزا خطاب فرمایا۔ ان کی ساری تقریر یاد نہیں ہے، چند باتیں جو دماغ میں محفوظ رہ گئیں، وہ عرض کی جاتی ہیں۔ مولانا محترم موصوف نے سب سے پہلے دینی تعلیم کی اہمیت کو بیان کیا، پھر درسِ نظامی کی تاریخ بیان کی اور اس کے محاسن و نقائص پر تبصرہ کیا۔ نقائص بیان کرتے ہوئے انھوں نے توجہ دلائی کہ اب موجودہ حالات میں منطق و فلسفے کی کتابیں غیر ضروری ہیں، ان کا پڑھنا ضیاعِ وقت ہے۔ ساتھ ہی انھوں نے عربی ادب کا جائزہ لیا اور مقاماتِ حریری پر سخت تنقید کی... مولانا موصوف کی تقریر تقریباً دو گھنٹے کی تھی اور افسوس کہ قلم بند نہ ہو سکی اور نہ اس زمانے میں ٹیپ ریکارڈ کا رواج تھا۔ اسی طرح مولانا موصوف نے عربی کی دوسری کتاب ''نفحۃ الیمن'' پر تبصرہ کیا، اس کتاب میں اخلاقی تعلیم کا درس نہیں ملتا، بلکہ طالب علم کا رجحان پستیِ اخلاق کی طرف ہو جاتا ہے...''[1]

مدرسے سے باہر کی دنیا میں دعوتی کام انجام دینے کے لیے بھی مہتمم مدرسہ

---

[1] مولانا عبد الغفار حسن، حیات و خدمات (ص: ۷۸۔۷۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ہفتہ واری چھٹی کے ایام کے لیے ایک نظام قائم کیا تھا، جس کے تحت وہ طلبا کو دہلی کے قرب و جوار میں دعوت و تبلیغ اور وعظ و ارشاد کے لیے بھیجتے رہتے تھے۔

مولانا نذیر احمد رحمانی مہتمم مدرسہ شیخ عطاء الرحمٰن کے حالات میں لکھتے ہیں:

”...اس تعلیمی سلسلے کے علاوہ مبلغین کا بھی انتظام آپ نے کیا۔ مدرسے میں ایک عرصے تک یہ سلسلہ جاری رہا کہ ہر جمعرات کو مدرسے کے کچھ طلبا دہلی کے دیہاتوں میں بھیج دیے جاتے کہ وہ جمعہ کی نماز کسی دیہات میں جا کر پڑھیں اور پھر خطبے میں یا نماز کے بعد ان کو نہایت صفائی کے ساتھ آسان الفاظ میں اسلام کی صحیح تعلیمات بتائیں۔ ان کو حکم تھا کہ کسی جگہ نہ کھانا کھائیں اور نہ کسی سے کسی اور قسم کی امداد لیں۔ ان کو مدرسے ہی سے کھانا دے دیا جاتا تھا۔ آمد و رفت کا کرایہ بھی میاں صاحب ہی دے دیتے تھے۔ اس کا دیہاتوں میں بہت اچھا اثر ہوا۔ لوگ ان طلبا کو بے غرض دیکھ کر دلچسپی سے ان کی باتیں سنتے اور توجہ کرتے۔ اب بھی سندھ جیسے پیر پرست علاقے میں ایک پرجوش باہمت نجدی عالم دورہ کر رہے ہیں اور برابر ان کو مدرسے سے امداد پہنچ رہی ہے۔ انھوں نے سندھ میں بہت اچھا کام کیا ہے۔ ایک اچھی خاصی جماعت موحدین کی پیدا کرلی ہے۔ اللہ ان کی مدد کرے اور میاں صاحب مرحوم کو اس کا ثواب پہنچاتا رہے۔ آمین۔“[1]

غالباً اسی طرح چھٹی کے ایام میں یا مدرسے کی طرف سے مخصوص اجازت پر بعض اساتذہ بھی کبھی کبھی دعوتی جلسوں میں شرکت کرلیا کرتے تھے، چنانچہ مولانا محمد امین اثری کے نام اپنے ایک مکتوب میں شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”... ناظم صاحب نور الٰہی اور حاجی عبدالرحمٰن و ماسٹر عبداللہ صاحب اور

---

[1] رسالہ ”محدث“ دہلی (نومبر ۱۹۳۸ء، ص: ۲۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ صاحب کی مخلصانہ محبت آمیز میز بانی اور نعمت پور کی پرسکون جگہ بحالی صحت کی خاطر کچھ دنوں نعمت پور میں قیام کرنے پر بار بار آمادہ کر رہی ہے۔ اللہ کرے کوئی صورت ایسی پیدا ہو جائے کہ میں نعمت پور میں کچھ دن قیام کرنے کے لیے وقت نکال سکوں۔ حاجی عبداللہ و نورِ الٰہی صاحبان کو ان کا ہدیہ اور ٹکٹ قبول نہ کرنے پر رنجیدہ خاطر نہیں ہونا چاہیے۔ ششہنیاں کے جلسے میں مولوی عبدالجلیل صاحب کرایہ و نذرانہ اور جلسہ تلسی پور میں محمد شفیع خاں پنچ کرایہ کے علاوہ اس سے زیادہ دے رہے تھے، لیکن میری طبیعت نے گوارا نہیں کیا اور اس پر میرا دل مطمئن ہے اور میں غایت درجہ اطمینان اور مسرت محسوس کر رہا ہوں اور تمنا رکھتا ہوں کہ آیندہ بھی اللہ تعالیٰ مجھے اس سے محفوظ رکھے اور ہر مولوی کو ایسا ہی کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین...'' (۷؍ رجب ۱۳۶۵ھ)

اس مکتوب کے اختتام پر مجموعہ مکاتیب رحمانی کے مرتب نے جو توضیحی نوٹ لگایا ہے، اس میں خط میں مذکور باتوں کا پس منظر یوں بیان کیا ہے:

''مولانا (امین) اثری جن دنوں نعمت پور کے مدرسے میں استاد تھے، انھی دنوں مولانا نذیر احمد املوی رحمہ اللہ اور شیخ الحدیث حاجی عبدالسلام رحمہ اللہ کی معیت میں اچانک نعمت پور پہنچے۔ مدرسے کا معاینہ کیا اور رات میں ایک دینی جلسے سے خطاب کیا۔ واپسی پر آموں کا تحفہ اور سفر اخراجات کے لیے روپیہ دیا گیا تو آپ نے اپنے اصولوں کے پیشِ نظر قبول نہیں فرمایا۔ مولانا اثری حفظہ اللہ بتاتے ہیں کہ شیخ الحدیث تاحیات اپنے اس اصول پر قائم رہے۔ نذرانہ وغیرہ لینے سے کلی اجتناب فرماتے تھے۔''[1]

---

[1] مکاتیبِ رحمانی (ص: ۳۵۔۳۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 13

نشر و اشاعت

دار الحدیث رحمانیہ میں تعلیم و تربیت اور دعوت و تبلیغ کے علاوہ نشر و اشاعت کا بھی انتظام تھا۔ اگرچہ آج کے طرز پر علانیہ الگ الگ شعبے الگ الگ ناموں سے مشتہر نہیں تھے، مگر یہ سارے کام بڑے ہی منظّم انداز سے انجام پاتے تھے۔ نشر و اشاعت کے غیر علانیہ شعبے سے ایک ماہ وار دینی رسالہ ''محدث'' کے نام سے شائع ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً دینی کتابیں بھی شائع ہوتی رہتی تھیں۔

سطورِ ذیل میں پہلے رسالہ محدث کا قدرے تفصیلی تعارف کرایا جائے گا، بعد ازاں کتابوں کی اشاعت پر روشنی ڈالی جائے گی۔

رسالہ محدث:

مدرسے کی طرف سے اس ماہ وار رسالے کی اشاعت کا آغاز محرم الحرام ۱۳۵۲ھ مطابق مئی ۱۹۳۳ء سے ہوا۔ رسالے کے اجرا کا پسِ منظر اس کے اول ایڈیٹر مولانا عبدالحلیم ناظم رحمانی کے سوانح نگار کے الفاظ میں یہ ہے:

''مولانا عبدالحلیم ناظم رحمانی ۱۹۳۲ء میں رحمانیہ میں مدرس ہوئے۔ مولانا مرحوم نے جب پہلا تدریسی سال بحسن و خوبی انجام دیا اور دوسرے سال رمضان المبارک کی تعطیل گزارنے کے بعد رحمانیہ پہنچے تو ایک رسالہ جاری کرنے کا خیال ظاہر کیا۔ شیخ الجامعہ نے بہت زیادہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور ہر طرح سے تعاون کا وعدہ کیا، چنانچہ ۱۹۳۳ء میں رسالہ ''محدث'' شائع ہوا، جس کے ایڈیٹر مولانا مرحوم ہی بنائے گئے، اس رسالے کے اجرا کا مقصد کیا تھا؟ عاقل صاحب (مولانا عبیدالرحمٰن عاقل رحمانی) رقم طراز ہیں:

''یہ رسالہ محض خلقِ خدا کے نفع کے لیے جاری کیا گیا تھا اور خریداروں سے صرف ٹکٹ کے چار آنے پیسے لیے جاتے تھے، گویا اس رسالے کی سالانہ قیمت یا چندہ تعاون چار آنہ تھی۔ مرحوم نے نہایت ہوشیاری کے ساتھ ایڈیٹری کی اور تھوڑے ہی دنوں میں بامِ عروج پر پہنچا دیا، یہاں تک کہ سال ختم ہوتے ہوتے تقریباً تین ہزار خریدار ہو چکے تھے۔''[1]

مدرسے سے شائع ہونے والے اس ماہانہ رسالے میں ادارے کے اساتذہ و طلبا کے علاوہ دیگر علما و اہلِ قلم کی تحریریں شائع ہوتی تھیں۔ صرف محصول ڈاک بھیجنے پر یہ رسالہ قارئین کو جاری کر دیا جاتا تھا۔ رسالہ مفت ہوتا۔ ابتدا میں ڈاک خرچ مبلغ چار آنے سالانہ تھا، جو آخر میں بڑھتے بڑھتے ایک روپیہ تک جا پہنچا۔ رسالے کے اول ایڈیٹر مولانا عبدالحلیم صاحب ناظم رحمانی تھے، بعدہ مولانا نذیر احمد رحمانی اور حضرت شیخ الحدیث مبارک پوری اس کے مدیر و منتظم رہے۔

رسالے کے ایک شمارے میں مولانا نذیر احمد رحمانی املوی اس کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

''(مدرسے کے مہتمم شیخ عطاء الرحمٰن صاحب نے) مئی ۱۹۳۳ء مطابق محرم الحرام ۱۳۵۲ھ سے ایک خالص مذہبی ماہوار رسالہ جاری کر دیا اور اس کا چندہ صرف چار آنے محصول ڈاک کے لیے مقرر کیا۔ پانچ سال ہو

---

[1] ماہنامہ ''محدث'' بنارس (جولائی ۱۹۹۳ء، ص: ۱۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چکے کہ یہ رسالہ برابر ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو مدرسے سے شائع ہو رہا ہے۔ اس میں فرقہ وارانہ مذہبی اختلافات کا ذکر نہیں ہوتا اور نہ کبھی کسی فرد یا جماعت کی دل آزاری کی جاتی ہے، بلکہ عام اسلامی مسائل اور خالص اسلامی تعلیمات پر مضامین شائع ہوتے ہیں۔ تاریخ کے عبرت انگیز واقعات بھی ہوتے ہیں۔ عام اصلاحی اور اقتصادی پہلو پر بھی روشنی ڈالی جاتی ہے اور مسلمانوں کو بہت سے دینی و دنیاوی خطرات سے آگاہ بھی کیا جاتا ہے۔ ہندستان کے علاوہ بیرونِ ہند میں بھی اس کی آواز پہنچ رہی ہے اور الحمدللہ کہ دن بہ دن اس کی مقبولیت بڑھتی جا رہی ہے۔'' [1]

یہ رسالہ محرم ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء کو جاری ہونے کے بعد پابندی سے شائع ہوتا رہا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران میں جب کاغذ اور دیگر اشیا کی حد درجہ قلت ہوگئی، بلکہ ان کا حصول ناممکن سا ہو گیا تو جنوری ۱۹۴۳ء سے مجبوراً رسالے کو بند کرنا پڑا۔ تین سال کے بعد دوبارہ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ مطابق اپریل ۱۹۴۶ء سے اسے جاری کیا گیا۔ اسی شمارے میں مدیر ''محدث'' لکھتے ہیں:

''... بھلا یہ کب ممکن تھا کہ ہندوستان اس عالم گیر جنگ (دوسری جنگ عظیم) کی شعلہ باریوں سے محفوظ رہتا؟ چنانچہ یہاں بھی اشیا کی گرانی اور پھر آہستہ آہستہ ان کی کم یابی اور نایابی تک نوبت پہنچ گئی۔ کاغذ پر اس کا خاص طور سے اثر پڑا۔ بہت سے اخبارات اور رسائل بند ہونا شروع ہوگئے۔ کاغذ کی قیمت آٹھ گنے اور دس گنے سے بھی زیادہ ہو گئی، مگر ''محدث'' جیسا مفت رسالہ اپنے پورے صفحات پر برابر شائع ہوتا رہا، یہاں تک کہ جب معاملہ حد سے بڑھ گیا اور کاغذ کا ملنا ہی مشکل ہو گیا تو

[1] رسالہ ''محدث'' دہلی (نومبر ۱۹۳۸ء، ص: ۲۸۔ ۲۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر مجبور ہو کر جنوری ۱۹۴۳ء میں ہم نے تا اختتامِ جنگ اس کی اشاعت ملتوی کر دینے کا فیصلہ کیا اور پونے دس سال تک مسلسل آپ کی خدمت کرنے کے بعد یہ کہتے ہوئے ہم آپ سے رخصت ہوئے تھے ؎

اب تو جاتے ہیں میکدے سے میرؔ
پھر ملیں گے اگر خدا لایا

"خدا خدا کر کے محوریوں کی عبرت ناک شکست کے بعد جنگ ختم ہوگئی۔ گو ابھی تک جنگ کی لائی ہوئی پریشانیاں بہت حد تک باقی ہیں، تاہم نسبتاً اب سہولت ہوگئی ہے، اس لیے احباب کے اصرار اور حالات کے تقاضے کی بنا پر ہم نے مناسب سمجھا کہ "محدث" دوبارہ جاری کر دیا جائے...."[1]

واضح رہے کہ اسی شمارے سے محدث کا سالانہ چندہ، جو صرف ڈاک خرچ کے لیے لیا جاتا تھا، چار آنے سے بڑھا کر ایک روپیہ کر دیا گیا۔ اس تعلق سے اس شمارے کے صفحہ (۹) پر ایک مفصل اعلان شائع کیا گیا ہے۔

محدث کے دوبارہ جاری ہونے پر اس شمارے میں ایک نظم بعنوان: "اے محدث خوب ہے شانِ مسیحائی تری" بقلم مولوی محمد خلیل صاحب ایمنؔ بستوی پشت ٹائٹل پر شائع ہوئی ہے، جس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

پھونک دی مردہ دلوں میں پھر حیات جاوداں
اے محدث خوب ہے شانِ مسیحائی تری
جذب الفت کھینچ لایا تجھ کو آخر بزم میں
کیا کہوں، ہے کس قدر پر کیف رعنائی تری

[1] رسالہ "محدث" دہلی (اپریل ۱۹۴۶ء)، ص: ۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرحبا، صد مرحبا یہ بزم آرائی تری
حبذا، صد حبذا، یہ رونق افزائی تری
انتظار دید میں آنکھیں تھیں پتھرائی ہوئی
پھر پھڑک اٹھیں، عجب معجز نمائی ہے تری
قلبِ باطل زخم خوردہ مضطرب حیران ہے
دیکھ کر میداں میں پھر ہنگامہ آرائی تری
یاران مشرب جھوم اٹھے از رنگی و بے خودی
میکدے میں جب ہوئی پھر جلوہ فرمائی تری [1]

اس رسالے کے مارچ ۱۹۴۷ء کے آخری صفحہ پر یہ اعلان مندرج ہے:

"... جو صاحب اپریل ۱۹۴۶ء سے اس کے خریدار بنے ہیں، ان کا سالانہ چندہ اسی نمبر پر ختم ہو جاتا ہے، اگر وہ چاہتے ہیں کہ محدث برابر ان کے پاس پہنچتا رہے تو وہ فوراً ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر مینجر کے نام بھیج دیں...." [2]

مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی، "ہندوستان میں جماعت اہلِ حدیث کی علمی خدمات" میں "جماعت اہلِ حدیث کے اخبارات" کے تعارف کے ضمن میں رسالہ "محدث" کے بارے میں لکھتے ہیں:

نام اخبار:	محدث	زبان:	اردو
وقتِ اشاعت:	ماہانہ	مقامِ اشاعت:	دہلی
ادارہ اخبار:	مولوی عبید اللہ مبارک پوری و مولوی نذیر احمد املوی		

---

① رسالہ "محدث" دہلی (اپریل ۱۹۴۶ء، ص:۲۴)

② ایضا (مارچ ۱۹۴۷ء، آخری صفحہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیفیت: دار الحدیث رحمانیہ کا صحیفہ، جو مہتمم مدرسہ جناب شیخ عطاء الرحمٰن صاحب کی ''عطاء غیر مجذوذ'' کا ثبوت ہے۔ صرف محصول ڈاک چار آنے پر ہزاروں کی اشاعت...''[1]

مولانا ادریس آزاد رحمانی رحمہ اللہ نے ''اہلِ حدیث اور سیاست'' کے مقدمے میں مولانا نذیر احمد املوی رحمہ اللہ کے حالات میں لکھا ہے:

''...مشغلہ درس وتدریس کے علاوہ اس دوران میں آپ کے فرائض میں رحمانیہ کے عظیم وجلیل القدر کتب خانے کی دیکھ ریکھ اور اس کی نگرانی بھی تھی۔ علاوہ ازیں دار الحدیث کا مشہور ماہنامہ ''محدث'' بھی اس کے ایڈیٹر مولانا عبد الحلیم ناظم صدیقی کے انتقال[2] کے بعد آپ کی ادارت میں آ گیا، اس وقت سے اخیر تک آپ برابر اس کے مدیر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ آپ کی ادارت کے زمانے میں اس میں دوسرے اہلِ قلم کے بیش قیمت مضامین کے علاوہ آپ کے اثر انگیز اور دل گداز اداریے اور مختلف مسائل پر محققانہ مضامین نے محدث کی قدر وقیمت کو بہت بڑھا دیا۔ آپ کی ادارت کے زمانے میں محدث کے اندر فتاوی کے باب کا اضافہ ہوا، استفسارات کے جواب میں حضرت مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی مدظلہ العالی کی جامع اور پراز تحقیق نگارش نے اس رسالے کی افادیت کو اس قدر وسیع کر دیا کہ ایک موقع سے مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی مرحوم جیسے صاحبِ علم اور اہلِ قلم کو فرماتے ہوئے میں نے اپنے کانوں سے

---

[1] ہندوستان میں جماعت اہلِ حدیث کی علمی خدمات (ص: ۱۱۰)

[2] ''آپ کا انتقال ۲۲/ اگست ۱۹۳۵ء کو ہوا ہے، یعنی دو سال دو مہینے کے بعد محدث کی ساری ذمے داری مولانا املوی مرحوم پر آ گئی، یوں ناظم مرحوم کی علالت کے دوران بھی آپ ہی ادارت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔'' (حاشیہ مقدمہ اہلِ حدیث اور سیاست، ص: ۱۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنا ہے کہ ''میں جب تک محدث کے استفسارات اور ان کے جوابات پڑھ نہیں لیتا مجھے نیند نہیں آتی۔''

''مولانا کے زمانے میں جہاں دار الحدیث رحمانیہ کے کتب خانے میں بیش قیمت علمی نوادرات اور جلیل القدر شہ پاروں کا اضافہ ہوتا رہا، وہاں رسالہ ''محدث'' نے بھی بڑی ترقی کی، مولانا کی مشہور تصنیف ''ردِ عقائد بدعیہ'' کی تخلیق و تسوید ''محدث'' کے دورانِ ادارت ہی میں عمل میں آئی تھی، بعد میں مزید اضافے کے ساتھ آپ نے اسے کتابی شکل دے دی۔''[1]

واضح رہے کہ رسالے کے سرورق پر مولانا نذیر احمد املوی رحمانی کا نام ''مدیر مسئول'' کی حیثیت سے اور شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ رحمانی کا نام ''نگران اصول'' کی حیثیت سے شائع ہوا کرتا تھا۔ بعض شماروں میں حضرت شیخ الحدیث کا نام نائب مدیر کے طور پر بھی دیکھنے کو ملا۔ ۱۹۳۸ء کے بعد کے شماروں میں یہ دونوں نام سیکنڈ ٹائٹل پر آنے لگے۔ بعدہ جب تین سال کے وقفے کے بعد رسالہ دوبارہ جاری ہوا تو صرف مولانا نذیر احمد صاحب کا نام سیکنڈ ٹائٹل پر معاون مدیر کے طور پر شائع ہو رہا تھا۔ غالباً ایسا پرچے کے نئے رجسٹریشن کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیا گیا تھا۔ رسالے کے آخری شماروں تک شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی تحریریں فتاوی کی شکل میں برابر شائع ہوتی رہیں۔

جس طرح دار الحدیث رحمانیہ کی خدمات کو اہلِ نظر نے سراہا اور اس کے فضل و کمال کا اعتراف کیا ہے، اسی طرح اس کے رسالے ''محدث'' کے سلسلے میں بھی اپنے منثور و منظوم تاثرات پیش کیے ہیں، ملاحظہ ہوں اس سلسلے کی بعض نظمیں:

[1] مقدمہ اہلِ حدیث اور سیاست (ص: ۱۶۔ ۱۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیغام محدث کا

ایمان کی مے سے ہے پر جام محدث کا
پیغام حقیقی ہے پیغام محدث کا
ہر لفظ میں اس کی ہے ایماں کی ضیا کاری
اک اشک ندامت ہے انعام محدث کا
اسلام کی خاطر ہے دین سے وابستہ
ہر صبح محدث کا انجام محدث کا
ایماں بھرے لوگوں میں بس تذکرہ رہتا ہے
ہر صبح محدث کا ہر شام محدث کا
بہزاد محدث کا انداز نرالا ہے
کیوں کر نہ سنے دنیا پیغام محدث کا

(جناب بہزاد)[1]

محدث کی شان میں

مبارک باد دیتا ہے یہ احقر
خدا ہے تجھ پہ ھتاً ظل گستر
تری وہ شان ہے اللہ اکبر
کہ حق گوئی سے تو ہے حق کا دلبر
عدیم المثل ہیں تیری ادائیں

---

[1] یادگار مجلّہ ''اہلِ حدیث'' (ص: ۳۰۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترا ہر لہجہ ہے واللہ خوشتر
تجھے بخشی ہے حق نے ایسی قوت
عدو کے حق میں حقانی ہے خنجر
یہی بدر الحسن کی بس دعا ہے
چمکتا تو رہے تا روز محشر

بدر الحسن سہسوانی[1]

مدرسے کے متعلم مولانا عبدالحکیم مجاز اعظمی نے ''محدث کا سال جدید'' کے عنوان سے ایک نظم لکھی تھی، جو درج ذیل ہے:

اے کہ، ترے کرم سے ہے دعویٰ پند و اعتبار
ترے چمن میں آگئی سال جدید کی بہار
ہاں سچ، ترا یہ دور ہے لطف گہ بلند وپست
جھوم رہی ہے خسروی بے مائیگی پڑی ہے مست
نقارۂ سبیل ہیں تیرے صحن کے کاخ وکو
ساغر علم دیں لیے ساقی خوش نوا ہے تو
جب سے مجھے عطا کیا تو نے شراب آتشیں
خمکدۂ جہاں کی لو ہو نہ سکی دل نشیں
دربار مصطفیٰ کا اک پروردۂ ادب ہے تو
بادہ ترا کلام رب، قول رسول ہے سبو
مٹ گئے سب توہمات لٹ گیا رخت ساحری
تیرے کلیم وقت نے توڑے طلسم سامری

[1] رسالہ ''محدث'' دہلی (اگست ۱۹۴۰ء، ص: ۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلزمِ پُر ظلام میں گم گشتۂ شعور تھا
ہند کا مسلماں بہت داور حق سے دور تھا
پھوٹی جو تجھ سے یک بیک فانوس حق کی اک کرن
چھوڑ کے خاکبازیاں ہوگیا دیں پہ گامزن
فیض کو ترے کیا کہوں خوب ہے دیں پروری
سایہ فگن رہے مدام دورۂ چرخ چیمبری
سچ پوچھ مجھ سے گر مجاز کہہ دوں میں صاف بالیقیں
بدعت دیں بھٹک سکے جس جا یہ وہ جگہ نہیں[1]

مولانا محمد خلیل صاحب ایمن بستوی نے بھی ایک طویل نظم لکھی ہے، جس کے آخر کے چند اشعار اس طرح ہیں:

تری ہر سانس کی گرمی سے باطل یوں پگھلتا ہے
ختم ہو دیکھ کر دجال جیسے ابن مریم کو
ترے روشن ادلہ کی مخالف تاب کیا لائے
بھلا کیا تاب ضوءِ شمس کی قطرات شبنم کو
ترے اوراق ہیں رنگیں ز لون سنت و قرآن
ترا ہر جام شرمندہ کن پیمانۂ جم کو
مبارکباد کیا ہم دیں تجھے اس شان و عزت پر
نہیں حاصل بایں مقدار یارائے سخن ہم کو
تری تعریف میں ایمن نہ کیوں رطب اللساں ہوتا
راہ حق و صداقت جب تو دکھلاتا ہے عالم کو[2]

---

[1] رسالہ ''محدث'' دہلی (مئی ۱۹۴۷ء، ص:۲۴)
[2] ایضا (اپریل ۱۹۴۷ء، ص:۲۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی کتابوں کی اشاعت:

نشر واشاعت کے تحت رسالہ محدث کے اجرا کے ساتھ ہی مدرسے کی طرف سے اکثر و بیشتر اسلامی کتابیں بھی شائع کر کے مفت تقسیم کی جاتی تھیں۔ یہ کتابیں مدرسے کے اساتذہ کی تیار کردہ بھی ہوتی تھیں اور دیگر معروف علما کی بھی۔ اس کے علاوہ کبھی کبھی مولفین کو ان کی کتابوں کی اشاعت کے لیے جزوی یا کلی مدد بھی مدرسے کے فیاض دل مہتمم کر دیا کرتے تھے۔

مولانا نذیر احمد رحمانی شیخ عطاء الرحمٰن کے انتقال کے بعد ان پر لکھے گئے مضمون میں بیان کرتے ہیں:

"...اس ماہ وار رسالے کے علاوہ مذہبی، اخلاقی، اصلاحی چالیس حدیثوں کا ایک مجموعہ ترجمے کے ساتھ "اربعین رحمانی" کے نام سے تین حصے شائع کرائے اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی کر دیا کہ جو شخص ان حدیثوں کو مع ترجمے کے اسی کے مطابق یاد کر کے مدرسے کے سالانہ جلسے میں سنا دے گا، اس کو مناسب انعام سے خوش کیا جائے گا۔ چناں چہ دہلی اور بیرونِ دہلی کے بہت سے لوگوں نے سنا سنا کر انعامات حاصل کیے۔

"رفع الیدین (متنازع فیہ) کے متعلق ایک محققانہ کتاب جناب مولانا حافظ محمد صاحب گوندلانوالا (پنجاب) نے "التحقيق الراسخ في أن أحاديث رفع اليدين ليس لها ناسخ" کے نام سے لکھی، لیکن طباعت کا کوئی انتظام نہ ہونے کی وجہ سے خطرہ تھا کہ کہیں گوشۂ گم نامی میں نہ رہ جائے۔ اس لیے میاں صاحب مرحوم نے اس دو سو صفحے کی لمبی کتاب کو بھی بہ ذاتِ خود چھپوا کر مفت تقسیم کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کا مجموعہ "الحزب المقبول" نامی اور "تقوية الإيمان" تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بار بار چھپیں اور ہزارہا کی تعداد میں ملک میں تقسیم ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ مطرق الحدید، میلاد مروجہ وغیرہ کتابیں بھی تقسیم کیں۔ قرآن مجید مترجم اور غیر مترجم تو ہزاروں اللہ کی راہ میں بانٹ دیے۔

''مولانا محمد صاحب ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی کو ''دین محمدی'' اور ''رسول اللہ کے خطبات'' کی اشاعت کے موقع پر تین تین سو روپے نقد مرحمت فرمائے۔''①

اس سلسلے کی ایک دوسری خبر بھی ملاحظہ ہو:

''مفت''

''موجودہ مہتمم صاحب مدظلہ نے کتاب ''نکاحِ محمدی'' از تصانیف مولانا محمد صاحب ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی چھپوالی ہے۔ یہ کتاب پورے ایک سو صفحات کی ہے، اس میں دو سو دلیلوں سے ثابت کیا ہے کہ ایک ساتھ جو تین طلاقیں دی جائیں، وہ شرعاً ایک ہی شمار ہوتی ہیں... مصنف صاحب سے بہ قیمت بارہ آنے ملتی ہے اور صرف ایک آنہ محصول ڈاک کے لیے بھیج کر آپ اس پتے سے اس کار آمد اور مفید کتاب کو مفت حاصل کر سکتے ہیں۔ پتا یہ ہے: مہتمم صاحب مدرسہ رحمانیہ، صدر دہلی۔''②

رسالہ محدث کے خریداروں کو مدرسے سے شائع ہونے والی مطبوعات مفت بھیجی جاتی تھیں۔ ملاحظہ ہو درج ذیل خبر:

''اربعین رحمانی مفت''

''جناب میاں صاحب شیخ عطاء الرحمٰن صاحب مہتمم مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی نے چالیس حدیثوں کے مجموعے کی ایک کتاب عربی مع اردو

① رسالہ ''محدث'' دہلی (نومبر ۱۹۳۸ء، ص: ۲۹)

② ایضاً (اگست ۱۹۳۸ء، ص: ۲۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ چھپوائی ہے، جن حدیثوں کو مع ترجمہ یاد کر کے جو صاحب مدرسہ مذکورہ بالا کے سالانہ جلسہ امتحان کے موقع پر سنا دیں، ان کے لیے میاں صاحب موصوف کی طرف سے انعام کا بھی وعدہ ہے، صرف تین پیسے کے ٹکٹ محصول ڈاک کے لیے بھیج کر اس پتے سے مفت منگوا لیجیے: مہتمم صاحب مدرسہ رحمانیہ، باڑہ ہندو راؤ، دہلی۔''

دار الحدیث رحمانیہ کے استاد اور رسالہ محدث کے اول ایڈیٹر مولانا عبدالحلیم ناظم صدیقی (م ۱۳۵۴ھ = ۱۹۳۵ء) کی عربی سے ترجمہ کی ہوئی ایک کتاب بھی مدرسے کی طرف سے شائع ہوئی تھی۔ چنانچہ مولانا کے تذکرہ نگار لکھتے ہیں:

''علمی تصنیفات میں صرف دو کا تذکرہ ملتا ہے: ''شانِ قرآن'' اور ''اصل الاصول'' درحقیقت یہ دونوں کتابیں عربی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔ پہلی کتاب علامہ فرید وجدی مصری کے ایک رسالے کا ترجمہ ہے... ۱۹۳۴ء میں یہ کتاب ''رسالہ محدث'' دہلی کے دفتر سے شائع ہوئی تھی، جیسا کہ سنہ طباعت سے معلوم ہوتا ہے۔''[1]

[1] ماہنامہ ''محدث'' بنارس (جولائی ۱۹۹۴ء، ص: ۱۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 14

طلبا... حقوق اور واجبات

مدرسے کے انتظامی امور سے متعلق تفصیلات کے تذکرے کے بعد اب وہاں کے طلبا کے کوائف و حالات ذکر کیے جا رہے ہیں۔ اس ضمن میں طلبا کی تعداد، ان کی قومیت، مدرسے کی طرف سے ملنے والی سہولیات، انعامات، مدرسے کی طرف سے ان پر نافذ ہونے والے قوانین اور دیگر تفصیلات درج کی گئی ہیں۔ اس کے بعد طلبا کی کار کردگی اور ان کو ملنے والی سہولیات کے نتائج و ثمرات بھی جاننے کی کوشش کی گئی ہے۔

طلبا کی تعداد:

مدرسے میں طلبا کی تعداد کیا ہوتی تھی؟ اس کا اندازہ درج ذیل اقتباسات سے کیا جا سکتا ہے:

مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی نے ''تراجم علماے حدیث ہند'' میں لکھا ہے:

''ایک وقت میں بقدر ۸ کے اساتذہ اور طلبا جس قدر آسکیں۔''[1]

مولانا نوشہروی نے اپنی دوسری کتاب ''ہندوستان میں جماعتِ اہل حدیث کی علمی خدمات'' میں لکھا ہے: ''تلامذہ بیک وقت ۸۰ تا ۹۰۔''[2]

''جماعت اہلِ حدیث کی تدریسی خدمات'' میں دارالحدیث رحمانیہ کے تعارف میں لکھا ہے:

---

(1) تراجم علماے حدیث ہند (ص: ۱۷۳، حاشیہ نمبر ۱)

(2) ہندوستان میں جماعت اہلِ حدیث کی علمی خدمات (ص: ۱۲۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اس میں طلبا مختلف اوقات میں ۳۰، ۴۰ سے لے کر ۶۰، ۷۰ اور ۸۰، ۹۰ تک رکھے جاتے تھے۔‘‘[1]

ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی (استاذ جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، ریاض) لکھتے ہیں:

’’إن عدد المسجلين في المدرسة كان يتراوح بين (٥٠) و (٩٠) طالبا، ومنا من يستقل هذه الكمية، ولكن النجاح الذى حققه خريجو هذه المدرسة يدل على أنها كانت خير المدارس وأكبرها كيفية دون معارض‘‘[2]

یعنی مدرسہ (رحمانیہ دہلی) میں پڑھنے والوں کی تعداد ۵۰ سے لے کر ۹۰ تک رہتی تھی۔ کچھ لوگوں کو یہ تعداد کم لگتی ہوگی، مگر اس مدرسے کے فارغین نے جو کامیابی حاصل کی، وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تمام مدارس میں بلا اختلاف وہ سب سے اچھا اور معنوی اعتبار سے سب سے بڑا مدرسہ تھا۔

درحقیقت اس زمانے کے اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ تعداد اتنی کم بھی نہیں ہے۔ ابھی پچیس تیس سال پہلے کی تاریخ دیکھی جائے تو ہمارے بہت سے بڑے بڑے مدرسوں میں پڑھنے والے طلبا لگ بھگ اسی تعداد میں بلکہ اس سے بھی کم ہوتے تھے۔

جامعہ سلفیہ سے شائع شدہ کتاب ’’جماعتِ اہلِ حدیث کی تدریسی خدمات‘‘ میں دہلی کے دار الحدیث رحمانیہ کے علاوہ پندرہ دیگر مدارس (دہلی) کا تعارف ہے، جن میں سے اکثر مدرسوں میں طلبا کی تعداد دس تا پندرہ؛ پندرہ تا بیس، پچیس تا تیس بتائی گئی ہے، اس کے علاوہ ملک کے دیگر بڑے بڑے مدارس کے شعبۂ عربی کے طلبا

[1] جماعت اہلِ حدیث کی تدریسی خدمات (ص: ۲۷)

[2] جهود مخلصة في خدمة السنة المطهرة (ص: ٢٥٤)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تعداد عموماً سو کے آس پاس ہی بتائی گئی ہے اور وہ تعداد بھی کتاب کی اشاعت اول (۱۹۸۰ء) کے وقت کی ہے۔

دوسری بات یہ کہ کمیت کے اعتبار سے یہ تعداد جس قدر بھی کم لگے، مگر کیفیت یعنی نتائج اور کارکردگی کے اعتبار سے دیکھا جائے تو بڑی بڑی تعداد کے مقابلے میں یہ چھوٹی تعداد بھاری نظر آتی ہے، اس کے برعکس آج کے بیشتر مدارس میں کمیت پر نظر رکھی جاتی ہے اور کیفیت کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ إلا ما شاء اللّٰه.

سابقہ صفحات میں دار الحدیث رحمانیہ میں تعلیم حاصل کرنے والے بعض علما کے حوالے سے یہ بات گزر چکی ہے کہ ''امتحان داخلہ سخت ہوتا تھا، اس میں کسی سفارش یا رعایت کی گنجایش نہیں ہوتی تھی، اس سے زیادہ امتحانات سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ میں مثالی سختی رہتی تھی، اس لیے وہی طلبا تعلیمی سلسلہ جاری رکھ پاتے، جو محنتی اور علمی پختگی کے شوقین ہوتے تھے۔''[1]

یہ بات بھی بیان کی جا چکی ہے کہ صرف داخلہ امتحان میں کامیابی مدرسے میں طالب علم کے مستقبل کی ضمانت نہ ہوتی تھی، کیوں کہ مدرسے کے اصول وقواعد میں مذکور ہے کہ ''ہر مدرس کا فرض ہوگا کہ جدید طلبا کے داخلے کے ایک ماہ بعد اس کی لیاقت کا اندازہ کرتے ہوئے ناظم کو رپورٹ کرے کہ وہ جس جماعت میں داخل ہے، اس کی صلاحیت رکھتا ہے یا نہیں۔''

طلبا کی قومیت:

دار الحدیث رحمانیہ کے طلبا میں متحدہ ہندستان (موجودہ ہندستان، پاکستان و بنگلہ دیش) کے مختلف صوبوں اور علاقوں کے طلبا کے علاوہ دور دراز ممالک جیسے نجد و حجاز، برما، انڈونیشیا اور تبت وغیرہ تک کے طلبا شامل ہوتے تھے۔ اس لحاظ سے بلاشبہ

[1] ماہنامہ ''محدث'' بنارس، (ستمبر، اکتوبر ۲۰۰۸ء، ص: ۶۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ درس گاہ ایک بین الاقوامی ادارے کی حیثیت رکھتی تھی۔

مولانا نذیر احمد رحمانی نومبر ۱۹۳۸ء کے ''محدث'' میں لکھتے ہیں:

''دار الحدیث رحمانیہ کی شہرت صرف ہندوستان ہی میں نہیں، بلکہ بیرونِ ہند میں بھی اس کا غلغلہ بلند ہے۔ چنانچہ اس وقت پنجاب، بنگال، یوپی وغیرہ کے علاوہ مدرسے میں برما، جاوا، سماترا، تبت، نجد (عرب) تک کے طلبا موجود ہیں۔ اس سال ربیع الاول میں نجدی طالب علم کے والد (جو ایک مشہور تاجر ہیں اور اپنے تجارتی سلسلے میں دور دور کے ملکوں کی سیاحت کرتے ہیں) اپنے بچے سے ملنے مدرسے میں تشریف لائے اور کئی روز تک قیام کرنے کے بعد انھوں نے مدرسے کے حالات کا اچھی طرح معاینہ کیا...''[1]

ایک دوسرے شمارے میں اسی تعلق سے مولانا رحمانی لکھتے ہیں:

''بحمد اللہ اس سال طلبا کی تعداد پچھلے سالوں سے زیادہ ہے۔ پنجاب، بنگال، یوپی، دکن، بہار، اڑیسہ، جزیرہ حبشان، مدراس، آسام، برما؛ ان تمام ممالک کے لڑکے اس سال مدرسے میں داخل ہیں۔''[2]

صاحب تحفۃ الاحوذی کے تذکرہ نگار مولانا ابو الفضل عبد السمیع مبارک پوری نے لکھا ہے کہ رحمانیہ کے طلبا میں ہندوستانیوں کے علاوہ عرب، افغانستان، کاشغر، بخاری، سماترا اور دیگر اسلامی ممالک کے طلبا بھی شامل تھے۔[3]

''اخبارِ محمدی'' دہلی میں شائع شدہ ''نتیجہ امتحان مدرسہ رحمانیہ دہلی'' کے عنوان

---

① رسالہ ''محدث'' دہلی (نومبر ۱۹۳۸ء، ص: ۱۵)

② رسالہ ''محدث'' دہلی (جنوری ۱۹۴۰ء، ص: ۴)

③ ملاحظہ ہو: مقدمہ تحفۃ الاحوذی (۲/ ۵۴۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ادارے کی ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے کہ

''بحمد اللہ موجودہ مہتمم صاحب کی دلچسپی اور نگرانی کا پھل امسال یہ ملا کہ پورے مدرسے میں صرف تین لڑکے فیل ہوئے باقی سب پاس ہوئے۔ تین طلبا کو سندیں ملیں مع نجدی چوغے اور عربی عقال کے، ایک نجدی طالب علم کو دورے کی سند ملی اور ساٹھ روپے سفر خرچ کے....''[1]

جریدہ مذکورہ ہی کے ایک شمارے میں ایک مختصر مضمون بعنوان ''ایقاظ المسلمین'' از عبد الواحد مدنی شائع ہوا ہے، جس کے شروع میں مضمون نگار کا تعارف یوں کرایا گیا ہے۔

''مضمون نگار مولانا عبد الواحد صاحب مدنی ہمارے محترم جناب نائب قاضی حضرت مولانا شیخ محمود شویل صاحب مدنی (از مدینہ منورہ) دام ظلہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ نے کئی برس ہندوستان میں گزارے ہیں۔ مدرسہ رحمانیہ دہلی وغیرہ میں آپ نے تعلیم حاصل کی ہے۔'' (منیجر)[2]

www.KitaboSunnat.com

① پندرہ روزہ ''اخبار محمدی'' دہلی (۱۵؍اکتوبر ۱۹۳۸ء، ص: ۱۴۔۱۵)

② ایضاً (۱۵؍نومبر ۱۹۳۳ء، ص: ۱۱۔۱۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 15

طلبا کو ملنے والی سہولتیں

دار الحدیث رحمانیہ کے دریا دل مہتمم نے طلبا کو ہر قسم کی سہولیات فراہم کر رکھی تھیں۔ وہ سہولیات جو آج کے جدید ترین تعلیمی ادارے پیش کرنے سے یا تو قاصر ہیں یا پیش کرتے ہیں تو اسے اپنے امتیازات میں شمار کرواتے ہیں، بہرحال طلبا ان سہولیات کی وجہ سے پورے طور پر آسودہ رہتے تھے اور ہر قسم کے ذہنی دباؤ سے آزاد رہتے تھے، نتیجتاً وہ اپنی پوری توجہ صرف اور صرف تعلیم پر صَرف کرتے تھے اور پھر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکتے تھے۔ سطورِ ذیل میں طلبا کو ملنے والی اہم سہولیات کا مختصراً تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

خور و نوش کا انتظام:

ابتدا میں جب مدرسے میں مطبخ کا انتظام نہ تھا تو طلبا کا کھانا ہوٹل سے منگایا جاتا تھا۔ چناں چہ ڈاکٹر محمد اسحاق خاں مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی پر اپنے ایک مضمون میں مولانا سیالکوٹی صاحب کے ایک شاگرد مولانا عصمت اللہ رحمانی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ”... یہاں شروع میں طلبا کا کھانا ہوٹل میں تیار ہوتا تھا، طلبا اسے لاتے اور مدرسے میں کھاتے تھے۔ مولانا (سیالکوٹی) کو یہ صورت ناپسند تھی، اس لیے مدرسے میں مطبخ کا انتظام کیا گیا۔ مولانا نے یہ انتظام میرے (مولانا عصمت اللہ رحمانی صاحب کے) سپرد فرمایا۔ ایک عرصے تک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے یہ خدمت انجام دی ....‘‘[1]

طلبا کے کھانے پینے میں کسی طرح کی کمی یا خرابی نہیں آنے دی جاتی تھی، کیوں کہ مہتمم صاحب نے اگرچہ مدرسے سے متعلق تمام امور کے لیے الگ الگ ذمے دار مقرر کر رکھے تھے، مگر بہ نفس نفیس خود بھی ہر چیز کی وقتاً فوقتاً جانچ کرتے رہتے اور متعلقہ افراد کو تنبیہ کرتے رہتے۔ مطبخ کا بھی یہی معاملہ ہوتا۔ موصوف اکثر وبیشتر مطبخ کا چکر لگاتے تھے، کھانا کھا کر دیکھتے تھے اور اس تعلق سے تاکید کرتے کہ کسی قسم کی کمی نہیں ہونی چاہیے۔ اس سلسلے میں مدرسے سے وابستہ شخصیات کے تاثرات ملاحظہ ہوں:

مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی رقم طراز ہیں:

’’یہ دار الحدیث ۱۳۳۹ھ میں قائم ہوا، اس کے تمام مصارف مہتمم کے ذمے ہیں، ایک عمارت جدید التعمیر ہے باڑہ ہندوراؤ میں، جس میں دار التعلیم اور دار الاقامہ علاحدہ علاحدہ ہیں۔ طلبا کے خورونوش کا ذمے دار مدرسہ ہے اور کھانا عمدہ ملتا ہے....‘‘[2]

مولانا نذیر احمد صاحب رحمانی اس سلسلے میں یوں رقم طراز ہیں:

’’... بلکہ یہاں باقاعدہ ایک مستقل مطبخ (باورچی خانہ) ہے، جس میں روٹی سالن وغیرہ پکانے اور ان کی نگرانی کے لیے مستقل ملازم ہیں، ان کو معقول تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ دونوں وقت پکا پکایا بہترین کھانا سب کو اکٹھا ایک دستر خوان پر بٹھا کر کھلایا جاتا ہے۔ روزانہ بکری کا گوشت اور چپاتی ہوتی ہے۔ بحمد اللہ گھر کی طرح سے بہ آرام دونوں وقت کھاتے ہیں....‘‘[3]

---

[1] ماہنامہ ’’محدث‘‘ بنارس (اکتوبر ۲۰۰۰ء، ص: ۱۶۔ ۱۷)

[2] تراجم علماے حدیث ہند (ص: ۱۷۳، حاشیہ نمبر: ۱)

[3] رسالہ ’’محدث‘‘ دہلی (نومبر ۱۹۳۸ء، ص: ۲۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد خالد فیضی اپنے مضمون ''علم دوستی و علما شناسی: دار الحدیث رحمانیہ کے تناظر میں'' کے اندر ایک جگہ اپنے استاذ مولانا قاری عبدالسبحان مئوی کے حوالے سے درج ذیل واقعہ ذکر کرتے ہیں:

''دار الحدیث رحمانیہ دہلی میں ہر طالب علم کو روزانہ ایک چھٹانک گھی دیا جاتا تھا۔ ایک بار متولی صاحب کو منشی جی نے کہا کہ شیخ صاحب گھی بازار میں مہنگا ہو گیا ہے۔ آپ نے پوچھا: پھر؟ منشی جی نے کہا: میری رائے ہے کہ طلبا کو دیے جانے والے گھی کی مقدار کم کر دی جائے، تاکہ بجٹ نہ بڑھے۔ شیخ صاحب سن کر تھوڑی دیر خاموش رہے، پھر سوال کیا: گھی کیا بھاؤ بک رہا ہے؟ بھاؤ بتایا گیا، نہایت برجستگی سے شیخ صاحب نے حکم صادر فرمایا کہ آج سے فی کس دو چھٹانک گھی دو، مبادا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ یہ کہہ کر میرا مواخذہ کر لے کہ تو نے بھاؤ بڑھنے کی وجہ سے دستور سابق کو برقرار نہ رکھا، کیوں کہ بازار کا نرخ تیری دولت کے حق میں بہتر نہ تھا۔ اگر میری خوش نودی مطلوب ہوتی تو مقدار زیادہ کر دیتا۔ رقت آمیز لہجے میں منشی جی سے کہا کہ آج سے دو چھٹانک فی کس گھی جاری کر دیا جائے۔ گھی اگر مہنگا ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ کے مہمانوں کا بھاؤ گر نہیں گیا ہے۔''[1]

بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی، اسی مضمون کے آخر میں مہتمم صاحب کے بارے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے، اسے بھی ملاحظہ فرمائیں:

''یہ ہیں امیر کبیر حضرت شیخ عطاء الرحمن رحمہ اللہ متولی ''دار الحدیث رحمانیہ دہلی''، جنھوں نے اپنی دولت اشاعتِ علمِ دین کے لیے وقف فرمائی تھی۔ آپ کی ایک قابلِ تحسین و تقلید عادت یہ تھی کہ طلبا کے کھانے کے بعد مطعم پہنچتے۔ پیشانی پہ چمک، آنکھوں میں اشتیاق اور ہاتھوں میں پلیٹ

---

① مجلّہ ''طوبیٰ'' (دسمبر ۲۰۰۹ء، ص: ۲۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے ہوتے، پھر بہت احتیاط سے مطعم میں گھوم گھوم کر وہ چاول یا روٹی کے ٹکڑے چنتے جو طلبا سے کھاتے وقت غیر شعوری طور پر گر جاتے تھے اور اپنی شاہانہ گدی پر بیٹھ کر بڑے شوق سے تناول فرماتے۔ کئی بار لوگوں نے پوچھا: یہ کیا کرتے ہیں؟ ایک دن انھوں نے انتہائی باوقار انداز میں کہا کہ یہ کھانا ان لوگوں کا چھوڑا ہوا ہے، جو قال اللہ وقال الرسول کہتے ہیں، جن کے لیے فرشتے پر بچھاتے اور دعائیں کرتے ہیں۔ میں اس لالچ میں یہ سب کرتا ہوں کہ شاید اللہ مجھے بھی ان لوگوں کے ساتھ حشر میں جمع فرما دے اور میرا حشر بھی ان لوگوں کے ساتھ ہو جائے۔"[1]

یادگار مجلّہ "اہلِ حدیث" میں دار الحدیث رحمانیہ کے تعارف میں یہ تحریر ہے:

"...طلبا کو عمدہ سے عمدہ کھانا دیا جاتا تھا مہتمم مدرسہ روزانہ باورچی خانے کا معاینہ کر کے برابر ہدایت کرتے رہتے تھے...."[2]

مولانا عبدالغفار حسن رحمانی اپنے زمانہ طالب علمی کے دارالحدیث رحمانیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حافظ محمد ابراہیم ناظم مطبخ تھے۔ کھانا چوکیوں پر رکھ دیا جاتا، ہم لوگ آمنے سامنے بیٹھ کر کھاتے۔ جب شیخ عطاء الرحمٰن نے سنا کہ میرے والدین اور دادا بھی فوت ہو چکے ہیں تو مجھے بلا کر کہا کہ تمھیں اپنا بیٹا بناتا ہوں، چناں چہ گھر سے کھانا آنے لگا۔"[3]

مہتمم صاحب کے دولت خانہ پر طلبا و اساتذہ کی دعوتیں:

مدرسے کے مطبخ کے مثالی کھانے کے انتظام کے ساتھ ہی مہتمم موصوف ادارے

---

① ایضا (ص:۲۹)

② یادگار مجلّہ "اہلِ حدیث" (ص:۳۰۱)

③ مولانا عبدالغفار حسن، حیات و خدمات (ص:۷۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے جملہ طلبا و اساتذہ کو وقتاً فوقتاً اپنے گھر مدعو کرتے اور لذیذ و پُر تکلف کھانوں سے ان کی تواضع کرتے، اس موقع پر گھر کے تمام افراد علما و متعلمین کی خدمت میں لگے رہتے اور اسے باعثِ شرف تصور کرتے۔

مدرسے میں پہلے متعلم پھر مدرس رہنے والے مولانا عبدالرؤف رحمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''دار الحدیث رحمانیہ دہلی کا حسنِ انتظام اب تک لوگوں کو یاد ہے۔ ہر ماہ تمام طلبا کی نفیس و پرتکلف دعوت ناظم رحمانیہ اپنے دولت کدہ پر کیا کرتے تھے۔ ہر ہفتے علما و مدرسین کی دعوت بہت ہی لذیذ و نفیس کھانوں پر مشتمل ہوا کرتی تھی....''[1]

مولانا محمد صاحب جونا گڑھی مدرسہ رحمانیہ کے مہتمم شیخ عطاء الرحمن صاحب کی وفات کے بعد ایک مضمون میں ان کے خلف شیخ عبد الوہاب صاحب کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مرحوم (شیخ عطاء الرحمن) کی عادت کے مطابق (شیخ عبدالوہاب) میری اور جملہ مدرسین رحمانیہ کی دعوت ہر جمعے کی شام کو اپنی کوٹھی پر کرتے ہیں۔ موٹریں آتی ہیں اور مدرسین کرام کو بہ عزت لے جاتی ہیں اور وہاں خدا کی دی ہوئی ہمہ قسم کی نعمتیں تناول فرما کر واپس پہنچا جاتی ہیں....''[2]

واضح رہے کہ طلبا کی دعوت کا پروگرام محض اکل و شرب اور تفریح تک محدود نہیں رہتا تھا، بلکہ اس کے ساتھ ہی مختلف علمی و تربیتی پروگرام بھی منعقد ہوتے تھے، جن کے بعد مہتمم صاحب کی طرف سے طلبا پر نقد انعام کی بھی بارش ہوتی تھی۔

---

① ماہنامہ ''محدث'' بنارس (اگست ۱۹۹۲ء، ص: ۱۶)

② پندرہ روزہ ''اخبارِ محمدی'' دہلی (یکم جولائی ۱۹۳۸ء، ص: ۱۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سلسلے میں ایک بار پھر قاری عبدالسبحان صاحب مئوی کا بیان ملاحظہ ہو:

''دار الحدیث رحمانیہ دہلی میں طلبا و اساتذہ کی باقاعدہ ضیافت ہوتی تھی، میزبانی بول کر میزبانی ہوتی تھی اور میزبان خود متولی صاحب ہوتے تھے۔ دلی کے بہت سارے اغنیا و اثریاء گربہ مسکین بن کر متولی صاحب کے پاس اس نیت کے ساتھ آتے کہ آج ہم مہمانانِ رسول کی میزبانی کا شرف حاصل کریں گے، ان کی دعوت کریں گے۔ شیخ صاحب سے ملتے، بڑی انکساری کے ساتھ اپنی بات ان کے سامنے رکھتے کہ آپ سے بہتر ہم کیا خدمت کرسکیں گے اور آپ جیسی توجہ ہم کہاں دے سکیں گے، مگر پھر بھی آپ سے گزارش ہے کہ آج طلبا و اساتذہ کو اجازت دیں کہ ہمارے غریب خانہ کی رونق بڑھائیں اور ماحضر تناول فرمائیں، ایک جگہ رہتے رہتے اور کھاتے پیتے طبیعت اکتا جاتی ہوگی، اس لیے منہ کا مزہ بدلنے کے لیے نہ سہی، آب و ہوا کی تبدیلی کے لیے۔ اے کاش! آپ یہ اجازت مرحمت فرماتے! متولی صاحب گزارش سننے کے بعد چند لمحے خاموش رہتے، پھر کہتے: ہاں آپ نے تبدیلی آب و ہوا کی بڑی اچھی بات سمجھائی، نشاط و انبساط کے لیے یہ بڑی لازمی چیز ہے۔

''آج مدرسے میں یہ اعلان کر دو کہ جنگل والی کوٹھی میں اساتذہ و طلبا کی ضیافت ہوگی۔ پھر اپنی کار سے اساتذہ وطلبا کو مدرسے سے وہاں پہنچاتے۔ کھانا، پانی، دعوت تو بہانہ ہوتا، وہاں پہنچ کر قسم قسم کے رنگ برنگ کے پروگرام اساتذہ وطلبا منعقد کرتے اور اول آنے والے طالب علم متولی صاحب سے نقد انعام پاتے۔ تجوید میں اول آنے والے کو انعام، حفظِ قرآن میں اول آنے والے کو انعام، حفظِ احادیث میں امتیاز رکھنے والے کو انعام، تقریر دل پذیر پر انعام، تحریر دل نشیں پر انعام، مکالمے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مباحثے و مناظرے پر انعام، کھیل کود میں نمایاں رہنے والے کو انعام۔ پس جس دن جنگل والی کوٹھی پر دعوت ہوتی، سمجھ لو آج متولی صاحب سخاوت کی بدلی بن کر چھائیں گے اور انعام کی بارش برسائیں گے۔''[1]

رمضان وغیرہ کی چھٹیوں میں جو طلبا گھر نہ جاتے اور مدرسے ہی میں مقیم رہتے، ان کے خور و نوش کے ساتھ ان کی دیگر ضروریات کے لیے کچھ نقد بھی فراہم کیا جاتا تھا اور عید کے دن عیدی سے بھی نوازا جاتا، ملاحظہ ہو ''اخبار محمدی'' دہلی کی ایک رپورٹ:

''دہلی کے اس مدرسے تیں امسال جن طلبا نے رمضان شریف گزارا، انھیں دونوں وقت کا طعام اور افطاری کے علاوہ دس دس روپے نقد دیے گئے، پھر عید کے دن دو دو روپے اور مٹھائیاں دی گئیں، ملازمینِ مدرسہ بھی اس انعام عید سے محروم نہیں رہے....''[2]

رحمانیہ میں زیرِ تعلیم ایک طالب علم نے ''ہماری عید قرباں'' کے عنوان سے رسالہ محدث میں ایک مضمون لکھا ہے، اس کی چند سطریں ملاحظہ ہوں:

''گذشتہ سال کی طرح امسال بھی رفقاے رحمانیہ کی تقریب عید الاضحیٰ بحمداللہ بڑے شان دار طریقے پر ادا ہوئی۔ ابھی ماہِ ذی الحجہ کا چاند نظر بھی نہ آیا تھا کہ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ العالی نے قربانی کے جانوروں کی خریداری شروع کر دی۔ تقریباً اکیس جانور خریدے، جن میں سے صرف چھے بکرے باقی سب دنبے تھے اور وہ بھی ایسے عمدہ کہ ۶۰۔۶۵ روپے سے کم کا تو شاید ہی کوئی رہا ہو، ورنہ اسی نوے بلکہ بعض تو سو سو روپے کے تھے۔ اِدھر درزی کو حکم ہوا کہ مدرسے کے تمام اساتذہ کے لیے اس سال بھی گرم شیروانیاں تیار کی جائیں، چناں چہ درزی نے سب کے ناپ لے

---

[1] مجلّہ ''طوبیٰ'' (دسمبر ۲۰۰۹ء، ص: ۲۸۔۲۹)

[2] پندرہ روزہ ''اخبار محمدی'' دہلی (یکم دسمبر ۱۹۳۸ء، ص: ۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر بہترین گرم کپڑے کی شیروانیاں تیار کیں۔ اس کے علاوہ بعض ضرورت مند طالب علموں کے لیے بھی نئے کپڑے بنوائے گئے...۔''[1]

لباس و بستر:

مولانا عبد الرؤف رحمانی اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:

''... اوڑھنے بچھانے کے لیے گدا اور چادر ولحاف ملتا تھا، جاڑے کے موسم میں ٹرکوں پر لڑکوں کے لیے اونی سوئٹر اور اونی کوٹ اور تمام قسم کے کمبل اور نئے نئے لحاف و گدے آتے تھے...۔''[2]

''طلبا دار الحدیث رحمانیہ کا حقیقت افروز بیان''

رحمانیہ سے شائع ہونے والے رسالہ ''محدث'' کے ایک شمارے میں عنوان مذکور کے تحت مدرسے کے طلبا نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے، اس کی چند سطریں ملاحظہ ہوں:

''... جہاں ہماری روحانی و اخلاقی تربیت کے انتظامات ہیں وہاں ہماری جسمانی راحت کے بھی سیکڑوں اسباب ہیں۔ دونوں وقت باقاعدہ پکی پکائی اچھی غذا، برف کا ٹھنڈا پانی، درس گاہوں اور مسجد میں بجلی کے پنکھے اور روشنی۔ ضرورت مندوں کو کپڑے، جوتے، جاڑوں میں لحاف، کمبل، اونی قمیصیں، روئی دار بنڈیاں وغیرہ۔ ہماری صحت کی نگرانی کے لیے ایک ڈاکٹر کا تقرر، حجامتیں درست کرنے کے لیے ایک حجام کی مستقل ملازمت، لالٹین، تیل، صابون، چارپائی، یہاں تک کہ کتابیں بھی پڑھنے کے لیے عاریتاً مدرسے ہی سے دی جاتی ہیں...۔''[3]

---

③ رسالہ ''محدث'' دہلی (مارچ ۱۹۴۰ء، ص: ۲۲)

② ماہنامہ ''محدث'' بنارس (اگست ۱۹۹۲ء، ص: ۱۷۔ ۱۸)

③ رسالہ ''محدث'' دہلی (نومبر ۱۹۳۸ء، ص: ۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والد محترم مولانا محمد صاحب اعظمی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

”...اساتذہ وطلبا کو تشجیعی آسایشیں اور سہولتیں فراہم کی جاتی تھیں، مثلاً موسمِ سرما میں ہر طالب علم کو لحاف اور گدے دیے جاتے تھے۔ کبھی کبھار تفریحی مقامات کی سیر کرائی جاتی۔ موسم کے لحاظ سے میووں و پھلوں سے تواضع کی جاتی۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر عیدی دی جاتی اور مہتمم صاحب کے گھر سے اسپیشل کھانے بھیجے جاتے۔ کسی دوسرے کی دعوت قبول کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ یہ مدرسہ طلبا و اساتذہ کی ضروریات و سہولیات کے معاملے میں اس حد تک خود کفیل تھا کہ طلبا کے کھیل کود کے لیے اس کے پاس مدرسے سے متصل اپنا ایک میدان تھا، جو صرف طلبا کے کھیل کود کے لیے خاص تھا، ان کو ادھر ادھر جانے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔“[1]

سفر خرچ:

مدرسے میں زیرِ تعلیم طلبا میں سے اگر کسی کے پاس چھٹیوں میں گھر جانے کے لیے سفر خرچ نہ ہوتا تو مہتمم صاحب ایسے طلبا کو اپنی جانب سے سفر خرچ بھی دیتے تھے۔ ہندوستان کے باہر کے طلبا بھی مدرسے میں پڑھتے تھے، بوقت ضرورت انھیں بھی سفر خرچ فراہم کیا جاتا تھا۔

”اخبار محمدی“ میں شائع شدہ ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے:

”مدرسہ رحمانیہ میں چھٹی ہوگئی، جو نادار طلبا اپنے گھر اپنے خرچ سے نہ جاسکتے تھے، انھیں فیاض دل مہتمم صاحب نے پورا خرچ دے کر ان کے ماں باپ سے ملنے کے لیے بھیج دیا ہے...“[2]

---

① ماہنامہ ”محدث“ بنارس (ستمبر، اکتوبر ۲۰۰۸ء، ص: ۲۸)

② پندرہ روزہ ”اخبار محمدی“ دہلی (یکم نومبر ۱۹۳۸ء، ص: ۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخبار مذکور ہی کے ایک شمارے میں مدرسے کے سالانہ امتحانات کے بعد تقسیمِ اسناد و انعامات وغیرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ”...ایک نجدی طالب علم کو (بھی) دورہ کی سند ملی اور ساٹھ روپے سفر خرچ کے....“[1]

سیر و تفریح:

تعلیمی اداروں میں زیرِ تعلیم طلبا کے لیے سیاحتی مقامات کی سیر کا اہتمام کیا جاتا ہے، جس کے لیے بعض اسکولوں میں لمبی لمبی رقمیں جمع کرائی جاتی ہیں۔ آج سے تقریباً ایک صدی قبل دار الحدیث رحمانیہ کے باذوق مہتمم اپنے مدرسے کے طلبا کو دہلی کے بعض مشہور مقامات کی سیر کے لیے لے جاتے تھے اور وہاں ان کے کھانے پینے کے مکمل انتظام کے ساتھ ساتھ ان کو کچھ نقد بھی دیتے تھے، تاکہ انھیں اپنے من پسند کی کوئی چیز خریدنی ہو تو محرومی کا احساس نہ ہو۔

مولانا نذیر احمد رحمانی رسالہ محدث کے اداریہ میں ”سالانہ تفریح“ کا عنوان قائم کر کے کچھ تمہیدی باتیں ذکر کرنے کے بعد ۱۹۳۹ء کے تعلیمی سال کے آخر میں طلبا کو کرائی جانے والی سیر و تفریح کے بارے میں لکھتے ہیں:

”... اعلان کے مطابق ۱۶/ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ مطابق ۵/ جولائی ۱۹۳۹ء بروز بدھ کو اکٹھا چار لاریاں ٹھیک دو بجے مدرسے کے سامنے آ کر کھڑی ہوگئیں، مدرسے کا سارا اسٹاف تیار ہی بیٹھا تھا۔ فوراً سوار ہو گئے اور ۱۰/ منٹ کے بعد ”مہر ولی عرف قطب صاحب“ کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں پرانا قلعہ، شاہ ہمایوں کا مقبرہ وغیرہ بعض تاریخی مقامات دیکھتے ہوئے تقریباً ۴/ بجے منزلِ مقصود پر پہنچ گئے۔ وہاں ٹھہرنے کے لیے عالی جناب محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مرحوم کے صاحب

[1] پندرہ روزہ ”اخبار محمدی“ دہلی (۱۵/ اکتوبر ۱۹۳۸ء، ص: ۱۴۔۱۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زادے محترم جناب شیخ محمد صاحب نے اپنی خاص کوٹھی کی کنجیاں مرحمت فرما دی تھیں۔ اس لیے سب نے آپ ہی کی کوٹھی میں قیام کیا، جو نہایت ہوا دار اور آرام دہ جگہ ہے.....

''عالی قدر محترم جناب حاجی شیخ عبدالوہاب صاحب مہتمم مدرسہ نے پچھلے سال کی طرح اس سال بھی لڑکوں میں تقسیم کرنے کے لیے بالکل نئے پیسے بھجوا دیے تھے۔ پیسے ایسے خوب صورت اور جاذبِ نظر تھے کہ دیکھنے میں سونے کی گنی معلوم ہوتے تھے۔ آٹھ آٹھ آنے کی الگ الگ گڈیاں بنی ہوئی تھیں۔ سب کو ایک ایک گڈی دے دی گئی۔ اس سے ان کی خوشی کے جذبات چند در چند زیادہ ہوگئے۔ وہاں پہنچ کر اِدھر اُدھر پہاڑیوں پر تفریح کے لیے لوگ منتشر ہوگئے۔ مغرب کے بعد کھانے کے لیے دسترخوان چن دیا گیا۔ بہترین پراٹھے، قورما اور کھیر سے سب کی تواضع کی گئی، جو دہلی کے مشہور باورچیوں کو وہیں بھیج کر تیار کرائے گئے تھے۔ رات نہایت لطف سے گزری۔ ۶/ جولائی کی صبح کو تقریباً آٹھ بجے جناب مہتمم صاحب برف کی سلی اور قلمی آموں کی ایک کثیر مقدار لے کر وہاں پہنچ گئے۔ آپ کی تشریف آوری سے ہمارے دل باغ باغ ہوگئے۔ تھوڑی دیر تک آپ اساتذہ کے ساتھ باتوں میں مشغول رہے اور پھر اپنی ضرورت کی وجہ سے جلد ہی واپس آگئے۔ ہم لوگ تقریباً گیارہ بجے کھانے سے فارغ ہوئے۔ اس وقت بھی کھانے کا بہترین انتظام تھا۔ کافی تعداد میں سب کو آم ملے۔ برف کا ٹھنڈا پانی ہر وقت تیار رہتا تھا۔ الغرض ہر طرح کی راحت و آسایش کے ساتھ دن گزار کر تقریباً چھے بجے شام کو انھی لاریوں کے ذریعے خوش خوش مدرسے واپس آگئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فالحمد لله على ذلك‘‘[1]

اخبارِ محمدی ’’مدرسہ رحمانیہ کے طلبا کی سیر قطب‘‘ کا عنوان لگا کر لکھتا ہے:

’’... بذریعہ موٹر لاریوں کے (مہتمم صاحب نے طلبا کو) قطب بھیجا، بدھ کے دن دوپہر کو یہ گئے، رات کو وہیں رہے، دن بھی وہیں گزارا، دونوں وقت دہلی کے باورچی سے بہترین کھانے پکوا کر کھلائے اور سرولی کے بڑھیا آم شکم سیر ہو کر کھلائے، جاتے ہوئے ہر ایک کو ڈھلے ڈھلائے نئے پیسے آٹھ آٹھ آنے کے دیے، تا کہ وہ اپنی من مانی چیز خرید سکیں....‘‘[2]

خطیب الہند مولانا عبدالرؤف رحمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

’’... سال میں دو مرتبہ اوکھلا یا قطب لاٹ کی طرف سیر کرائی جاتی تھی۔ متعدد بسوں اور لاریوں پر طلبا اور کھانے کے جملہ تمام پکے پکائے ہنڈے پہنچتے تھے اور وہاں سیر و تفریح کے بعد گرم گرم اور تازہ و نفیس کھانے کھانے کو ملتے تھے....‘‘[3]

محمد اکبر فارانی متعلم رحمانیہ قطب کی ایک سیر کے موقع کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’... گندھک کے کنویں میں تو طلبا کے ساتھ ہی (شیخ عطاء الرحمٰن) غسل فرماتے، لیکن جھرنے میں آپ چارپائی پر بیٹھ جاتے اور طلبا حوض میں اس کی چھت سے کودتے۔ اچھا کودنے والے کو انعام دیتے۔ یہ دیکھ کر دوسرے لوگ بھی آ جاتے اور وہ اور زیادہ اونچے مقام درخت وغیرہ سے کودتے۔ میاں صاحب انھیں بھی انعام دیتے....‘‘[4]

---

① رسالہ ’’محدث‘‘ دہلی (اگست ۱۹۳۹ء، ص: ۳۔۴)

② پندرہ روزہ ’’اخبار محمدی‘‘ دہلی (۱۵/ جولائی ۱۹۳۹ء، ص: ۲)

③ ماہنامہ ’’محدث‘‘ بنارس (اگست ۱۹۹۲ء، ص: ۱۶۔۱۷)

④ رسالہ ’’محدث‘‘ دہلی (اگست ۱۹۳۸ء، ص: ۱۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورزش:

مدرسے میں طلبا کے لیے ورزش اور کھیل کود کا بھی ادارے کی طرف سے معقول انتظام تھا، اس کے لیے باقاعدہ ایک جانکار اور تجربہ کار فرد کا تقرر ہوتا تھا۔

مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''جس زمانے میں میں دار الحدیث رحمانیہ دہلی میں زیر تعلیم تھا (۱۹۳۴ء تا ۱۹۳۹ء) اس کے مہتمم جناب شیخ عطاء الرحمٰن مرحوم نے فن سپہ گری اور بنوٹ کے لیے باقاعدہ ایک استاذ کا انتظام کر رکھا تھا، جو جماعتِ مجاہدین کی یادگار تھے اور بعد نمازِ عصر طلبا کو دار الحدیث کے وسیع ہال میں بنوٹ وغیرہ کی عملی تعلیم دیتے تھے۔''[1]

مولانا عبد الغفار حسن ورزش کے استاذ کا تعارف کراتے ہوئے فرماتے ہیں:

''خلیفہ عبد القادر جسمانی ورزش کے استاد تھے، ان سے بنوٹ (لاٹھی چلانا) سیکھا۔ خلیفہ عبد القادر بنوٹ یا گتکا کے ماہر تھے، سارے داؤ پیچ سکھائے کہ دفاع کیسے کیا جاتا ہے اور حملہ کیسے! وہ میرے والد مرحوم کے گہرے دوست تھے، اس لیے مجھ پر بھی بہت شفقت فرماتے تھے۔ دُبلے پتلے اور میانہ قد لیکن انتہائی پھرتیلے۔

''ایک دفعہ وہ اپنی بیوی کو ڈولی میں بٹھا کر محلہ کشن گنج سے پھاٹک حبش خاں لے جا رہے تھے، اس زمانے میں کہار عموماً ہندو ہوا کرتے تھے، جب ڈولی نہر کے کنارے پہنچی تو تنہائی دیکھ کر کہاروں نے ڈولی نیچے رکھ دی اور خلیفہ عبد القادر سے، جو ساتھ ساتھ پیدل آ رہے تھے کہا کہ لو تمھاری شامت آئی۔ تمھاری بیوی کے پاس جتنا زیور ہے، وہ ہمارے

---

[1] مقدمہ کتاب اہلِ حدیث اور سیاست (ص: ۱۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالے کر دو، ورنہ مار مار کر یہیں ختم کر دیں گے اور پھر ایک کہار نے اچانک لاٹھی اٹھا کر مارنا چاہا، لیکن خلیفہ عبد القادر نے پھرتی سے اس کی کلائی کی ایک رگ کو اس زور سے دبا دیا کہ لاٹھی اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ خلیفہ صاحب نے لاٹھی اُٹھا کر اس کے سر پر ماری کہ وہ بے ہوش ہو کر گر گیا۔ دوسرا کہار اپنے ساتھی کا یہ حشر دیکھ کر بھاگ نکلا اور خلیفہ اپنی بیوی کو پیدل پھاٹک حبش خاں تک چلا لائے۔''[1]

مولانا عبد الغفار حسن رحمانی ایک اور کھیل کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کھیلوں میں شیخ (مہتمم) صاحب کو کبڈی بہت پسند تھی۔ میں بھی شوق سے کھیلتا تھا۔ شیخ صاحب چارپائی پر بیٹھے رہتے۔ خوب پالا مارنے والے کو شاباشی دیتے بلکہ انعام بھی۔ سرخ رومال ساتھ ہوتا، جس میں پیسے بندھے ہوتے۔ ایک دفعہ میرے ایک ساتھی حاکم علی کبڈی کبڈی کہتے میری طرف آئے، میں نے ان کی ٹانگ پکڑی اور پھر میرے ساتھیوں نے انھیں زیر کر لیا۔ ہمارے ہاں کبڈی پنجاب سے مختلف ہے، جہاں ایک آدمی کو صرف ایک ہی پکڑ سکتا ہے۔ شیخ صاحب بہت محظوظ ہوئے اور مجھے پانچ روپے انعام میں دیے۔ ایک مرتبہ حریف میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور میرے ساتھی میری مدد کو نہ پہنچ سکے تو شیخ صاحب نے انھیں ڈانٹا کہ اپنے ساتھی کی مدد کو کیوں نہ آئے؟''[2]

مولانا عبد الرؤف رحمانی ورزش سے متعلق یہ بھی لکھتے ہیں:

''لڑکوں کی سیر و تفریح اور ورزشی کھیل کے بعد بادام کا شربت برف آلود پیش کیا جاتا تھا۔ طبعاً کھیل کی مجلسوں میں میں شریک نہیں ہوتا تھا، لیکن

---

[1] مولانا عبد الغفار حسن، حیات و خدمات (ص: ۶۹)

[2] ایضاً (ص: ۷۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دو بار شرکت کا اتفاق ہوا۔ میں نے بھی کبڈی مدرسے کے صحن میں کھیلا ہے اور میں نے بھی ایک دو بار شربت پیا ہے۔''[1]

''اخبارِ محمدی'' کی ایک خبر میں اس کا بھی تذکرہ ہے کہ مہتمم صاحب بنوٹ کے اچھے کھلاڑیوں کو نیکر اور بنیائن بھی خرید دیتے تھے، نیز تعلیمی و تربیتی میدان میں آگے رہنے والے طلبا کی طرح اس میدان کے طلبا کو بھی انعام واکرام سے نوازا کرتے تھے۔

کچھ دیگر انتظامات:

مذکورہ بالا سہولیات کے علاوہ طلبا کو کچھ اور سہولتیں بھی فراہم تھیں۔

مولانا نذیر احمد رحمانی فرماتے ہیں:

''...آپ (شیخ عطاء الرحمٰن) نے طلبا کی دیکھ بھال کے لیے ایک مستقل ڈاکٹر مقرر کر دیا ہے۔ درس گاہوں میں بجلی کے پنکھے لگے ہوئے ہیں۔ گرمیوں میں صرف صبح کے وقت تعلیم ہوتی ہے۔ جاڑے میں کمبل، لحاف، کوٹ، روئی دار بنڈیاں وغیرہ طلبا کو دی جاتی ہیں۔ وضو اور غسل کے لیے گرم پانی تیار رہتا ہے۔ مدرسے ہی کی طرف سے سب کو چارپائیاں، لالٹین اور تیل، کپڑے دھلنے کے لیے صابن ملتا ہے۔ ایک حجام ملازم ہے جو ہر جمعرات کو آکر سب کی حجامتیں درست کرتا ہے۔ دو اور خادم ہیں، جو مدرسے کے دوسرے کام انجام دیتے ہیں۔''[2]

مولانا عبدالغفار حسن رحمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''... جناب حاجی (عبدالرحمٰن) صاحب مرحوم کے بعد ان کے بڑے صاحب زادے حاجی عبدالستار صاحب نے اپنی توجہ مدرسے کی جانب

---

1. ماہنامہ ''محدث'' بنارس (اگست ۱۹۹۲ء، ص: ۱۷۔ ۱۸)
2. رسالہ ''محدث'' دہلی (نومبر ۱۹۳۸ء، ص: ۲۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبذول کی اور اس کام میں دلچسپی کے ساتھ حصہ لیا، لیکن افسوس کہ آپ بھی عالمِ شباب میں وفات پا گئے۔ والدہ صاحبہ حاجی صاحب مرحوم کو اپنے دورِ حیات میں مدرسے سے خاص دلچسپی تھی۔ طلبا کے آرام و آسایش کے لیے آپ ہی نے برقی روشنی اور بجلی کے پنکھوں کا انتظام کیا...'' [1]

واضح رہے کہ بجلی کی روشنی اور پنکھوں کی یہ بات تقریباً ایک صدی قبل کی ہے، جب کہ بیشتر مقامات پر اس کا تصور بھی نہ رہا ہوگا اور جہاں رہا ہوگا صرف خواص ہی اس سے مستفید ہوتے رہے ہوں گے، مگر ادارے کے ذمے داران نے طالبانِ علومِ نبوت کی راحت کے لیے اس کا انتظام کر رکھا تھا۔

مولانا عبدالغفار ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''علاج معالجے کے لیے ایک ڈاکٹر صاحب باقاعدہ آیا کرتے تھے۔ ہر جمعرات کو حجام کی حاضری رہتی۔ طلبا کو نہانے کے لیے صابن دیا جاتا۔'' [2]

''اخبارِ محمدی'' لکھتا ہے:

''صحت و صفائی اور تربیت کا یہ عالم تھا کہ مدرسے کی طرف سے ایک نائی مقرر تھا، جو ہر جمعرات کو آ کر طلبا کے خط بنا جاتا تھا۔ اگر کوئی طالب علم خط بنانے میں شریعت کی خلاف ورزی کرتا تو دونوں پر جرمانہ عائد کیا جاتا تھا...'' [3]

مولانا عبدالرؤف صاحب رحمانی رحمہ اللہ ۱۹۳۳ء میں رحمانیہ میں اپنی طالب علمی کے دور میں اس مدرسے کے تعارف پر مشتمل اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:

---

[1] ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور (۱۲/ اگست ۱۹۹۴ء، ص: ۲۱)

[2] مولانا عبدالغفار حسن، حیات و خدمات (ص: ۶۸)

[3] یادگار مجلّہ ''اہلِ حدیث'' (ص: ۳۰۱) بحوالہ پندرہ روزہ ''اخبارِ محمدی'' (۱۵/ ستمبر ۱۹۳۸ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”... اس دار الحدیث کی خصوصیات بہت ہیں۔ جسمانی آرام کے سلسلے میں خوراک ولباس کا خیال تو ضروری چیز ہے اور بجلی کا پنکھا گرمیوں میں تو رحمانی نعمت ہے۔ روحانی آرام اس طرح پر ہے کہ قابل اور لائق مدرسین اپنی اعلیٰ اور عمدہ تقاریر سے طلبا کو خوش رکھتے ہیں۔ کتابیں مدرسے سے دی جاتی ہیں۔ اخبارات و رسائل روزانہ، ہفتہ واری دور دور سے آتے ہیں۔ مصری اخبارات و رسائل بھی برابر آتے ہیں۔ وعظ وتقریر کے لیے عمدہ انتظام ہے۔ عربی تقریریں پانچویں سے لے کر آٹھویں تک برابر ہوتی ہیں اور اردو تقاریر اولیٰ سے لے کر چوتھی تک طلبا کرتے ہیں۔ پانچ روپے سے لے کر لڑکوں کو پچاس پچاس روپے انعام ملتے ہیں... درس گاہوں کا فرش عمدہ ہوتا ہے اور اساتذہ کے لیے قالین غالیچہ بچھایا جاتا ہے...“[1]

[1] پندرہ روزہ ”اخبار محمدی“ دہلی (یکم ستمبر ۱۹۳۳ء، ص:۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 16

طلبا کے لیے انعامات

طلبا کی حوصلہ افزائی کے لیے پوزیشن لینے والے اور محنتی طلبا کو، اسی طرح تقریری وتحریری مقابلوں میں اولیت حاصل کرنے والے طلبا کو، قرآن و حدیث میں اول آنے والے، نماز میں باقاعدہ حاضر رہنے والے، حتی کہ کھیل کود میں حصہ لینے والے طلبا کو بھی انعامات سے نوازا جاتا تھا۔ فراغت کے سال والے طلبا کو بھی خصوصی انعامات دیے جاتے تھے۔ یہ انعامات نقد کی شکل میں بھی ہوتے تھے اور کتاب، قلم، گھڑی، میڈل وغیرہ کی شکل میں بھی۔ بیشتر انعامات مہتمم مدرسہ کی جانب ہی سے ہوتے۔ کچھ دوسرے علم دوست حضرات بھی اس میں حصہ لیتے تھے، مگر ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا تھا۔

دار الحدیث رحمانیہ سے شائع ہونے والے ماہوار رسالہ ''محدث'' کے اپریل ۱۹۴۷ء کے شمارے میں اس سال کے ششماہی امتحان اور اس میں کامیاب طلبا کو دیے جانے والے انعامات کی خبر اس طرح شائع ہوئی ہے:

''دار الحدیث رحمانیہ دہلی کا ششماہی امتحان بھی بحمداللہ خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہوگیا۔ حسبِ دستور طلبا کو امتحان کی تیاری کے لیے ایک ہفتے کا موقع دیا گیا اور پھر از یکم تا ۳؍ ربیع الثانی ۱۳۶۶ھ امتحان ہوتا رہا۔ امتحان کے بعد دو روز مدرسے میں تعطیل رہی، نتیجہ بحمداللہ اچھا ہے۔ جماعت میں اول آنے والے ہر طالب علم کو مہتمم صاحب کی طرف سے دو دو روپے نقد بطور انعام دیے گئے۔ (منیجر)''[1]

---

[1] رسالہ ''محدث'' دہلی (اپریل ۱۹۴۷ء، ص: ۲۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالہ ''محدث'' کے جنوری ۱۹۴۷ء کے شمارے میں مدرسے کے سہ ماہی امتحان اور تعطیل وغیرہ کی خبر شائع ہوئی ہے، جس کے آخر میں ہے:

''...نتیجہ مجموعی حیثیت سے بفضلہٖ تعالیٰ حوصلہ افزا ہے۔ جماعت میں اول آنے والے ہر طالب علم کو جناب مہتمم صاحب مدظلہ العالی کی طرف سے دو دو روپے نقد انعام دیے گئے۔ فبارك اللّٰه فيه وأحسن إليه''[1]

مولانا عبدالرحمٰن نحوی (استاد مدرسہ فیض عام مئو) کے سوانح نگار نے لکھا ہے:

''ان کے باقیات صالحات میں مختلف علوم کی بے شمار کتابیں اور ان میں ہمہ تن استغراق میدانِ علم اور سلامتِ ذوق کا ثبوت ہیں، ورثہ دینی اور خزانہ علمی کے طور پر آج بھی محفوظ ہیں، جن میں علامہ سیالکوٹی کی تصنیفات روحانی کشش ثقل بتاتی ہیں تو صحیح بخاری کی جلدیں مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی کے قدر جوہر شناس کی علامت ہیں، جو فراغت کی تقریب اور ہم درسوں میں اولیت کے اعتراف میں بطور انعام ملی تھیں، جس پر فراغت ۱۵رشعبان ۱۳۴۱ھ درج ہے۔''[2]

مولانا حکیم محمد بشیر مبارک پوری رحمانی کے بارے میں مولانا نوشہروی نے لکھا ہے:

''۷رشعبان ۱۳۴۵ھ کو مدرسے (رحمانیہ) سے علاوہ جبہ و دستار اور نقدی انعام کے سند تکمیل عنایت فرمائی گئی اور شیخ الحدیث نے اپنا اجازہ مرحمت فرمایا۔''[3]

مولانا نذیر احمد صاحب املوی کے بارے میں نوشہروی صاحب نے لکھا ہے:

---

① رسالہ ''محدث'' دہلی (جنوری ۱۹۴۷ء، ص:۱۱)

② مجلّہ ''آثار جدید'' مئو (دسمبر ۲۰۰۴ء، ص:۲۴)

③ تراجم علماے حدیث ہند (ص: ۴۱۰، ۴۱۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”ہر امتحان میں اول رہے اور سال آخر میں تمام مدرسے میں اولیت و اولویت کی وجہ سے انعام میں صحیح بخاری اور ۴۰/ روپیہ نقد انعام سے سرفراز ہوئے۔ یہ تکمیل ۱۵/ شعبان ۱۳۴۶ھ کو ہوئی۔“[1]

مولانا آزاد رحمانی نے اس کے علاوہ ایک جیبی گھڑی کا بھی تذکرہ کیا ہے۔[2]

شیخ الحدیث علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ کے چھوٹے بھائی مولانا عبید الرحمن بھی رحمانیہ سے فارغ تھے اور فراغت کے بعد اسی مدرسے میں مدرس مقرر ہوئے تھے، ان کے بارے میں مولانا نوشہروی لکھتے ہیں:

”دارالحدیث رحمانیہ کے امتحانِ حدیث میں اول آئے اور مندرجہ ذیل انعامات حاصل کیے: یعنی تیئس (۲۳) روپیہ، ایک گھڑی، ایک نجدی چغہ، ایک سنہری عقال۔“[3]

واضح رہے کہ موصوف کی فراغت ۱۳۵۶ھ میں ہوئی ہے۔

مولانا عبدالحلیم ناظم رحمانی جو رحمانیہ کے فارغ اور پھر وہاں کے مدرس تھے اور رسالہ محدث کے اول مدیر تھے، ان کے بارے میں ان کے تذکرہ نگار نے لکھا ہے:

”...آٹھویں جماعت میں پورے مدرسے میں اول آئے، اس لیے انعام میں آپ کو ایک چاندی کا میڈل اور عمدہ گھڑی دی گئی۔ یہ میڈل یا تمغہ مرحوم عبدالستار میونسپل کمشنر کی طرف سے ہر اس خوش نصیب طالب علم کو دیا جاتا تھا، جو آٹھویں جماعت میں درجۂ اول میں پاس ہوتا تھا۔ الحاصل مرحوم ۱۹۳۱ء میں تحصیلِ علم سے فارغ ہوگئے۔ عمر اکیس (۲۱)

---

① تراجم علماے حدیث ہند (ص: ۴۱۲)

② ملاحظہ ہو: اہلِ حدیث اور سیاست، مقدمہ (ص: ۱۳)

③ تراجم علماے حدیث ہند (ص: ۴۰۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال تھی....''[1]

مولانا عبدالرؤف صاحب رحمانی نے اپنی فراغت کے سال کے آخری جلسہ (تقسیمِ اسناد و مقابلہ خطابت) کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد لکھا ہے:

''اس سال کا سارا انعام مجھے ملا تھا، گھڑی بھی ملی تھی، جب میں جبہ وغیرہ پہن کر آیا....''[2]

ایک دوسرے مقام پر موصوف لکھتے ہیں:

''ہمارے مدرسہ رحمانیہ میں طلبا کو نقدی انعام دینے کا بھی دستور تھا۔ امتحان کا نتیجہ سنایا جاتا اور نقد روپیہ، گھڑی اور جبہ و دستار کا انعام دیا جاتا تھا۔ ہم بھی اپنے زمانے میں جماعت میں اول آتے رہے اور انعامات سے نوازے گئے۔

''اس دن میں شیخ عطاء الرحمٰن صاحب کی دعوت پر دلی کے تمام مدارسِ عربیہ کے علما حتی کہ جامعہ ملیہ عربیہ دہلی کے بڑے بڑے عربی ٹیچر خواجہ اسلم صاحب جے راج پوری، خواجہ عبدالحی صاحب فاروقی، محترم ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب شیخ الجامعہ جو بعد کو ہندوستان کے صدر جمہوریہ کے منصب پر فائز ہوئے، وہ بھی تشریف لاتے تھے۔ میاں صاحب اس دن بڑی شان دار و پُرتکلف دعوت کرتے تھے۔ تمام مدارسِ عربیہ کے مہمانوں کو اور طلبا و اساتذہ کو بہترین و پرتکلف کھانا کھلاتے تھے۔''[3]

مولانا عبدالغفار حسن رحمانی بیان کرتے ہیں:

---

[1] ماہنامہ ''محدث'' بنارس (جولائی ۱۹۹۳ء، ص: ۱۴۔۱۵)

[2] ماہنامہ ''السراج'' نیپال، خطیب الاسلام نمبر (ص: ۴۶۲۔۴۶۳)

[3] ماہنامہ ''محدث'' بنارس (اگست ۱۹۹۲ء، ص: ۱۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''شیخ عبدالرحمٰن اور ان کے بھائی عطاء الرحمٰن مل کر مدرسہ رحمانیہ کے تمام اخراجات اور مصارف بڑی فیاضی اور سخاوت کے ساتھ پورے کرتے تھے۔ طلبا میں حفظِ قرآن، حدیث، تفسیر اور کتابت کا شوق و جذبہ اُبھارنے کے لیے مقابلوں کا خاص اہتمام فرماتے اور نمایاں کارکردگی دکھانے والے طلبا کو اپنی جیب خاص سے خصوصی انعامات دیتے۔ جو طالب علم پورے مدرسے میں فرسٹ آتا، اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے بہت زیادہ انعام و اکرام سے نوازا جاتا۔ ایک دفعہ میں فرسٹ آیا تو انھوں نے مجھے فن نحو کی مشہور کتاب ''هداية النحو'' انعام میں دی، جس کی قیمت اس وقت ایک روپے سے بھی کم تھی، لیکن جو لڑکا سیکنڈ آیا، اسے پانچ روپے انعام میں دیے گئے۔ جب ہمارے ساتھیوں میں سے کسی نے ان کی توجہ اس طرف دلائی تو انھوں نے فوراً اپنی غلطی کا اقرار کرتے ہوئے مجھے بھی پانچ روپے اور ساتھ میں کتاب بھی دی۔''[1]

مذکورہ بالا بیانات کے بعد مدرسے سے متعلق کچھ اور خبریں ملاحظہ ہوں، جن سے اس موضوع پر مزید روشنی پڑتی ہے:

''اخبار محمدی'' دہلی اپنے ایک شمارے میں مدرسے کی خبروں کے ضمن میں لکھتا ہے:

''نتیجہ امتحان: دار الحدیث رحمانیہ کا نتیجہ امتحان سالانہ ۱۷؍ شعبان کو سنایا گیا، اس سال ۶۵؍ لڑکے امتحان میں شریک ہوئے، جن میں سے اکثر کامیاب ہوئے۔۔۔''

ممتحن صاحب نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے فرمایا:

---

[1] ماہنامہ ''صراطِ مستقیم'' برمنگھم (نومبر، دسمبر ۱۹۹۸ء، ص: ۱۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"الحمد للہ اس سال کا نتیجہ امتحان سال ما سبق سے بہت ہی اچھا رہا۔ تقریباً دو تہائی لڑکے کامیاب ہوئے۔ بعض جماعتوں میں ایک لڑکا بھی فیل نہیں ہوا۔ آٹھویں جماعت (آخری درجہ) کے چھے امیدوار تھے، جن میں سے پانچ امیدوار کامیاب ہوئے۔ مدرسے کی طرف سے ان کی دستار بندی کرائی گئی۔ ایک لڑکے نے اعلیٰ نمبروں سے پاس ہو کر مدرسے میں اول درجہ حاصل کیا، مدرسے کی طرف سے اس کو تیس روپے اور ایک کتاب اور ایک میڈل (تمغہ) انعام میں دیا گیا، اسی طرح باقی جماعتوں میں کئی لڑکے قابل انعام تھے، جن کو انعام دیا گیا...

"اس سال مدرسے میں ایک عجیب بات یہ ہوئی کہ آٹھویں جماعت کا ایک نابینا طالب علم جن کا نام عطاء الرحمٰن ہے اور ہوشیار پور کے رہنے والے ہیں، اپنی جماعت میں اول نمبر سے پاس ہوئے اور حدیث و تفسیر میں بھی اول درجہ حاصل کیا، مدرسے کی طرف سے ان کو بھی مبلغ پچیس روپے اور ایک میڈل انعام میں دیا گیا۔ نماز میں باجماعت حاضر رہنے والے طلبا کو دس دس روپے انعام میں دیا گیا...."[1]

اخبارِ محمدی کے ایک دوسرے شمارے میں ہے:

"دار الحدیث رحمانیہ میں تقریروں پر انعام":

"دس ماہ رواں کو مدرسے کے طلبا کی تقریریں زیر صدارت جناب مولانا نواب ضمیر مرزا صاحب رئیس لوہارو ہوئیں۔ عربی کی تقریر میں پانچ طالب علم تھے۔ مضمون سب کا ایک ہی "نتائجِ بعثت" تھا۔ ان میں مولوی حاکم علی کا نمبر اول آیا، جنھیں چاندی کا قلم دان مع چاندی کے قلم دوات

[1] پندرہ روزہ "اخبارِ محمدی" دہلی (یکم مارچ ۱۹۳۰ء، ص: ۱۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مہتمم صاحب کی طرف سے انعام میں دیا گیا۔ نمبر دوم پر مولوی عبدالجلیل صاحب آئے، جنھیں دس روپے نقد انعام دیا گیا، نمبر سوم پر مولوی عبدالغفار صاحب آئے، جنھیں ایک قیمتی فونٹین پین سونے کی نب کا انعام میں ملا، باقی دو طالب علموں کو فونٹین پین مع پنسل کے دیا گیا۔

''اردو میں سب سے اول نمبر مولوی لطیف الدین صاحب کا آیا، ان کو چاندی کا قلم اور ایک فونٹین پین سونے کی نب کا انعام میں دیا گیا، دوسرے نمبر پر مولوی برکت اللہ رہے، انھیں ایک فونٹین پین قیمتی اور پنسل انعام میں ملی، باقی کے اور مقررین کو بھی فونٹین پین دیے گئے....''[1]

مولانا محمد صاحب جونا گڑھی اپنے اخبار میں شیخ عطاء الرحمٰن کے انتقال کے بعد مدرسے کا انتظام و انصرام سنبھالنے والے ان کے صاحب زادے شیخ عبدالوہاب کے بارے میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

''...ششماہی امتحان کے نتیجے سے خوش ہو کر اپنے والد ماجد صاحب مرحوم سے دُگنے سے بھی زیادہ بڑھا چڑھا انعام اول آنے والوں کو دیا اور بتاریخ ۲۹ر بدھ کے دن انھیں سیر کرانے کے لیے قطب پہنچنے کی بشارت بھی سنا دی۔''[2]

مولانا جونا گڑھی ایک شمارے میں مدرسے کی خبروں کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''نتیجہ امتحان مدرسہ رحمانیہ دہلی'':

''بحمد اللہ موجودہ مہتمم صاحب کی دلچسپی اور نگرانی کا پھل امسال یہ ملا کہ پورے مدرسے میں صرف تین لڑکے فیل ہوئے، باقی سب پاس ہوئے۔

---

[1] پندرہ روزہ ''اخبارِ محمدی'' دہلی (۱۵ر اگست ۱۹۳۳ء، ص: ۵)

[2] ایضاً (یکم جولائی ۱۹۳۸ء، ص: ۱۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تین طلبا کو سندیں ملیں، مع نجدی چوغے اور عربی عقال کے۔ ایک نجدی طالب علم کو دورہ کی سند ملی اور ساٹھ روپے خرچ کے۔ ہر جماعت میں اول آنے والوں اور خوش نویسی میں آگے رہنے والوں، حدیث و قرآن میں اول آنے والوں، نمازوں میں باقاعدہ حاضر رہنے والوں وغیرہ سب کو فیاض دل مہتمم صاحب نے حسبِ عادت انعام سے مالا مال کیا۔ بنوٹ کے کھلاڑیوں کو اور اچھی تقریریں کرنے والوں کو بھی انعامات سے ممتاز فرمایا۔ ۲/ اکتوبر کو یہ عام جلسہ مدرسے کے عظیم الشان ہال میں ہوا۔ دہلی کے مولوی صاحبان، رؤسائے کرام، حنفی اہلِ حدیث سب موجود تھے۔ بعد از اختتام جلسہ سب نے یہیں طعام نوش فرمایا۔''[1]

[1] پندرہ روزہ ''اخبار محمدی'' دہلی (۱۵/ اکتوبر ۱۹۳۸ء، ص: ۱۴۔ ۱۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

17 باب

سہولیات کا اثر اور نتیجہ

طلبا کو فراہم کی جانے والی یہ سہولیات و تشجیعات ان کو ہر طرح سے بے فکر ہو کر تعلیم میں لگے رہنے کے لیے ہی دی جاتی تھیں، ان سہولیات کی فراہمی کے بعد ان سے تعلیم کے میدان میں خاطر خواہ محنت لی جاتی تھی اور ان کو خوب صیقل کر دیا جاتا تھا، ان سے کسی طرح کی دینی و اخلاقی کمزوری کو برداشت نہیں کیا جاتا تھا، بلکہ تربیتی اصول کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی گرفت کی جاتی تھی بہ وقتِ ضرورت سزا دی جاتی تھی اور "آخر الدواء الكي" کے تحت انھیں مدرسے سے خارج بھی کیا جاتا تھا۔

والد صاحب حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس مدرسے کا بنیادی نصب العین یہ تھا کہ اس کا فیض یافتہ سچا پکا عالمِ دین ہو۔ علم و عمل میں اتنی صلاحیت و اہلیت کا مالک ہو کہ جس علمی میدان میں عملی زندگی اختیار کرے، اس میں خود اعتمادی کے ساتھ کامیاب رہے، چنانچہ یہ وصف اس کے فضلا میں موجود ہوتا تھا، اس مقصد کے لیے تعلیم و تربیت کا سخت نظام نافذ تھا، اس پر عمل میں کوئی ادنی کوتاہی یا بے پروائی ناقابلِ برداشت ہوتی تھی، چونکہ یہ مدرسہ شخصی تھا، اس لیے کسی معاملے میں دوسروں کی مداخلت کا کوئی تصور نہیں تھا۔ اس سخت معیاری تعلیم کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ طلبا و فارغین کی کثرت و قلت اس کے معیار کو کسی طرح متاثر نہیں کرتی تھی۔ اصل چیز کیفیت ہوتی تھی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمیت نہیں۔ یہی وجہ تھی کہ درجات علیا تک پہنچتے پہنچتے طلبا کی تعداد بہت قلیل ہو جاتی تھی، یہاں تک کہ بعض دفعہ سنۃ الشہادۃ میں ایک یا دو طلبا باقی رہ جاتے تھے...''[1]

مولانا عبدالرؤف رحمانی لکھتے ہیں:

''...میاں صاحب نے تعلیمی نظام کو بڑا ہی چوکس کر رکھا تھا۔ پابندی، وضع قطع کا بڑا لحاظ تھا، نمازوں کی پابندی کے لیے حاضری لگی ہوئی تھی۔ تعلیم و تربیت کے بہترین مواقع نصیب تھے...''[2]

جناب فاروق اعظمی صاحب مہتمم مدرسہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''...طلبا و اساتذہ کے خور و نوش اور رہائش کا بہترین انتظام فرماتے تھے۔ غریب و یتیم اور مسکین طلبا کے ساتھ خصوصی محبت سے پیش آتے تھے اور ان کو مختلف مراعات بہم پہنچاتے تھے۔ جاڑے کے زمانے میں گادی تکیہ اور دو دو لحاف ایک طالب علم کو دیے جاتے تھے۔ مختلف قسم کے تحائف، انعامات اور سہولیات سے ان کو اس طرح نوازا جاتا کہ وہ ہر طرح کی فکروں سے آزاد ہو کر صرف مدرسہ رحمانیہ کے ہو کر رہ جاتے اور پوری دلجمعی اور ذہنی یک سوئی سے علم حاصل کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ دارالحدیث رحمانیہ نظم و نسق، درس و تدریس، تعلیم و تربیت کا ایسا مینار بن گیا تھا، جس کی ضیاپاشی سے شرق و غرب اور شمال و جنوب سبھی جگمگا رہے تھے۔''[3]

اعظمی صاحب آگے ایک جگہ لکھتے ہیں:

''مدرسے میں پڑھنے اور پڑھانے کا ایسا ماحول اور مزاج بنا ہوا تھا کہ طلبا

---

① ماہنامہ ''محدث'' بنارس (ستمبر، اکتوبر ۲۰۰۸ء، ص: ٦٨)

② ماہنامہ ''محدث'' بنارس (اگست ۱۹۹۲ء، ص: ١٦۔ ١٨)

③ ایضاً (اکتوبر ۱۹۸۴ء، ص: ۲۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اساتذہ کو دوسرے مشاغل کی طرف توجہ دینے کی فرصت ہی نہ تھی اور نہ انھیں اس کی اجازت تھی، حتی کہ دینی و تبلیغی اجلاس و اجتماعات میں بھی دونوں کی شرکت (باستثناء چند مخصوص حالات) سخت ممنوع تھی، نہ کسی استاذ کو اجازت تھی کہ وہ کسی جلسہ یا کانفرنس کی دعوت قبول کرے اور نہ طلبا ہی کو ایسے اجتماعات میں جانے دیا جاتا تھا، اس میں کئی حکمتیں اور مصلحتیں تھیں۔

''اول یہ کہ طلبا کا درس متاثر نہ ہو۔ عموماً اجلاس میں شرکت کی تیاری، پھر سفر سے واپسی کے بعد تکانِ سفر اور اجلاس کا خمار باقی رہنا ایک فطری امر ہے، جس سے فرائض منصبی کو ادا کرنے میں فرق آتا ہے، اس نقصان سے لڑکے محفوظ رہتے تھے۔

''دوسرے یہ کہ اجلاس میں اعزاز واکرام اور مالی منفعت کے مقابلے میں وہ اپنے موجودہ پیشہ کو کمتر اور ہیچ نہ سمجھنے لگیں۔

''تیسرے یہ کہ تدریسی اسٹاف کے درمیان رقابت اور حسد نہ پیدا ہو اور کوئی یہ کہنے یا سوچنے پر نہ مجبور ہو کہ فلاں صاحب مزے سے تقریریں کرتے پھر رہے ہیں اور اپنا ٹی اے، ڈی اے بنا رہے ہیں اور ہم یہاں مدرسے میں سڑ رہے ہیں۔

''چوتھے یہ کہ اساتذہ پوری دل جمعی اور ذہنی یک سوئی سے اپنے سبق کی تیاری کے بعد کلاس میں جائیں، اسی طرح طلبا کی شرکت بھی اس لیے ممنوع تھی کہ اجلاس میں شب بیداری کی وجہ سے صبح سبق میں جی نہیں لگے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اجلاس میں شرکت کے بہانے کچھ لڑکے کھیل تماشے یا سینما دیکھنے چلے جائیں اور ذہنی پراگندگی کا شکار ہوں۔ یہ چند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیزیں اگرچہ بہ ظاہر بڑی معمولی اور ہلکی معلوم ہوتی ہیں، مگر ایک ادارے کی زندگی میں بڑی اہم ہیں، اس سے ادارے کی ڈسپلن، تعلیمی معیار، تدریسی مشن اور اس کے تنظیمی امور کا اندازہ ہوتا ہے۔

''جس زمانے میں جامعہ رحمانیہ سراجِ منیر کی طرح علم کی ضیاپاشی کر رہا تھا، پورے ملک میں سیاست کی تند و تیز آندھیاں چل رہی تھیں۔ تحریک آزادی پورے شباب پر تھی۔ ہر طرف تحریکوں اور تہلکوں کا بازار گرم تھا۔ دلّی جو تمام ہندستان کا دل تھا، دانایانِ سیاست اور اربابِ حکومت کی سیاسی سرگرمیوں کا نشیمن بنا ہوا تھا۔ جلسے جلوس، تحریکیں، ہڑتالیں اور گھن گرج تقریریں یہاں کے گلی کوچوں کا معمول تھا۔ بڑے بڑے دانائے روزگار نے، جن کی ایک آواز پر پورا ہندوستان اُٹھتا بیٹھتا تھا، یہاں کی گلیوں اور بازاروں کو اپنے سیاسی نظریات کی تبلیغ و اشاعت کے لیے جولان گاہ بنا رکھا تھا۔ یہ وہ دور تھا، جب ملک کے بٹوارے کا انتہائی نازک اور حساس مسئلہ ہر ایک ہندوستانی کے دل میں کچھ نہ کچھ نرم گرم گوشہ رکھتا تھا، لیکن اس پرآشوب دور میں بھی جامعہ رحمانیہ کا علمی قلعہ ہر طرح کے خارجی اثرات سے محفوظ تھا۔ کسی کو سیاسی جلسوں میں شرکت کی اجازت تھی نہ کسی قسم کی سیاسی گفتگو کی، طلبا و اساتذہ کے قلب و نظر کو ایسے سانچے میں ڈھال دیا گیا تھا کہ وہ باہر کے سیاسی ہنگاموں سے بے نیاز ہوکر اپنے مقصد کے حصول میں ہمہ تن مشغول تھے۔''[1]

طلبا کی محنت اور مشغولیت:

مدرسے میں طلبا کتنی محنت اور لگن سے پڑھتے تھے؟ اس کا اندازہ لگانے کے

[1] ماہنامہ ''محدث'' بنارس (اکتوبر ۱۹۸۴ء، ص: ۲۴۔ ۲۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے خطیب الاسلام علامہ عبدالرؤف رحمانی رحمہ اللہ کی تحریر کا اقتباس پیش کیا جا رہا ہے، موصوف لکھتے ہیں:

''بالعموم میرا کام پڑھنے پڑھانے کا تھا اور شب و روز اسی مشغلے میں مشغول رہتا تھا۔ ضلع اٹاوہ وغیرہ کے پڑھنے والے رحمانی علما مجھ سے پہلے وفات پا گئے، جو میری محنت و مشقت کو دیکھ کر مجھ سے کہا کرتے تھے کہ تم دیوانے ہو جاؤ گے اور پاگل ہو کر مرو گے۔ میں ہمیشہ سبق کو حاصل کر کے آتا، اس کے بعد میرے کمرے میں کھانا آ جاتا تھا، کیوں کہ میں نے فیس طعام دے کر ہی بنارس اور دہلی میں کھانا کھایا ہے، لیکن کھانا کمرے میں آ کر رکھا رہتا تھا اور میں اپنی پڑھی ہوئی کتابوں کے سمجھے ہوئے مضمون کو لکھا کرتا تھا، یہاں تک کہ ظہر کی اذان ہو جاتی۔ ہم ظہر کی نماز پڑھ کر آتے تو اپنا کھانا کھاتے، اس وقت ناشتہ دان کا کھانا ٹھنڈا ہو جاتا تھا اور گوشت کے سالن پر ڈالڈا یا گھی وغیرہ جو ہوتا وہ جم جاتا، اس کو کائی کی طرح نکال کر میں باہر پھینکتا، صرف جمعہ کے دن گرم اور تازہ کھانا نصیب ہوتا تھا، کیونکہ اس دن کوئی سبق نوٹ نہیں کرنا ہوتا تھا۔ عموماً رات کے بارہ بجے کے بعد سوتا تھا۔ میں نے دلی میں پڑھنے کے زمانے میں کسی محلے یا بازار کو نہیں دیکھا۔ شاعر کا یہ شعر میرے اس حال پر منطبق ہے ؎

ہمیں دنیا سے کیا مطلب مدرسہ ہے وطن اپنا
مریں گے ہم کتابوں پر ورق ہوگا کفن اپنا''[1]

مولانا خورشید احمد سلفی مولانا رحمانی کے بارے میں لکھتے ہیں:

---

[1] ماہنامہ ''محدث'' بنارس (اگست ۱۹۹۲ء، ص: ۱۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''علامہ فرمایا کرتے تھے کہ میں پورا پورا ہفتہ مدرسے سے باہر نہیں نکلتا تھا اور ہمہ وقت مطالعہ و کتب بینی میں مشغول رہتا۔ یہی معمول دارالحدیث رحمانیہ دہلی کے ایام طالب علمی میں بھی رہا۔ ہفتہ ہفتہ آپ مدرسے کے گیٹ سے باہر نہیں نکلتے۔ ہمیشہ اسباق حفظ کرنے، ادق عبارت حل کرنے اور مباحث و مسائل کو سمجھنے میں لگے رہتے۔ آپ فرماتے تھے کہ جب کبھی نکلتا تو جامع مسجد اور لال قلعہ میں جاتا، وہاں عیسائی پادریوں سے اناجیل مرقس، لوقا اور متی وغیرہ دو چار پیسہ میں خرید کر لاتا اور ان کا مطالعہ کرتا۔''[1]

مولانا رحمانی ایک جگہ اپنے بارے میں لکھتے ہیں:

''.....مولانا سکندر علی ہزاروی منطق و فلسفہ کے استاد تھے۔ جب آپ رحمانیہ چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے تو مولانا عبدالسلام صاحب درانی (جو امام الفقہ والمنطق تھے) آئے۔ مولانا درانی صاحب کے درس کا ایک واقعہ یہ ہے کہ میں پڑھنے میں بہت محنت کرتا تھا اور منطق و علم کلام کی کتابوں کو سمجھنے کی زیادہ کوشش کرتا تھا۔ میری کوشش یہ ہوتی تھی کہ مسئلہ استاذ کے سامنے حل ہو جائے، اس لیے میں سوال زیادہ کرتا تھا۔ میرے ساتھی کہتے کہ تم اساتذہ کو اتنا تنگ کیوں کرتے ہو؟ چلو باہر ہم سمجھا دیں۔ تو میں کہتا۔ بھئی باہر (میدان میں) تو لوگ پھری گتکا کھیلتے ہیں، یہیں استاذ کے سامنے سمجھاؤ، تو وہ لوگ میرا منہ دیکھنے لگتے....''[2]

مدرسے کے ناظم تعلیمات مولانا نذیر احمد املوی ایک جگہ طلبا کے ہاتھوں لکھے گئے مضامین کے متعلق لکھتے ہیں:

---

① ماہنامہ ''السراج'' جھنڈانگر، خطیب الاسلام نمبر (ص: ۹۵)

② ایضاً (ص: ۳۴۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”طلبا کے مضامین کی اصلاح و ترمیم کی طرف توجہ نہیں کی گئی کہ اس حیثیت سے بھی آپ کو مدرسہ رحمانیہ کے طلبا کی لیاقت و قابلیت کا اندازہ کرنے کا موقع مل سکے اور آپ معلوم کرسکیں کہ عام مدارس عربیہ کے خلاف مدرسہ رحمانیہ کے طلبا کتابی استعداد کے ساتھ ساتھ مشق کی طرف بھی کس قدر کامیابی حاصل کر رہے ہیں، اس سلسلے میں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ ان مضامین کے پڑھتے وقت یہ تخیل آپ اپنے سامنے رکھیے کہ یہ ان طلبا کی ذاتی فکر و کاوش کا نتیجہ ہے، جو دن رات اپنے درس کی ٹھوس اور مشکل کتابوں ہی کے تکرار و مطالعے میں اپنے دماغ کو تھکا چکے ہوتے ہیں، پھر عربیت کی مشق بھی کرنی ہوتی ہے، نیز ہر ہفتہ واری اجلاس میں تقریروں اور مناظروں کے لیے بھی تیاری کرنی پڑتی ہے۔“[1]

مدرسے کے حسنِ انتظام، ذمے داران و اساتذہ کی نگرانی اور توجہ اور طلبا کی محنت و مشقت کے بعض ثمرات و نتائج کے لیے درج ذیل اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا عبدالغفار حسن رحمانی اپنے ایک مضمون میں اپنے ایک استاذ مولانا محمد داود راغب شاہ جہاں پوری، جو رحمانیہ کے فارغ تھے، ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

”... بہت ہی ذہین اور قابل طلبا میں شمار ہوتے تھے۔ رحمانیہ سے فارغ ہوکر وہیں کے مدرس ہوگئے۔ تقریباً ایک سال انھوں نے پڑھایا، ان کی خصوصیت یہ تھی کہ انھوں نے رحمانیہ کا پورا نصاب (جو آٹھ سال کا ہوتا تھا) چار سال میں ختم کر دیا، یعنی ہر سال دو کلاسوں کا امتحان دیا کرتے تھے....“[2]

۲۔ جریدہ ترجمان دہلی میں مفسر قرآن مولانا عبدالقیوم رحمانی کے بارے میں رسالہ

---

[1] رسالہ ”محدث“ دہلی (مئی ۱۹۳۸ء، ص: ۷)

[2] ہفت روزہ ”الاعتصام“ لاہور (۴/ نومبر ۱۹۹۴ء، ص: ۱۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدث رحمانیہ دہلی کے حوالے سے درج ہے:

"....نومبر ۱۹۳۸ء کے شمارے میں ادارے کی جانب سے جو مفصل رپورٹ شائع ہوئی ہے، اس میں مولانا کا ذکرِ خیر بڑے اچھے انداز میں کیا گیا ہے، اس رپورٹ سے حصولِ علم میں آپ کی محنت، دلچسپی اور لگن کا اندازہ بہ خوبی ہوتا ہے، رپورٹ ملاحظہ فرمائیں:

"....اس کے بعد پانچویں جماعت کے ایک طالب علم عبدالقیوم بستوی نے ترمذی شریف کی حدیثیں زبانی سنائیں۔ دیکھنے والے حیران تھے کہ ممتحن صاحب نے کتاب (ترمذی شریف) منگوا کر اپنے سامنے رکھی اور جس باب سے متعلق فرماتے، فوراً اس کی حدیثیں فرفر یہ طالب علم سنانا شروع کر دیتا۔" [1]

مخصوص وممتاز طلبا کے علاوہ مدرسے کے عام طلبا کا کیا معاملہ ہوتا تھا؟ اس کا اندازہ لگانے کے لیے اخبارِ محمدی دہلی میں شائع درج ذیل خبر ملاحظہ ہو:

"... اس مدرسے میں طلبا کی تحریری اور تقریری قابلیت اعلیٰ درجے پر پہنچانے کے لیے ایک صیغہ ہے، جس کا نام "جمعية الخطابة" ہے، جس کا سالانہ جلسہ مدرسے کے شان دار ہال میں ۲۷/ اکتوبر کو منعقد ہوا، جس میں قابل و لائق فائق طلبا نے عربی اردو میں برجستہ تقریریں کیں۔ سب سے زیادہ ندرت کی بات یہ تھی کہ ان طلبا کو وقت سے پہلے کوئی مضمون نہیں دیا گیا تھا کہ وہ تیار ہو کر اس پر کوئی یاد کی ہوئی تقریر کریں۔ طالب علم کو بلایا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ فلاں مضمون پر عربی میں تقریر کرو۔ تقریر شروع ہوتی تھی اور سامعین کی مسرت بروقت بڑھتی رہتی تھی،

---

[1] جریدہ "ترجمان" (کانفرنس نمبر: ۱۵۔ ۱۶/ اکتوبر ۲۰۰۴ء، ص: ۱۷۹) بحوالہ: رسالہ "محدث" دہلی (ماہ نومبر ۱۹۳۸ء، ص: ۳۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیوں کہ زبان دانی کے ساتھ مضمون کی روانی اور دلائل کی فراوانی یہ وہ چیزیں تھیں، جو داد لیے بغیر نہ رہ سکتی تھیں...۔''[1]

طلبا کی نگرانی کا نظام:

مولانا محمد مستقیم صاحب سلفی، شیخ الحدیث علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''آپ کی تعلیم کی خصوصیات میں سے یہ بات بھی تھی کہ ہمیشہ طلبا کو کتاب کے مطالعے کی تاکید کرتے اور اپنے رفیق کار مولانا نذیر احمد رحمانی رحمہ اللہ کے تعاون سے دار الاقامہ کا اکثر و بیشتر گشت لگاتے۔ طلبا کو اگر درسی کتاب کے علاوہ کسی اور کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے پاتے تو انھیں اس پر سرزنش کرتے، بسا اوقات جسمانی سزا بھی دیتے، طلبا کی عبارت خوانی پر پوری توجہ دیتے۔ کیا مجال تھی کہ کوئی طالب علم غلط عبارت پڑھ کر آگے بڑھ جائے...۔''[2]

''آپ طلبا کی وضع قطع اور لباس کا بہت خیال رکھتے، نماز با جماعت کے خود پابند تھے اور طلبا کو اس کی پابندی کرنے پر کڑی نظر رکھتے...۔''[3]

شیخ الحدیث صاحب کے صاحب زادے مولانا عبدالرحمٰن صاحب سے کیا گیا ایک سوال اور اس کا جواب ملاحظہ ہو:

''ایک سوال:

دورانِ تعلیم اور دورانِ تدریس دونوں میں دارالحدیث رحمانیہ سے متعلق شیخ صاحب کے تاثرات کیا تھے؟

---

① پندرہ روزہ ''اخبار محمدی'' دہلی (یکم نومبر ۱۹۳۳ء، ص: ۱۱)

② ماہنامہ ''محدث'' بنارس، شیخ الحدیث نمبر (جنوری، فروری ۱۹۹۷ء، ص: ۳۰۸)

③ ماہنامہ ''محدث'' بنارس، شیخ الحدیث نمبر (جنوری، فروری ۱۹۹۷ء، ص: ۳۰۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب:

’’وہاں مولانا نے تحصیلِ علم کیا تھا، وہاں استاد بھی تھے، اس وقت ایک اچھا نمونہ دارالحدیث رحمانیہ کا تھا، اسی کے مطابق وہ مرکزی دارالعلوم بلکہ اس سے بھی اچھے معیار پر وہ دیکھنا چاہتے تھے، کیوں کہ وہ شخصی مدرسہ تھا اور کلی انتظام ایک شخص کے ماتحت تھا، اس لیے وہ جس نہج پر چاہتے تھے، اسی نہج پر چلاتے تھے اور سختی برتتے تھے۔ اساتذہ اور طلبا دونوں کے ساتھ کسی طرح کی رو رعایت نہیں ہوتی تھی، کیوں کہ جس کام کے لیے وہ آئے ہیں، اسی میں مصروف رہیں اور اسی کو انجام دیں۔ وہ بہت زیادہ دارالحدیث رحمانیہ کا ذکر کرتے تھے اور اس سے بہت زیادہ متاثر رہتے تھے، اس کا تذکرہ عموماً جب کوئی چھیڑتا تو ایک ایک چیز بیان کرتے تھے....‘‘[1]

والدِ گرامی مولانا محمد صاحب اعظمی لکھتے ہیں:

’’(مہتمم اور اساتذہ کی نگرانی کے علاوہ) مدرسے کے گیٹ پر دائیں بائیں دو کمرے ہوتے تھے۔ ایک میں جنرل منشی اور دوسرے میں چوکیدار کی رہایش ہوتی تھی۔ منشی موصوف کا مقام مہتمم صاحب کے نائب جیسا ہوتا تھا، حساب کتاب وغیرہ لکھنے کی خدمت انجام دینے کے ساتھ رات میں طلبا کے کمروں میں ان کی موجودگی کو غیر محسوس انداز میں نوٹ کیا کرتے تھے۔‘‘[2]

مدرسے کے قواعد وضوابط میں یہ بات گزر چکی ہے کہ ’’کسی بھی طالب علم مقیم مدرسے کو احاطۂ مدرسہ سے بلا اجازت ناظم باہر جانے کا اختیار نہ ہوگا، اس سے عصر

---

[1] ماہنامہ ’’محدث‘‘ بنارس، شیخ الحدیث نمبر (جنوری، فروری ۱۹۹۷ء، ص: ۱۲۴)

[2] ماہنامہ ’’محدث‘‘ بنارس (ستمبر۔ اکتوبر ۲۰۰۸ء، ص: ۶۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد سے مغرب تک کا وقت مستثنیٰ ہے۔“

ادارے کے اس قانون کے مطابق ہر طالب علم کو مغرب سے قبل مدرسے میں واپس آنا اور مغرب کی نماز مدرسے کی مسجد میں ادا کرنا ضروری تھا۔ دیگر قوانین کی طرح اس قانون پر بھی سختی سے عمل ہوتا تھا اور کسی بھی طالب علم کی جانب سے اس کی خلاف ورزی پر سخت گرفت ہوتی تھی اور عام طور سے مدرسے سے اخراج کا سبب بنتی تھی۔

بطورِ مثال مولانا عبد الحکیم صاحب مجاز اعظمی رحمہ اللہ کا واقعہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ مولانا بیان کرتے تھے کہ مدرسہ عالیہ فتح پوری میں زیرِ تعلیم مبارک پور کے ایک طالب علم دوست سے ملاقات کی غرض سے میں اکثر بعد نمازِ عصر وہاں پہنچ جایا کرتا تھا اور مغرب سے قبل رحمانیہ واپس آ جاتا۔ ایک روز کسی مشغولیت کی وجہ سے وقت کا اندازہ نہ ہو سکا اور وقتِ مقرر پر وہاں پہنچنے کا امکان باقی نہ رہ گیا تھا۔ مجبوراً عالیہ ہی میں مغرب کی نماز ادا کی اور مدرسے کا راستہ لیا۔ یہاں پہنچا تو مدرسے کا گیٹ بند ہو چکا تھا۔ دستک دینے پر دربان نے گیٹ کھولا اور نگراں کو میرے تاخیر سے پہنچنے کی خبر دی۔ قانون کے مطابق نگران صاحب نے میرا نام وغیرہ درج کیا اور یہ حکم سنایا کہ اب مدرسے کے قانون کے مطابق تمھیں یہاں رہنے کی اجازت نہیں ہے، اپنا سامان اٹھاؤ اور روانہ ہو جاؤ۔

مولانا مجاز فرماتے ہیں کہ خوف و اُداسی کے ساتھ پوری رات جاگ کر گزاری اور طرح طرح کے اندیشے میں گھرا رہا۔ آخر دل میں یہ خیال آیا کہ مولانا نذیر احمد صاحب املوی میری محنت اور تعلیمی شغف کی وجہ سے خاص شفقت فرماتے ہیں، ان کے سامنے صورتِ حال بیان کروں، شاید وہ کوئی سبیل نکالیں، چنانچہ دوسرے دن علی الصباح آپ کے سامنے پورا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے اسے سن کر افسوس کا اظہار کیا اور فرمایا کہ تمھیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا اور ہر حال میں ادارے کے قانون کی پابندی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنی چاہیے تھی۔ اس کے بعد موصوف نے سائیکل اٹھائی اور مدرسے کے مہتمم شیخ عبدالوہاب صاحب کے گھر تشریف لے گئے، جو مدرسے سے کافی دور اور پر پیچ راستوں کے بعد واقع تھا۔ واپسی کے بعد آپ نے خوش خبری دی کہ مہتمم صاحب نے تمھاری غلطی معاف کر دی ہے، البتہ تنبیہ فرمائی ہے کہ آیندہ ایسی غلطی نہیں ہونی چاہیے۔"[1]

واضح رہے کہ اس قسم کی سفارشیں بہت محدود پیمانے پر اور شاذ و نادر ہی کی جاتی تھیں۔ مولانا نذیر احمد صاحب بہ ذات خود اصول کے بڑے پابند تھے اور طلبا کے ساتھ کسی طرح کی نرمی اور رعایت کو روا نہیں رکھتے تھے۔ مگر چونکہ مجاز صاحب کئی سالوں میں مدرسے کے ایک پابند اور محنتی طالب علم کی شبیہ بنا چکے تھے اور اساتذہ کے دل میں بھی جگہ بنا چکے تھے، ساتھ ہی انجمن اور بعض دیگر امور کا نظم و نسق بھی سنبھالے ہوئے تھے، اس لیے مولانا املوی رحمہ اللہ اچھی طرح سمجھتے رہے ہوں گے کہ بہ درجہ مجبوری اور معقول عذر ہی کی وجہ سے اس طالب علم کو وقت سے پہنچنے میں تاخیر ہوئی ہوگی اور اس میں کسی شرارت یا چارسو بیسی کا کوئی دخل نہ ہوگا۔ لہٰذا ایسے طالب علم کو مدرسے سے خارج کیا جانا مصلحت کے خلاف ہے۔

بہرحال اس واقعے سے مدرسے کے نظام کی ہیبت اور اس کے اصول و قوانین کی سنجیدگی کے ساتھ تعمیل و تنفیذ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

طلبا کی نگرانی اور مہتمم صاحب کی اس سلسلے میں فکر مندی کا اندازہ لگانے کے لیے مولانا عبدالغفار حسن رحمانی کا درج ذیل بیان بھی پڑھیے:

"مدرسے کے مہتمم شیخ عطاء الرحمٰن نے ایک دفعہ چند طلبا کو تبلیغ کے لیے کہیں بھیجا۔ طلبا تبلیغ کے بجائے سینما چلے گئے۔ شیخ صاحب کی سی آئی

---

[1] استاذ الاساتذہ مولانا عبدالحکیم مجاز اعظمی، حیات و خدمات (ص: ۹۳۔ ۹۵) مقالہ فضیلت از طاہر جمال مئوی سلفی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈی بڑی تیز تھی، ان کو پتا چلا تو وہ بھی سینما آ گئے اور اندر لڑکوں کو بیٹھے دیکھ کر کہنے لگے: السلام علیکم! بھئی بڑی اچھی تبلیغ کر رہے ہو!!''[1]

نماز کا اہتمام اور حاضری:

مدرسے میں باقاعدہ پنج وقتہ نمازوں کی حاضری ہوتی تھی اور غیر حاضر پائے جانے والے طالب علم سے باز پرس ہوتی اور اس پر سختی کی جاتی تھی۔ مہتمم صاحب خود بھی روزانہ فجر کی نماز سے قبل مدرسے پہنچ جاتے تھے اور دارالاقامہ میں گھوم گھوم کر طلبا کو جگاتے تھے۔

مدرسے کے ایک زائر مولوی عبداللطیف صاحب فرماتے ہیں:

''میں مدرسہ رحمانیہ میں قریب بیس یوم کے رہا۔ الحمد للہ اتنے عرصے میں مسجد کو مصلیان یعنی طلبا سے مملو پایا۔ پانچ وقت بعد نماز کے سنت کے مطابق حاضری ہوتی ہے۔ سنت کے مطابق اس لیے کہ رسولِ خدا ﷺ فجر کی نماز کے بعد فرماتے: ''أفلان شاهد؟ أفلان شاهد؟''[2] ''کیا فلاں حاضر ہے؟ فلاں حاضر ہے؟'' نیز مدرسہ مذکورہ میں آٹھ مدرسین نہایت جدوجہد وسعی بلیغ کے ساتھ درس دیتے ہیں...'' عبداللطیف مدرس مدرسہ محمدیہ واقع جامع مسجد شاہی، اٹاوہ۔[3]

مولانا محمد اعظمی صاحب فرماتے ہیں:

---

① مولانا عبدالغفار حسن، حیات وخدمات (ص: ۴۳۱)

② حدیث میں ''أفلان شاهد'' کے بجائے ''أشاهد فلان'' ہے۔ حدیث متعدد مصادر میں مروی ہے۔ مثلاً سنن ابی داود (رقم الحدیث: ۵۵۴) سنن الدارمی (رقم الحدیث: ۱۳۰۵) صحیح ابن خزیمہ (رقم الحدیث: ۱۴۷۶)... وغیرہ۔ ان میں سے بعض روایتوں پر ''حسن'' کا اور بعض پر ''صحیح'' کا حکم موجود ہے۔

③ پندرہ روزہ ''اخبار محمدی'' دہلی (یکم اکتوبر ۱۹۳۲ء، ص: ۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’پنج وقتہ نمازوں میں طلبا کی حاضری فرض نماز سے فراغت کے بعد ہوا کرتی تھی اور ایک معین طالب علم کے ذمے یہ خدمت سپرد ہوتی تھی۔ فجر کے وقت موذن اذان دے کر طلبا کو جگانے کے لیے لاٹھی سے ان کے کمروں کے دروازے یا ان کی چار پائی کے پائے زور زور سے پیٹتا تھا۔ غیر حاضری پر مطبخ سے کھانا ملنا موقوف ہوجایا کرتا تھا۔ جمعہ کے روز نمازِ عصر کی حاضری نہیں ہوتی تھی۔ اگر کوئی طالب علم سنیما بینی کا مرتکب ہوتا تو اس کا اخراج فوراً اور لازماً ہوتا، یہاں تک کہ اس جرم کا مشتبہ بھی اسی انجام سے دوچار ہوتا تھا۔‘‘[1]

نماز کا حاضری رجسٹر مہتمم صاحب وقتاً فوقتاً ملاحظہ فرماتے رہتے تھے اور سستی کرنے والے طلبا کو تنبیہ کرتے اور سختی کرتے۔ اخبار محمدی کی ایک رپورٹ میں آیا ہے:

’’(مہتمم شیخ عبدالوہاب صاحب نے) حاضری کے رجسٹر ملاحظہ کیے۔ جو طلبا نماز میں غیر حاضری کرتے ہیں، انھیں بہت ڈانٹا اور سمجھایا۔ دو مرتبہ تو جرمانہ معاف کردیا، لیکن اب کہہ دیا ہے کہ میں اس بارے میں سختی کروں گا۔‘‘[2]

مدرسے کے سالانہ جلسے اور دوسرے مواقع پر مہتمم صاحب طلبا کو خطاب کرتے تھے اور خاص طور سے نماز کے بارے میں تاکید کرتے تھے۔ ۱۹۳۹ء کے سالانہ جلسے کے موقع پر آپ کے خطاب سے متعلق ’’اخبارِ محمدی‘‘ لکھتا ہے:

’’...ناظم صاحب۔أطال اللّٰه عمره۔ بھی تشریف فرما تھے۔ آپ نے بھی طلبا سے اپنی خوشنودگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ نظم میں جو میری تعریف کی گئی ہے، میں

---

(1) ماہنامہ ’’محدث‘‘ بنارس (ستمبر۔ اکتوبر ۲۰۰۸ء، ص: ۶۵)

(2) پندرہ روزہ ’’اخبار محمدی‘‘ دہلی (یکم جولائی ۱۹۳۸ء، ص: ۱۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے خوش نہیں۔ میں یہ کام صرف رب کی رضا مندی کی طلب میں کر رہا ہوں۔ خدا قبول فرمائے اور مجھے مزید نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے کہ میں اس کی ہر راہ میں اس کی دی ہوئی دولت صَرف کروں۔ یہ خداداد چیز ہے۔ فی سبیل اللہ کام آئے، اسی میں میری خوشی ہے۔ طلبا کو مدرسے کے وقت میں مدرسے ہی میں حاضر رہنا چاہیے۔ نماز کے لیے جب آپ مسجد میں جائیں تو خشوع و خضوع، ادب و وقار سے جائیں۔ مسجد میں آدابِ مسجد کے خلاف کوئی بات نہ ہونے پائے۔ اسباق دل لگا کر پڑھیں۔ اخلاقی باتوں کا پورا لحاظ رکھیں، جو پڑھیں اس کا مجسم عملی نمونہ بن جائیں۔''[1]

اِخراج:

تمام تر نگرانی اور سختی کے باوجود اگر کوئی طالب علم سرکشی ہی پر آمادہ رہتا اور عفو و درگزر کے تمام مراحل سے گزر چکا ہوتا، پھر بھی اس کے اندر اصلاح کی امید نظر نہ آتی تو ایسے طالب علم کو مدرسے سے خارج کر دیا جاتا اور اس سلسلے میں کسی طرح کی رعایت نہ کی جاتی، اس کی وجہ سے طلبا بہت محتاط زندگی گزارتے تھے اور مدرسے کے نظام و قانون کی ادنی مخالفت سے بھی حتی الامکان پرہیز کرتے تھے۔

جن طلبا کا اخراج عمل میں آتا، ان کے نام رسائل و جرائد میں شائع کرا دیے جاتے اور دوسرے مدارس کو اس اعلان کے ذریعے سے باخبر کر دیا جاتا کہ فلاں فلاں طلبا مدرسہ رحمانیہ سے خارج کیے گئے ہیں، تاکہ ان طلبا کو اپنے یہاں داخل کرنے سے دوسرے مدارس بھی گریز کریں۔ مجلّہ ''اہلِ حدیث'' امرتسر کے ایک شمارے میں بعض طلبا کے اخراج کی خبر یوں شائع ہوئی ہے:

''مدرسہ رحمانیہ دہلی سے بعض طلبا کو بدچلنی کی وجہ سے خارج کیا گیا ہے: عبدالصمد، داود احمد، اصغر علی، کبیر الدین... دوسرے مدارس کے مہتمم

---

[1] پندرہ روزہ ''اخبارِ محمدی'' دہلی (۱۵/ اگست ۱۹۳۹ء، ص: ۱۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحبان بھی متنبہ رہیں۔''[1]

طلبا کے اخراج سے متعلق مولانا عبد الغفار حسن صاحب کا بیان کردہ درج ذیل واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

''شیخ عطاء الرحمٰن طلبا کو سال میں ایک دفعہ سیر و تفریح کے لیے ضرور لے جایا کرتے تھے۔ یا تو اوکھلے (کنارِ جمنا) اور یا پھر قطب صاحب کی لاٹ جانا ہوتا تھا۔ بسیں کرائے پر لی جاتی تھیں۔ ایک مرتبہ بس والوں نے کرایہ زیادہ مانگا تو پروگرام یوں بنایا گیا کہ پیدل نئی دہلی کے اسٹیشن تک جائیں اور پھر وہاں سے بہ ذریعہ ایکسپریس ٹرین، اوکھلے۔ بیچ میں ایک اسٹیشن نظام الدین اولیا پڑتا تھا۔ تقریباً سو طلبا ہوں گے۔ اساتذہ میں مولانا نذیر احمد ساتھ تھے۔ اوکھلے تک آدھ گھنٹے کا سفر تھا۔ پہنچے تو رات کا ایک بج رہا تھا۔ لڑکوں نے اسٹیشن پر ہی دھرنا ڈال لیا۔ مولانا کو تو آرام کا موقع مل گیا۔ طلبا نے شعر و شاعری کی محفل جما لی۔ کچھ دیر بعد اسٹیشن ماسٹر آیا اور کہا کہ جمبئی کی ٹرین آرہی ہے، اس لیے پلیٹ فارم خالی کردو۔ چنانچہ ہم اسٹیشن سے نکلے اور صبح کی نماز تک چلتے چلاتے سیر گاہ تک پہنچ گئے۔ صبح کا سہانا وقت، جمنا کا کنارا، پانی اتنا زیادہ نہ تھا اور مچھلیاں صاف نظر آرہی تھیں۔ دو بنگالی طلبا نے دھوتیاں اڑس لیں اور پانی میں اتر گئے۔ بند کی طرف بیس پچیس طلبا کھڑے ٹوکریوں میں مچھلیاں جمع کرنے لگے۔ کچھ طلبا پنجاب سے تھے۔ نہری پولیس کو خبر ہوگئی تو وہ ڈنڈے اٹھائے موقع پر نمودار ہوگئے اور ان طلبا کو مچھلیوں کی ٹوکری سمیت گرفتار کرکے لے گئے۔

---

[1] مجلّہ ''اہلِ حدیث'' امرتسر (۱۲؍ دسمبر ۱۹۲۴ء، ص: ۱۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''شیخ عطاء الرحمٰن دس بجے تک پہنچے۔ شب دیگ، باقر خانیاں، کھیر، آم کے ٹوکرے اور برف کی سلیں ساتھ تھیں۔ طلبا مغموم بیٹھے تھے۔ شیخ صاحب کو ساری حکایت معلوم ہوئی تو پیشانی پر شکن تک نہ آئی۔ ان کے بیٹے آنریری مجسٹریٹ تھے، اس لیے اچھی جان پہچان تھی۔ سیدھے متعلقہ افسر کے پاس پہنچے اور دو گھنٹے میں طلبا کو رہا کرا کر لے آئے۔ لڑکوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ سارا دن کھیل کود ہوتا رہا، لیکن سب حیران تھے کہ شیخ صاحب جیسے سخت گیر انسان نے قطعاً کوئی سرزنش نہیں کی۔ یہ دن تو خیریت سے گزرا۔

''اگلے دن شیخ صاحب مدرسے تشریف لائے اور منشی دفتر سے کہا کہ رجسٹر لاؤ اور جن جن طلبا نے مچھلیاں پکڑنے میں حصہ لیا تھا، ان کے نام خارج کر دو، ان سب سے کتابیں لی گئیں اور انھیں چلتا کیا گیا۔ گویا انھوں نے خوشی کو کرکرا نہیں کیا، لیکن سزا دینے سے بھی نہ چوکے۔ یہ طلبا زیادہ تر اونچی کلاسوں کے تھے، جو ایک یا دو سال بعد فارغ ہونے والے تھے۔ میرے خیال میں اگر انھیں اخراج کے بجائے کوئی اور سزا دی جاتی تو وہ زیادہ مناسب تھا، لیکن شیخ عطاء الرحمٰن ڈسپلن کے بہت پابند تھے اور اپنے فیصلے پر نظر ثانی کے عادی نہ تھے۔''[1]

چونکہ ذمے داران کے پیشِ نظر اصل چیز تعلیم و تربیت تھی، اس لیے وہ اس تعلق سے کوئی کمی یا خرابی برداشت نہیں کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ ان کی نظر ہمیشہ کیفیت پر رہتی تھی، کمیت پر نہیں۔

مولانا محمد اعظمی صاحب کا یہ بیان پہلے نقل کیا جا چکا ہے:

---

[1] مولانا عبدالغفار حسن، حیات و خدمات (ص: ۷۲۔۷۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’... چونکہ یہ مدرسہ شخصی تھا، اس لیے کسی معاملے میں دوسروں کی مداخلت کا کوئی تصور نہیں تھا، اس سخت معیاری تعلیم کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ طلبا و فارغین کی کثرت و قلت اس کے معیار کو کسی طرح متاثر نہیں کرتی تھی۔ اصل چیز کیفیت ہوتی تھی، کمیت نہیں۔ یہی وجہ تھی کہ درجات علیا تک پہنچتے پہنچتے طلبا کی تعداد بہت قلیل ہو جاتی تھی، یہاں تک کہ بعض دفعہ سنۃ الشہادۃ میں ایک یا دو طلبا باقی رہ جاتے تھے۔‘‘ (1)

www.KitaboSunnat.com

(1) ماہنامہ ’’محدث‘‘ بنارس (ستمبر۔ اکتوبر ۲۰۰۸ء، ص: ۶۸) ایضاً (اکتوبر ۲۰۱۰ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 18

بعض فارغینِ رحمانیہ کے اسمائے گرامی

کسی بھی تعلیمی ادارے کی کارکردگی، کامیابی اور ترقی کا اندازہ عام طور سے اس ادارے کے تربیت یافتہ فضلا کی علمی و عملی جدوجہد اور کارناموں سے بھی لگایا جاتا ہے، کیوں کہ یہی فضلا ادارے کی جملہ مساعی کا ثمرہ اور نتیجہ ہوا کرتے ہیں۔ دارالحدیث رحمانیہ دہلی کی نیک نامی اور اپنے مشن میں اس کی کامیابی کا صحیح اندازہ اس کے فارغین کی زندگیوں ہی سے لگایا گیا۔ وہاں سے جو ذرہ اٹھا، آفتاب و ماہتاب بن کر چمکا، اس گلستاں کی جس نے سیر کر لی، ایک عالم کو معطر کر دیا۔ کسی بھی عالم کے نام کے ساتھ ''رحمانی'' کا لاحقہ جس طرح لفظی اور صوتی اعتبار سے ذوق و سماع کو بھاتا تھا، ویسے ہی علم و فضل کے اعتبار سے ایک عبقری عالم کا پتا دیتا تھا، اس لاحقے یا نسبت کی حیثیت اس عالم کے لیے بہت بڑے تزکیے کی ہوتی تھی، جو ہر اعتبار سے اس کے لیے کافی و وافی سمجھی جاتی تھی۔

دارالحدیث رحمانیہ کے طلبا کے اجمالی و تفصیلی کوائف کے تذکرے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان خوش نصیب ہستیوں کے کچھ اسمائے گرامی بھی ذکر کر دیے جائیں، جنھوں نے اس خرمنِ علم و عمل سے خوشہ چینی کی تھی اور اس ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں غوطہ لگایا تھا، اس تعلق سے تاریخ کے بکھرے ہوئے اوراق میں علما و فضلا کی اچھی خاصی تعداد موجود ہے، جس نے اس تاریخی ادارے میں اساطینِ علم و فن کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا تھا، ان تمام کا تفصیلی تذکرہ تو باعثِ طوالت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگا، اس لیے اجمالی تذکرہ ہی پر اکتفا کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

سب سے پہلے ان فضلائے رحمانیہ کے اسمائے گرامی ذکر کیے جا رہے ہیں، جو اس ادارے کے متعلم اور معلم دونوں رہ چکے ہیں:

① مولانا شیخ الحدیث عبیداللہ رحمانی مبارک پوری ② مولانا نذیر احمد رحمانی املوی ③ مولانا عبدالغفار حسن رحمانی عمرپوری ④ مولانا عبدالرؤف خان رحمانی جھنڈانگری ⑤ مولانا حکیم محمد بشیر رحمانی مبارک پوری ⑥ مولانا عبدالحلیم ناظم پیغمبرپوری ⑦ مولانا عبیدالرحمٰن رحمانی مبارک پوری (برادر خورد حضرت شیخ الحدیث) ⑧ مولانا حکیم محمد سلیمان بن محمد سلیم رحمانی مئوی ⑨ مولانا عبدالصمد مبارک پوری ⑩ مولانا کبیر الدین رحمانی (ڈھاکہ) ⑪ مولانا محمد داود راغب رحمانی شاہ جہاں پوری ⑫ مولانا عبدالجلیل رحمانی ⑬ مولانا رستم علی رحمانی بنگالی۔

مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی نے اپنی کتاب ''ہندستان میں جماعت اہل حدیث کی علمی خدمات'' میں دار الحدیث رحمانیہ کے تلامذہ کا تذکرہ اس طرح کیا ہے:

① مولوی محمد شفیع آروی ② مولوی ابوالحسن ③ مولوی محمد مصطفیٰ ④ مولوی عبیداللہ پیغمبرپوری (حال مدرس سبل السلام دہلی) ⑤ مولوی عبیدالرحمٰن پیغمبرپوری ⑥ مولوی عبدالحلیم ناظم مرحوم ⑦ مولوی شجاع الدین مرشد آبادی ⑧ مولوی محمد وقاص علی ⑨ مولوی ولایت حسین (مدرسہ عربیہ ضلع بگرا، بنگال) ⑩ مولوی عبدالرؤف مرشد آبادی (مدرسہ اسلامیہ چتگلہ لال گولہ بنگال میں) ⑪ مولوی ریاض الدین مالدہی (مدرسہ اسلامیہ نوگاؤں میں) ⑫ مولوی کبیرالدین ڈھاکوی (موضع بیرائڈ ڈھاکہ میں) ⑬ مولوی انیس الرحمٰن (مدرسہ دارالعلوم باشوویب میں) ⑭ مولوی عطاء اللہ گورداس پوری ⑮ مولوی محمد رفیق فیروزپوری ⑯ مولوی عبدالحکیم (ابونعیم) قصوری (مدرسہ محمدیہ گجرانوالہ میں) ⑰ مولوی عبدالواحد، جامعہ دارالسلام عمرآباد مدراس میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑱ مولوی عبد الروف نیپالی ،مدرسہ جھنڈا نگر نیپال میں ⑲ مولوی محمد زمان، جھنڈا نگر میں ⑳ مولوی عبد الرحیم بستوی، مدرسہ عربیہ بھٹ پرہ میں ㉑ مولوی محمد صدیق ویزگاپٹم مدراس مدرسہ عربیہ میں ㉒ مولوی محمد عبد الرحمٰن مئوی، مدرسہ فیض عام مئو اعظم گڈھ میں ㉓ مولوی عصمت اللہ مئو ایضا ㉔ مولوی شیر محمد اعظم گڈھی ㉕ مولوی عبید اللہ مبارک پوری ㉖ مولوی نذیر احمد وغیرہ۔

واضح رہے کہ نوشہروی صاحب کی یہ کتاب ۱۹۳۷ء کی تالیف شدہ ہے، لہٰذا اس وقت تک ہی کے مشاہیر فضلائے رحمانیہ کے تذکرے پر مشتمل ہے۔

چند اور فارغین کے اسمائے گرامی متفرق مراجع میں دست یاب ہوئے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

① مولوی ولی اللہ ② مولوی محمد لقمان ③ مولوی حاکم علی پنجابی ④ مولوی عبد اللطیف پنجابی ⑤ مولوی فقیر اللہ پنجابی ⑥ مولوی عبد الواحد بنگالی ⑦ مولوی عبد الخبیر بنگالی ⑧ مولوی عبد الرحمٰن ٹونکی ⑨ مولانا ابو عبیدہ عبد المعید بنارسی ⑩ مولانا عبد السلام بستوی ⑪ مولانا زین اللہ طیب پوری ⑫ مولانا حکیم عبید اللہ رحمانی بریلوی کشمیری ⑬ مولانا محمد اقبال رحمانی ⑭ مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی ⑮ مولانا محمد عاقل رحمانی ⑯ مولانا محمد خلیل رحمانی ⑰ مولانا عزیز زبیدی ⑱ مولانا احمد اللہ رحمانی، دلال پور بنگال ⑲ مولانا محمد یوسف رحمانی بہرائچی ⑳ مولانا محمد مسلم رحمانی، مالدہ بنگال ㉑ مولانا عبد الستار رحمانی، مالدہ بنگال ㉒ قاری عبد السبحان مئوی ㉓ حافظ محمد ابراہیم دہلی ㉔ حافظ عبد الوکیل بن مولوی عبید الرحمٰن عمر پوری ㉕ مولانا محمد عثمان بن عبد الرحمٰن خاں میرٹھی ㉖ مولانا محمد بن عبد الرحیم بن ولی محمد مئوی ㉗ مولانا ابو شحمہ عبد الرحمٰن بن سرفراز خاں ㉘ مولانا شکر اللہ بن مولا، بونڈیہار ㉙ مولانا ابو بکر صدیق رحمانی، مدھیہ پردیش ㉚ مولانا ابو القاسم خالد العربی، اڑیسہ ㉛ مولانا محمد اسحاق رحمانی بن فتح محمد،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گونڈہ ۳۲ مولانا محمد تسلیم رحمانی سیتا مڑھی ۳۳ مولانا ریاض احمد سعید جھمکاوی ۳۴ مولانا محمد ظہور رحمانی، دربھنگہ ۳۵ ڈاکٹر آفتاب احمد رحمانی (بنگلہ دیش) ۳۶ مولانا عبداللہ بن شیخ عبدالشکور املوی ۳۷ مولانا عبد الباری جھمکاوی بن مولانا عبدالرشید ۳۸ مولانا عبدالباری رحمانی بن الحاج عبدالغنی، مدھوبنی ۳۹ حکیم مولانا عبدالحکیم بن حکیم مسیح الدین، مئوائمہ ۴۰ مولانا عبدالعزیز بن عبدالقادر رحمانی، کرنول ۴۱ مولانا محمد حسن رحمانی، اونرہوا، بلرام پور ۴۲ مولانا محمد امین اثری رحمانی ۴۳ حافظ عبدالخالق رحمانی ۴۴ مولانا مطیع اللہ رحمانی ۴۵ مولانا محمد یوسف رحمانی لہیاوی ۴۶ مولانا ظہیر الدین رحمانی مبارک پوری ۴۷ مولانا عبد الرحیم رحمانی ،فیصل آباد، پاکستان ۴۸ مولانا امام الدین رحمانی ۴۹ مولانا زبیر احمد رحمانی ۵۰ مولانا محمد عبدہ الفلاح فیروز پوری۔

درج ذیل اسما ۱۹۳۸ء میں رحمانیہ میں زیر تعلیم بعض طلبا کے ہیں، ان طلبا کی طرف سے رسالہ ''محدث'' میں ایک مضمون شائع ہوا ہے، جس میں ان طلبا نے مدرسے کی خصوصیات اور امتیازات کا تذکرہ کیا ہے۔ آخر میں طلبا کے نام درج ہیں۔ ان ناموں کو یہاں بعینہٖ نقل کیا جا رہا ہے، اگر چہ ان میں سے بعض نام اوپر ذکر ہو چکے ہیں:

''جلال الدین مرشد آبادی، عبد العفو فلسفی عظیم آبادی، الطاف الرحمٰن بستوی، محمد امین شوق مبارک پوری، عبد الشکور مولوی عالم، عبد الرحیم مدبر پنجابی، شاہ محمد حمید الحق کمیلاوی، محمد ادریس آزاد اعظمی، محمد حسن احسن گونڈوی، عبد الغنی حامد امرتسری، محمد اقبال ایمن گونڈوی بقلم خود، ابو سعید امام الدین امام مظفر نگری، عبد العزیز عزیز ہوشیار پوری، حبیب الرحمٰن خان پوری، عبد الباری شمیم دربھنگوی، عبد الشکور اختر گیاوی، محمد اکبر عفی عنہ، محب اللہ خاں، عبد الغفور محمد بن محیی الدین مالاباری، غلام اللہ فاروقی پنجابی، عبداللہ مضطر اعظمی، بشیر احمد رنگوی، محمد وکیل الدین، محمد یوسف کمیر پوری، عبدالقادر، عبد الرحمٰن، ابو البرکات بستوی، فضل الرحمٰن، ابو آلکلام اڑیسوی، محمد طہٰ، عبد اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاہوری، محمد رمضان نسیم اڑیسوی، محمد نجدی، محمد اکرم شاہ، محمد اسماعیل پنجابی، محمد ٹونکی، محمد سیف الرحمٰن مدنی، ابو المکارم عبد القیوم، محمد محمود، محمد احمد، عبد الرحمٰن جاوی، محمد حامد، محمد اکبر پنجابی، محمد عبد السلام گیاوی، عبد الستار ٹونکی، محمد عتیق ٹونکی، عبد الحمید بستوی، محمد شمس الدین شمس گیاوی، عبید اللہ سر دول گڈھی، ضیاء الدین ضیاء الہ آبادی، محمد عبدالخالق خالدی جے پوری، عبد الحنان عباس جاوی، ریاض الدین بنگالی، میزان الرحمٰن بنگالی، محمد عثمان پنجابی بقلم خود، عبد العزیز بسکوہری، عبید الرحمٰن بہاری، سید عتیق الرحمٰن، محمد یوسف، حبیب اللہ بقلم خود، محمد یعقوب رنگونی بقلم خود، مقبول احمد بقلم خود، عبدالوہاب سندھی بقلم خود، عبیداللہ تبتی، محمد علی تبتی، عبد الغنی علی جاوی، محمد رملی جاوی، عبدالوہاب بَردان انڈونیشیا، عبداللہ بن محمد القرعاوی النجدی۔[1]

موجودہ اور فوت شدہ علما میں کچھ ایسے بھی ہیں، جنھوں نے رحمانیہ میں داخلہ تو لیا، مگر کسی وجہ سے تعلیم کی تکمیل نہ کر سکے، ان میں اکثر وہ ہیں، جنھوں نے مدرسے کی حیات کے آخری دور میں یعنی آزادیِ ہند سے سال دو سال قبل داخلہ لیا تھا اور ۱۹۴۷ء میں ادارے کے بند ہو جانے کے باعث تکمیل کی سعادت سے محروم رہے، بعض ایسے بھی ہیں، جو اپنی کسی خاص مجبوری یا عذر کی وجہ سے اس ادارے میں تعلیمی سلسلہ جاری نہ رکھ سکے، اس سلسلے کے بعض اسما یہ ہیں:

(۱) مولانا ثناء اللہ بن محمد رستم ٹوپاٹانڑوی (۲) مولانا عزیز احمد گونڈوی (۳) مولانا عبدالقیوم رحمانی (۴) مولانا فرید احمد رحمانی (۵) مولانا مختار احمد ندوی (۶) مولانا محمد ابراہیم رحمانی (۷) مولانا عابد حسن رحمانی (۸) مولانا امر اللہ عارف سراجی (۹) اسلم کانپوری (۱۰) مولانا عبد السلام رحمانی (۱۱) مولانا محمد اعظمی (۱۲) حافظ محمد یحییٰ دہلوی۔ وغیرہ

دار الحدیث کے فضلا و مستفیدین کی اس مختصر فہرست پر اکتفا کرتے ہوئے

(۱) رسالہ ''محدث'' دہلی (نومبر ۱۹۳۸ء، ص: ۷۔ ۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک بار پھر اس بات کا اعادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان رحمانی علما نے درس و تدریس، تصنیف و تالیف، ترجمہ و تحقیق، دعوت و ارشاد، صحافت و خطابت اور دیگر وسائل و ذرائع سے دین کی، علم کی اور معاشرے کی نمایاں خدمت انجام دی اور ان میں سے ہر میدان میں واضح نقوش چھوڑے، ان کی خدمات کے تفصیلی جائزے کے لیے ضخیم دفتر درکار ہے۔ مذکورہ بالا فہرست میں سے شیخ الحدیث عبید اللہ مبارک پوری، مولانا نذیر احمد رحمانی، مولانا عبدالرؤف رحمانی، مولانا عبدالغفار حسن رحمانی، مولانا ابوعبیدہ عبدالمعید بنارسی، مولانا عبدالسلام بستوی، مولانا مختار احمد ندوی، مولانا عبدالحکیم مجاز اعظمی وغیرہم کے علمی ودعوتی کارناموں کی ایک طویل فہرست ہے، جو اُن کی ذاتی جدوجہد اور سعی پیہم کے ساتھ ان کی مادرِ علمی کی عظمت و جلال کا بھی منہ بولتا ثبوت ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 19

اساتذۂ کرام

دار الحدیث رحمانیہ کے بارے میں تبصرہ نگاروں نے صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ ''یہاں کے اساتذہ پڑھانے میں، طلبا پڑھنے میں اور منتظم انتظام میں لاثانی تھے۔''[1]

حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی تعلیمی ادارے کی بہتر کارکردگی ادارے کے ان تینوں عناصر کے اخلاص اور جد وجہد کی مرہونِ منت ہوتی ہے، ان تینوں میں سے صرف ایک یا دو کا درست ہونا کافی نہ ہوگا۔ دار الحدیث رحمانیہ کو اللہ تعالی کے فضل سے تینوں عناصر اپنی مثال آپ ملے تھے۔ منتظم اور طلبا کے بارے میں ضروری باتیں گزر چکی ہیں، اب اساتذہ کے بارے میں کچھ باتیں ذکر کی جارہی ہیں۔

اساتذہ کا انتخاب:

مدرسین کے انتخاب کے وقت علمیت، صلاحیت، صالحیت اور مہارت کا بطور خاص خیال رکھا جاتا تھا، اس کے لیے دور دور سے لوگوں کو بلایا جاتا تھا۔ مدرسے کے اپنے فارغین میں جو ممتاز اور محنتی ہوتے تھے، ان کا فراغت کے بعد فوراً تقرر کر لیا جاتا اور اگر ضرورت محسوس ہوتی تو ان کو مزید تربیت اور تجربے کے لیے مدرسے ہی کے مشاہرہ پر دوسری جگہوں پر بھیج دیا جاتا تھا۔ اساتذہ کو تنخواہیں اچھی دی جاتی تھیں اور ان سے تدریس اور بچوں کی تربیت میں زیادہ سے زیادہ محنت لی جاتی تھی۔ اگر کوئی استاد طلبا کو اپنی تدریس سے مطمئن نہیں کر پاتا تو اس سے معذرت کر لی جاتی

[1] جماعت اہلِ حدیث کی تدریسی خدمات (ص: ۲۶) یادگار مجلّہ ''اہلِ حدیث'' (ص: ۳۰۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ اس تعلق سے تذکرہ نگاروں کے بیانات ملاحظہ ہوں:

☆ حکیم عبدالکریم قریشی لکھتے ہیں:

''جیسے جیسے مدرسے کی عمارت تکمیل کے قریب پہنچ رہی تھی، علماے اہل حدیث کی نظریں مولانا میر سیالکوٹی کی رہبری میں بہتر سے بہتر قابلیت والے، زیادہ سے زیادہ تجربہ اور مہارت والے اپنے اپنے فن کے مخصوص و مشہور اساتذہ کی تلاش میں مصروف و منہمک ہوگئیں۔''[1]

☆ جناب فاروق اعظمی صاحب حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''...اس کے علاوہ اساتذہ کے انتخاب و تقرر میں مہتمم مدرسہ کی کوششیں بھی قابلِ ستایش تھیں۔ مخلص اور محنتی اساتذہ کو چن چن کر لایا گیا تھا، جو طلبا کی تعلیم و تربیت کے لیے اپنے کو ہمہ تن وقف کیے ہوئے تھے۔ منطق و معقولات کے درس کے لیے بلا امتیاز حنفی، سلفی، ملک کے گوشے گوشے سے منجھے ہوئے اساتذہ کو گراں قدر مشاہرے پر رحمانیہ میں جمع کر لیا گیا تھا، چنانچہ مولانا غلام یحییٰ صاحب مدرسہ الٰہیات کانپور سے بلائے گئے تھے، مولانا عبدالحلیم صاحب کو ضلع مردان پشاور سے بلایا گیا تھا، مولانا عبدالسلام آگرہ سے آئے تھے، اسی طرح مولانا عبدالرحمٰن صاحب ٹونکی فتح پور سے اور مولانا عبدالرزاق صاحب مدرسہ ضیاء العلوم دہلی سے لائے گئے تھے۔ بعض لائق و فائق اساتذہ کو مختلف علوم و فنون کے جید علما کی خدمت میں مع مشاہرہ اور دیگر اخراجات کے بھیجا جاتا تھا تاکہ صحیح تربیت اور اچھی مہارت حاصل کر کے مدرسے کو لوٹیں اور طلبا کو فیض پہنچائیں۔''[2]

---

[1] مجلہ ''اہلِ حدیث'' ہریانہ (۲۱ر مئی ۱۹۷۹ء، ص: ۸)

[2] ماہنامہ ''محدث'' بنارس (اکتوبر ۱۹۸۴ء، ص: ۲۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ مولانا عبدالغفار حسن رحمانی سے انٹرویو لیتے وقت ایک مرتبہ یہ سوال کیا گیا کہ کسی اور مکتبِ فکر سے بھی آپ نے تعلیم حاصل کی ہے؟

موصوف نے جواب دیا: ''رحمانیہ میں کافی حنفی اساتذہ بھی تھے، جن میں مولانا سکندر علی ہزاروی، مولانا محمد علی جالندھری اور مولانا عبدالسلام افغانی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔''

اس کے بعد اس سوال کے جواب میں کہ ''کیا حنفی اساتذہ متعصب تھے یا معتدل؟'' مولانا فرماتے ہیں: ''مولانا محمد علی جالندھری کافی متعصب تھے، جب کہ مولانا عبدالسلام افغانی بڑے وسیع القلب اور وسیع الظرف تھے۔''[1]

☆ مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی مولانا نذیر احمد صاحب رحمانی کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اسی سال (۱۳۴۶ھ میں) مدرسہ مذکور (رحمانیہ دہلی) میں مدرس کی حیثیت سے نور الانوار اور رشیدیہ تک کے اسباق آپ کے سپرد ہوئے، جناب عطاء الرحمٰن صاحب مالک و مہتمم دار الحدیث رحمانیہ (دہلی) جو مردم شناسی اور خیر اندیشی کے سراپا سے مزین ہیں، آپ کی ذہانت و ذکاوت کی وجہ سے آپ کو مدرسے کی تنخواہ حسبِ معمول پر مشہور عالم معقول مولانا فضل حق کی خدمت میں رام پور بھیجا، مگر یہاں ریاضی کا سلسلہ نہ ہونے کی وجہ سے بدایوں چلے گئے اور مولانا عبدالسلام مرحوم سے، جو ان جملہ علوم میں فرد یگانہ تھے، ریاضی و معقولات کی وہ کتابیں پڑھیں، جو رحمانیہ کے نصاب سے باہر تھیں۔ یہاں سے سندِ فراغ کے بعد رحمانیہ میں اپنی اسامی پر واپس تشریف لے آئے اور اب تک

[1] مولانا عبدالغفار حسن، حیات و خدمات (ص: ۴۳۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھاتے ہیں۔"[1]

اس سے قبل نوشہروی صاحب نے مولانا نذیر احمد صاحب کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے:

"مولانا نذیر احمد املوی ہر امتحان میں اول رہے اور سال آخر میں تمام مدرسے میں اولیت و اولویت کی وجہ سے انعام میں صحیح بخاری اور مبلغ چالیس روپے نقد انعام سے سرفراز ہوئے۔ یہ تکمیل ۱۵؍ شعبان ۱۳۴۶ھ کو ہوئی۔"[2]

مولانا عبدالرؤف صاحب رحمانی ۱۹۳۱ھ = ۱۳۵۰ھ میں دار الحدیث رحمانیہ سے فارغ ہوئے اور اس کے بعد اسی مدرسے میں مدرس مقرر ہوگئے۔ مولانا لکھتے ہیں:

"میرے پڑھانے کے زمانے میں مولانا عبدالسلام صاحب درانی کا انتقال ہو چکا تھا، ان کی جگہ پر سو روپے ماہوار پر کئی ولایتی مولانا یکے بعد دیگرے آئے۔ ایک ولایتی مولانا آئے، طلبا نے ان کی شکایت کی، وہ چلے گئے، دوسرے آئے، طلبا نے ان کی بھی شکایت کی، حتی کہ تیسری جماعت کے بچوں نے بھی ان کی شکایت کی کہ کتاب سمجھ میں نہیں آتی ہے، اس لیے حضرت میاں صاحب ناظم جامعہ رحمانیہ کو یہ خیال ہوا کہ تیسری جماعت تک کے طلبا بڑے بڑے مولانا کی شکایت کرتے ہیں تو عبدالرؤف کیسے پانچویں جماعت کے طلبا کو پڑھا سکتا ہے، تو انھوں نے بطور خود پنجابی طلبا کو بلایا اور کہا کہ عبدالرؤف کے یہاں کتاب سمجھ میں آتی ہے؟ لڑکوں نے جواب دیا کہ خوب اچھی طرح کتاب سمجھ میں آتی ہے۔ مولانا عبدالجلیل نے کہا کہ مولانا عبدالرؤف کے یہاں کتاب اس طرح سمجھ میں آجاتی ہے کہ اگر چاہوں تو من وعن فوراً بیان کر دوں۔ اس واقعے کو مولانا عبدالجلیل صاحب نے آ کر مجھ سے بیان

[1]، [2] تراجم علمائے حدیث ہند (ص: ۳۱۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا، انھوں نے یہ خبر سنا کر میرے دل کو خوش کر دیا۔"[1]

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مہتمم مدرسہ اساتذہ کی تدریسی صلاحیت کے بارے میں بھی جان کاری حاصل کرتے رہتے تھے اور اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کرتے کہ طلبا ان سے بھرپور استفادہ کریں اور اگر کوئی کمی یا کمزوری پاتے تو اس کا ازالہ کر کے تعلیم کے اندر آنے والی کمی و کمزوری کو دور کرتے۔

اساتذہ کی تنخواہیں:

اس زمانے میں دیگر مدارس کے بمقابل دار الحدیث رحمانیہ کے اساتذہ کی تنخواہیں زیادہ تھیں۔ وقت اور صلاحیت کے اعتبار سے تنخواہیں کم و بیش ہوتیں۔

مولانا ابو یحییٰ خاں نوشہروی لکھتے ہیں:

"اساتذہ کی تنخواہوں کا معیار بلند ہے کہ شیخ الحدیث کو نوے روپے ماہانہ پیش ہوتے ہیں (وقس علی هذا)"[2]

واضح رہے کہ مولانا کی یہ تحریر ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹۳۷ء یا اس سے قبل کی ہے، کیوں کہ مولانا کی کتاب اسی وقت مکمل ہوئی تھی اور اس کا سال طباعت ۱۳۵۷ھ ہے۔

مولانا عبد الغفار حسن رحمہ اللہ مولانا محمد یوسف سورتی کے بارے میں (جو ایک سال رحمانیہ میں مدرس رہے) لکھتے ہیں:

"...مولانا مرحوم کے بارے میں شیخ عطاء الرحمٰن کو یہ باور کرایا گیا تھا کہ وہ علم حدیث اور اسماء الرجال کے ماہر ہیں، اس لیے ان کا تقرر بطور شیخ الحدیث کیا گیا تھا اور ان کا مشاہرہ بھی ڈیڑھ سو روپے تھا، جو اس زمانے میں بڑی تنخواہ تھی، اس کے

---

[1] ماہنامہ "محدث" بنارس (جون ۱۹۹۹ء، ص: ۲۶۔ ۲۷) ماہنامہ "السراج" نیپال، خطیب الاسلام نمبر (مئی۔ اکتوبر ۲۰۰۰ء، ص: ۲۲۹۔ ۲۳۰)

[2] تراجم علماے حدیث ہند (ص: ۱۷۳، حاشیہ نمبر: ۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقابلے میں مولانا احمد اللہ صاحب کا مشاہرہ تقریباً سو روپے تھا اور میرے داخلے سے پہلے مولانا غلام یحییٰ کانپوری کا مشاہرہ ایک سو پچیس روپے تھا۔ باقی دوسرے مدرسین کی تنخواہیں ساٹھ یا ستر روپے سے زیادہ نہ تھیں۔" [1]

مولانا عبدالرؤف رحمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"میری تعلیم وتدریس کا زمانہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی سے شروع ہوا۔ میں وہاں سے ۲۲ برس کی عمر میں فارغ ہوا اور معاً بعد ۲۳ برس کی عمر میں اسی میں مدرس مقرر ہوا، اس وقت میری تنخواہ تیس روپے ماہوار تھی، اس زمانے میں بڑے بڑے علما کی بھی تنخواہ سو روپے سے زائد نہ تھی...." [2]

سابقہ صفحات میں مولانا رحمانی کا یہ بیان بھی گزر چکا ہے:

"میرے پڑھانے کے زمانے میں مولانا عبدالسلام صاحب درانی کا انتقال ہو چکا تھا، ان کی جگہ پر سو روپے ماہوار پر کئی ولایتی مولانا یکے بعد دیگرے آئے۔" [3]

یادگار مجلّہ میں ہے کہ "اساتذہ کے مشاہرے نہایت معقول تھے۔ صدر المدرسین کا مشاہرہ سو روپے ماہانہ تھا۔" [4]

بعض اساتذہ کے اسمائے گرامی:

سطورِ ذیل میں مختلف مراجع سے دستیاب اساتذہ رحمانیہ کے اسمائے گرامی بطور نمونہ ذکر کیے جاتے ہیں:

---

① ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور (۲۸/ اکتوبر ۱۹۹۴ء، ص: ۱۴۔ ۱۵)

② ماہنامہ "السراج" نیپال، خطیب الاسلام نمبر (مئی۔ اکتوبر ۲۰۰۰ء، ص: ۴۱۰)

③ ماہنامہ "محدث" بنارس (جون ۱۹۹۹ء، ص: ۲۶) ماہنامہ "السراج" نیپال، خطیب الاسلام نمبر (ص: ۲۲۹)

④ یادگار مجلّہ "اہلِ حدیث" (ص: ۳۰۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی (متوفی ۱۳۷۵ھ)

(۲) مولانا احمد اللہ پرتاپ گڈھی (متوفی ۱۹۴۳ء)

(۳) مولانا غلام یحییٰ پنجابی کانپوری

(۴) مولانا عبدالرحمٰن نگرنہسوی

(۵) مولانا عبداللہ ندوی (بنگالی)

(۶) مولانا عبدالغفور جیراج پوری (متوفی ۱۹۵۴ء)

(۷) مولانا عبداللہ لکھنوی

(۸) مولانا عبدالغفور بن جعفر خاں بسکوہری (متوفی ۱۳۹۹ھ)

(۹) مولانا عبدالحلیم ناظم (متوفی ۱۹۳۵ء)

(۱۰) مولانا محمد بن یوسف سورتی (متوفی ۱۳۶۱ھ)

(۱۱) مولانا عبدالحلیم ٹونکی (متوفی ۱۹۳۵ء)

(۱۱) مولانا سکندر علی ہزاروی

(۱۳) مولانا محمد اسحاق (آروی)

(۱۴) مولانا احمد بن ملا حسام الدین مئوی (متوفی ۱۹۴۸ء)

(۱۵) مولانا عبدالسلام مبارک پوری (متوفی ۱۳۴۲ھ)

(۱۶) مولانا عبدالصمد مبارکپوری (م ۱۳۶۷ھ)

(۱۷) مولانا نذیر احمد املوی (متوفی ۱۹۶۵ء)

(۱۸) مولانا محمد عبدہ الفلاح (متوفی ۱۹۹۹ء)

(۱۹) مولانا محمد بشیر مبارک پوری

(۲۰) مولانا عبیداللہ رحمانی (متوفی ۱۹۹۴ء)

(۲۱) مولانا عبدالغفور لکھنوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۲) مولانا عبید الرحمٰن مبارک پوری (برادر خورد شیخ الحدیث)

(۲۳) مولانا عبد الرؤف رحمانی (متوفی ۱۹۹۹ء)

(۲۴) مولانا محمد یونس بن شیخ محمد اسحاق (خواہر زادہ مولانا احمد اللہ پرتاپ گڈھی)

(۲۵) مولانا شریف اللہ صاحب (سواتی)

(۲۶) مولانا عبد الغفور بندوی اعظمی

(۲۷) مولانا حافظ عبد الرحمٰن

(۲۸) مولانا ابو طاہر صاحب بہاری

(۲۹) مولانا عبد الوہاب آروی (متوفی ۱۹۸۳ء)

(۳۰) مولانا حکیم محمد سلیمان بن محمد سلیم رحمانی مئوی (متوفی ۱۳۹۸ھ)؟؟

(۳۱) مولانا محمد اصغر صاحب چھپروی (بہاری)

(۳۲) مولانا محمد اسرائیل صاحب

(۳۳) مولانا عبد السلام درانی

(۳۴) مولانا عبد الحلیم (ضلع مردان، پشاور)

(۳۵) مولانا عبد الرحمٰن ٹونکی

(۳۶) مولانا عبد الرزاق (پشاوری)

(۳۷) مولانا حافظ محمد گوندلوی (متوفی ۱۹۸۵ء)

(۳۸) مولانا عبد النور صاحب بہاری

(۳۹) مولانا فضل الرحمٰن غازی پوری (متوفی ۱۳۸۱ھ)

(۴۰) مولانا خیر محمد جالندھری

(۴۱) مولانا کبیر الدین صاحب (بنگالی)

(۴۲) مولانا عبد الرؤف (بنگالی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۳ مولانا محمد شریف پشاوری

۴۴ مولانا محمد داود راغب شاہ جہاں پوری

۴۵ مولانا عبدالغفار حسن رحمانی (متوفی ۱۴۲۸ھ)

۴۶ مولانا عبدالمعید پشاوری

۴۷ مولانا ابو العرفان عبدالرحمٰن نحوی مئوی

۴۸ مولانا عبدالودود بن مولانا عبدالغفور

۴۹ مولانا عبدالغفور نیپالی

۵۰ مولانا محمد خیر عالم

۵۱ مولانا عبدالجلیل رحمانی (۱۹۸۶ء)

۵۲ مولانا نذیر الدین بنارسی (متوفی ۱۳۵۲)[1]

---

[1] درج ذیل مآخذ سے اساتذہ رحمانیہ کے نام جمع کیے گئے ہیں:

① تراجم علمائے حدیث ہند، نوشہروی، متفرق مقامات

② یادگار مجلہ ''اہل حدیث'' پاکوڑ (ص: ۳۰۱)

③ ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور ۱۹۹۴ء کے متعدد شمارے۔

④ جماعت اہلِ حدیث کی تدریسی خدمات (ص: ۲۷)

⑤ ماہنامہ ''محدث'' بنارس (اکتوبر ۱۹۸۴ء)

⑥ ماہنامہ ''آثارِ جدید'' مئو (دسمبر ۲۰۰۴ء)

⑦ ماہنامہ ''صراطِ مستقیم'' برمنگھم (نومبر، دسمبر ۱۹۹۸ء)

⑧ جهود مخلصة ... وغیرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 20

چند مشہور اساتذہ کا تعارف

① مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی (متوفی ۱۳۷۶ھ)

محدث شہیر مولانا عبدالمنان وزیر آبادی کے شاگرد ہیں۔ شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی سے سندِ اجازہ حاصل کی اور درس وتدریس، وعظ و ارشاد، تصنیف و تالیف اور اسلام کے دفاع میں سرگرم رہے۔ قادیانیوں، منکرینِ حدیث، آریہ سماج اور دیگر باطل فرقوں اور تحریکوں کو منہ توڑ جواب دیتے تھے۔[1]

دار الحدیث رحمانیہ کے اول مدرس و منتظم تھے۔ مدرسہ رحمانیہ کے قیام سے پہلے سیالکوٹ میں ان کا اپنا مدرسہ دار الحدیث ہی کے نام سے چلتا تھا، جس میں دور دور سے طلبا تعلیم اور استفادہ کرنے کے لیے آتے تھے۔ دار الحدیث رحمانیہ کے قیام میں آپ کی بھی ترغیب و تحریک کا دخل تھا، جس کی تفصیل شروع کتاب میں گزر چکی ہے۔ رحمانیہ کے قیام کے وقت اس کے انتظام و انصرام میں آپ کا بھرپور تعاون رہا، افتتاحی پروگرام میں بھی آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ نے تاسیسِ رحمانیہ کے سال شعبان میں اپنے سیالکوٹ کے مدرسے میں طلبا و اساتذہ کے سامنے یہ اعلان کر دیا کہ اگلے تعلیمی سال شوال میں مدرسہ دہلی منتقل ہو جائے گا، لہٰذا تمام طلبا و اساتذہ شوال میں دہلی ہی پہنچیں، اس طرح موصوف نے شوال ۱۳۳۹ھ میں اپنے مدرسے کے اساتذہ اور طلبا سمیت رحمانیہ دہلی پہنچ کر مدرسے کا نظام سنبھالا۔ آپ نے اپنے

---

① جهود مخلصة (ص: ۱۵۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدرسے کا کتب خانہ بھی یہیں منتقل کر دیا۔ نامعلوم کن اسباب کی بنا پر مولانا نے بہت جلد دار الحدیث رحمانیہ کو خیر باد کہہ دیا، البتہ جن طلبا کو اپنے مدرسے سے یہاں منتقل کیا تھا، جاتے وقت ان کو رحمانیہ ہی میں تعلیم مکمل کرنے کی ہدایت کر گئے۔

مولانا کے شاگردوں میں حکیم مولانا عصمت اللہ رحمانی مئوی، حکیم مولانا محمد سلیمان رحمانی مئوی، راقم کے دادا مولانا عبدالعلی مئوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی گجرانوالہ، مولانا ابو حفص عثمانی رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔

② شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ صاحب پرتاپ گڈھی (متوفی ۱۳۶۲ھ)

شیخ حسین یمنی، مولانا سلامت اللہ جیراج پوری، ڈپٹی نذیر احمد اور دیگر اساتذہ سے کسبِ فیض کیا اور مولانا سید نذیر حسین دہلوی، شیخ محمد بن عبد اللطیف بن ابراہیم نجدی، مولانا شمس الحق ڈیانوی اور شیخ قاضی محمد مچھلی شہری سے سند و اجازہ حدیث حاصل کی۔ تمام زندگی درس وتدریس میں گزاری۔ پورے بیس سال مدرسہ علی جان دہلی میں پڑھایا۔ اسی دوران میں دار الحدیث رحمانیہ کی تاسیس ہوئی۔ مہتمم صاحب نے آپ کو تدریس کے لیے یہاں بلا لیا۔ یہاں آپ کتبِ حدیث، اصولِ حدیث، تفسیر، اصولِ فقہ، فرائض وغیرہ کا درس دیتے رہے۔ شیخ الحدیث کی حیثیت سے آپ نے ۱۹۳۸ء تک یہاں تدریسی خدمت انجام دی، پھر یہاں سے مستعفی ہو کر مدرسہ زبیدیہ دہلی چلے گئے۔

آپ کے تلامذہ میں شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی مبارک پوری، مولانا عبد السلام صاحب بستوی، مولانا نذیر احمد صاحب املوی، مولانا محمد یونس صاحب پرتاپ گڈھی، مولانا حافظ محمد گوندلوی، مولانا عبد الغفار حسن عمر پوری، مولانا محمد زمن صاحب رحمانی بستوی، مولانا عبد الرؤف صاحب جھنڈانگری، مولانا محمد بشیر صاحب مبارک پوری، مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی وغیرہ ہیں۔ یرحمهم الله أجمعين.[1]

[1] تراجم علماے حدیث ہند (ص: ۱۷۴۔ ۱۷۸) جهود مخلصة (ص: ۱۵۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے شاگرد مولانا عبدالغفار حسن رحمانی دار الحدیث رحمانیہ میں آپ کی تدریس سے متعلق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''رحمانیہ میں اس وقت کے ہمارے اساتذہ میں ایک مولانا الشیخ احمد اللہ الدہلوی تھے۔ یہ شیخ المحدثین السید نذیر حسین دہلوی کے شاگرد رشید تھے، ان سے میں نے صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داود، جامع ترمذی کی پہلی جلد پڑھی اور علومِ حدیث میں شرح نخبۃ الفکر اور علمِ وراثت میں سراجی پڑھی۔ شیخ احمد اللہ دہلوی بڑے جید عالم دین اور بلند پائے کا اخلاق و کردار رکھتے تھے۔ طلبا کے ساتھ بڑی شفقت اور اپنائیت کے ساتھ پیش آتے۔ اکثر اپنے شاگردوں اور دیگر اساتذہ کو علمِ حدیث اور سنت کے ساتھ لگاؤ کی تلقین کیا کرتے تھے۔''[1]

ایک دوسرے موقع پر آپ لکھتے ہیں:

''مولانا موصوف کی ساری عمر درسِ حدیث میں گزری۔ پڑھتے پڑھاتے فتح الباری کے مطالب ان کو ازبر ہوگئے تھے۔ جب کسی مسئلے پر درس میں وہ تقریر فرماتے تو معلوم ہوتا کہ ایک علم کا سمندر بہہ رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ نہایت متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ طلبا کے لیے صحیح معنی میں مربی و مشفق استاذ تھے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کبھی غصے سے ان کے چہرے پر بل آیا ہو۔ اہتمامِ سنت میں نمایاں طور پر آگے بڑھے ہوئے تھے۔ حقیقتاً وہ صحیح معنی میں سلف صالحین کا نمونہ تھے، اس میں شک نہیں کہ وہ تدریس کے ماہر تھے....''[2]

---

[1] ماہنامہ ''صراطِ مستقیم'' برمنگھم (نومبر۔ دسمبر ۱۹۹۸ء، ص: ۱۴)

[2] ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور (۱۹ر، اگست ۱۹۹۴ء، ص: ۱۵۔ ۱۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ مولانا نذیر احمد رحمانی املوی (متوفی ۱۹۶۵ء):

قصبہ مبارک پور سے بہ جانب مشرق موضع املو میں موصوف ۶/ فروری ۱۹۰۶ء مطابق ۱۰/ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مبارک پور میں ہوئی، پھر مدرسۃ الاصلاح سرائے میر میں داخل ہوئے۔ کچھ دنوں بعد مدرسہ فیض عام مئو چلے گئے۔ شوال ۱۳۳۹ھ میں دار الحدیث رحمانیہ کے قیام کے تقریباً دو ماہ بعد ماہ ذی الحجہ میں داخل ہوگئے اور شعبان ۱۳۴۶ھ میں مدرسے سے فراغت حاصل کی، اس کے بعد نئے تعلیمی سال شوال ۱۳۴۶ھ سے اسی ادارے میں مدرس مقرر ہوئے، پھر مہتمم مدرسہ شیخ عطاء الرحمٰن کی خواہش پر معقولات میں دسترس اور کمال حاصل کرنے کے لیے آپ کو مولانا فضل حق خیر آبادی کے پاس مدرسہ عالیہ رام پور بھیجا گیا، لیکن وہاں ریاضی کی تعلیم نہ ہونے کے باعث آپ مدرسہ شمس العلوم بدایوں چلے آئے اور مولانا عبدالسلام قندھاروی سے معقولات اور ریاضی کی بہت سی درسی وغیر درسی کتابیں پڑھیں۔ ایک سال کے بعد وہاں سے واپس رحمانیہ آئے اور مستقل طور پر مدرسے کے مدرس بنے اور یہ سلسلہ بیس سال تک جاری رہا۔ مشغلہ درس وتدریس کے علاوہ اس دوران میں آپ کے فرائض میں رحمانیہ کے کتب خانہ کی دیکھ ریکھ اور اس کی نگرانی بھی تھی، علاوہ ازیں دار الحدیث کا مشہور ماہنامہ ''محدث'' بھی اس کے ایڈیٹر مولانا عبدالحلیم ناظم صدیقی کے (۱۹۳۵ء میں) انتقال کے بعد آپ کی ادارت میں آ گیا، اس وقت سے اخیر تک آپ برابر اس کے مدیر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مولانا املوی صاحب نے دار الحدیث رحمانیہ کے قیام سے لے کر اس کے آخری دن تک ۔بجز معمولی وقفہ۔ اس مدرسے کے اندر زندگی گزاری۔ سات سال بحیثیت طالب علم اور بقیہ بیس سال بحیثیت مدرس، بیچ میں ایک سال کے لیے مدرسے ہی کی تنخواہ پر آپ معقولات وریاضی وغیرہ کی تعلیم کے لیے مدرسے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باہر رہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کسی اور مدرس کو اتنے طویل عرصے تک اس ادارے کی خدمت کا موقع ملا ہوگا۔

۱۹۳۸ء میں جب مہتمم مدرسہ شیخ عطاء الرحمٰن کا انتقال ہوگیا تو مذکورہ بالا مصروفیات کے ساتھ بہت سارے انتظامی امور بھی آپ اور حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے کاندھوں پر آ گئے، اس لیے کہ شیخ عطاء الرحمٰن کے صاحب زادے شیخ عبدالوہاب مدرسے کے لیے اتنا وقت نہیں دے پاتے تھے، جتنا ان کے والد محترم دیتے تھے، ویسے بھی مدرسے میں مولانا کی حیثیت صدر مدرس جیسی تھی، اگرچہ رحمانیہ میں صدر مدرس کا کوئی عہدہ نہ تھا، مگر طلبا کی نگرانی، امتحانات وغیرہ سے متعلق امور، داخلے کے مسائل وغیرہ وغیرہ سب مولانا ہی دیکھتے تھے۔ رمضان اور عید کی چھٹیوں میں جب مولانا اپنے گھر ہوتے تو قرب وجوار کے طلبا، جو رحمانیہ میں داخلے کے امیدوار ہوتے، مولانا کے پاس آتے اور ان کی جانچ پڑتال کرکے آپ ان کے داخلے سے متعلق فیصلہ فرما دیتے۔ یہ اختیار مولانا کو مہتمم صاحب کی طرف سے دیا گیا تھا۔

۱۹۴۷ء کے ہنگامے میں مدرسے کی شہادت کے وقت بھی مولانا مدرسے ہی میں مقیم تھے۔ آپ مع چند دیگر اشخاص گرفتار ہوئے اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، اس کی داستان بڑی خوں چکاں اور دلدوز ہے، اس کی تفصیلا، مولانا ادریس آزاد رحمانی رحمہ اللہ کی درج ذیل تحریر میں ملاحظہ ہو:

"اگست ۱۹۴۷ء میں جب ملک تقسیم ہوا اور اس کے نتیجے میں دہلی کے مسلمانوں پر قیامت ٹوٹی تو اس زمانے میں مولانا دہلی ہی میں تھے۔ مدرسے کا اٹھائیسواں سال شروع تھا۔ تعطیل کلاں کے بعد آپ مدرسے پہنچ چکے تھے، کیوں کہ طلبا کے داخلے کا کام آپ ہی کے ذمے تھا۔ دوسرے مدرسین ابھی نہیں پہنچے تھے۔ ستمبر کے شروع ہی میں مختلف محلوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے گڑبڑ کی خبریں ملنے لگیں۔ یہاں تک کہ ۶ ستمبر کو آٹھ بجے شب میں خود مدرسے پر جنوبی طرف سے ہندوؤں نے خشت باری شروع کی۔ مدرسے کے لوگوں نے بھی اپنی مدافعت کی۔ دیر تک معرکہ آرائی رہی۔ مدرسے کا پھاٹک بند تھا، آپ دوسرے لوگوں کے ساتھ مدرسے کی چھت پر تھے اور وہیں سے مدافعت کر رہے تھے۔

نعرہ تکبیر کی صدا سن کر ملٹری پہنچ گئی، اس نے مدرسے کے باہر ہی سے کئی مرتبہ اشک آور گیس چھوڑی، گولیاں چلائیں، مگر الحمد للہ کوئی زخمی نہیں ہوا۔ جب ہنگامہ فرو ہوا تو آپ عشا کی نماز کے لیے مسجد تشریف لے گئے، جو مدرسے سے قریب مگر اس کے احاطے سے باہر تھی۔ آپ کے ساتھ دو آدمی اور تھے۔ یہ لوگ نماز سے جوں ہی فارغ ہوئے، مسلح پولیس پہنچ گئی اور اس نے مسجد کو گھیر لیا۔ محلے کے کچھ دوسرے آدمیوں کی گرفتاری بھی ہوئی، سب کو پولیس کی لاری میں بٹھا کر تھانے پہنچایا گیا۔ تھانے والے شہر کے ہنگاموں کی وجہ سے اس قدر مصروف تھے کہ ان کو ان اسیرانِ بلا کے متعلق ضابطے کی کوئی کارروائی کرنے کی فرصت ہی نہ ملی، چنانچہ دوسرے دن آٹھ بجے صبح کو ان لوگوں کے پتے وغیرہ لکھے گئے اور پھر یہ لوگ دوپہر کے بعد حوالات میں بند کیے گئے۔ سنا ہے کہ ۲۴ گھنٹے سے زیادہ حوالات میں رکھنے کا قانون نہیں ہے، لیکن یہ لوگ تین روز تک حوالات ہی میں رہے۔

''حوالات کی لمبائی زیادہ سے زیادہ چار گز اور چوڑائی ڈھائی گز رہی ہوگی۔ شہر میں برابر گرفتاریاں ہو رہی تھیں اور سب کو اسی میں لا کر بند کیا جا رہا تھا۔ کمرہ بالکل بھر گیا۔ ۲۴ گھنٹوں میں صرف ایک مرتبہ صبح کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت قضائے حاجت کے لیے باہر نکالا جاتا تھا، پیشاب کے لیے ایک مٹی کی چھوٹی سی ناند رکھی ہوئی تھی، جو پیشاب سے بھر جاتی تھی تو سارا کمرہ گندہ اور متعفن ہو جاتا تھا۔ تین دن میں صرف ایک وقت حوالاتیوں کی چیخ و پکار کے بعد پولیس نے انھیں چنے ابال کر کھانے کو دیے، طلبا بیچارے صبح کے وقت جب کرفیو کھلتا تھا تو کچھ روٹیاں پہنچا جاتے تھے، مگر دوسرے حوالاتیوں کے گھروں سے کچھ نہیں آتا تھا، اس لیے وہ سب بیچارے بھی بھوکے تھے، انہی چند روٹیوں کو ٹکڑے ٹکڑے بانٹ کر تسکین کر لیا کرتے تھے۔

''ایسی گندی اور بدبو دار جگہ میں آپ کو لیٹنے کی ہمت نہ ہوتی۔ جب نیند کے غلبے سے مجبور ہو جاتے تھے تو ایک کونے میں ٹیک لگا کر سہارا لے لیا کرتے تھے اور کچھ دیر تک غفلت ہو جاتی تھی۔ حوالاتیوں میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے، جو اس سے پہلے جیل جا چکے تھے اور وہاں کی زندگی کا تجربہ رکھتے تھے، انھوں نے آپ سے کہا کہ مولوی صاحب! تھانے دار سے کہیے کہ ہم لوگوں کو جیل بھیج دیا جائے، وہاں آرام رہے گا، چنانچہ سب لوگوں نے باتفاق اور باصرار مطالبہ کیا کہ ہم کو یہاں سے نکال کر جیل بھیج دیا جائے، اس کے بعد سب کو دہلی سنٹرل جیل بھیج دیا گیا۔

''ایک مہینے کے بعد جب عدالتیں کھلیں تو ان زندانیوں کا مقدمہ پیش ہوا، عدالت کے سامنے جب آپ لائے گئے تو عدالت نے آپ کا نام لے کر کہا کہ آپ پر چھے ہندوؤں کے قتل کا الزام ہے، اتنا کہہ کر عدالت خاموش ہوگئی اور آپ بھی چپ رہے۔ دو منٹ کی خاموشی کے بعد عدالت نے خود کہا، لیکن پولیس کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے، اس لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آپ کو بری کرتا ہوں، ہتھکڑیاں کھول دی جائیں۔ چنانچہ آپ کے ہاتھوں کی ہتھکڑیاں کھول دی گئیں اور مجسٹریٹ کے اشارے سے آپ ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔

''رہائی کے بعد جب آپ مدرسے پہنچے تو معلوم ہوا کہ مہتمم صاحب مدرسے اور اس کے کتب خانہ کو جامعہ ملیہ کے حوالے کر کے مع اہل وعیال کراچی چلے گئے، چنانچہ دو دنوں کے بعد جامعہ کی لاری آئی اور کتابیں بھر بھر کر لے گئی۔

''اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ذمے داروں میں مولانا مرحوم ہی کی ایک ہستی ایسی تھی، جو اس اجڑے اور لٹے ہوئے گلستانِ علم وفن پر آنسو بہاتی، ان شدائد ومصائب میں تپ کر مولانا کی امانت ودیانت اور نکھر گئی۔ آپ کا یہ حال تھا کہ پورے کتب خانہ کو از اول تا آخر جامعہ کے سپرد فرمایا۔ اگر کسی نے کام کی کوئی کتاب یا کاغذ کا کوئی ٹکڑا رکھنا چاہا اور آپ کو اس کی خبر ہوگئی تو بڑی سختی کے ساتھ اس حرکت سے روک دیا، گویا اس وقت آپ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا﴾ کی پوری عملی تفسیر تھے۔

''رہائی کے بعد دار الحدیث رحمانیہ کی خانہ ویرانی کو آپ کس دل وجگر سے دیکھتے؟ اس کا بچپن، شباب اور اس کی اخیر دور کی تمام بہاریں آپ کے سامنے گزری تھیں۔ یہاں آپ نے اپنی عربی تعلیم کا ابتدائی دور بھی گزارا تھا، وسط دور بھی اور اخیر زمانہ بھی، اس کے ذرے ذرے سے آپ کو محبت تھی، اس لیے اسیری سے رہائی کے بعد اپنے گھر میں اجنبی بن کر رہنا کیسے گوارا ہوتا؟ مجبوراً آپ نے دھڑکتے دل اور غم ناک آنکھوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ اسے الوداع کہا اور گھر جانے کے لیے روانہ ہوئے۔'' [1]

حکیم محمد اسرائیل سلفی نے اپنی کتاب ''تراجم علماے اہل حدیث میوات'' میں ایک جگہ اخبار اہلِ حدیث سے مولانا نذیر احمد صاحب رحمانی کے تحریر کردہ ایک مضمون کا اقتباس نقل کیا ہے، جسے یہاں درج کیا جا رہا ہے۔ مولانا لکھتے ہیں:

''پولیس نے ہم پر تین قسم کے مقدمات دائر کیے تھے۔ ایک کیس کے متعلق تو ہمیں جیل میں بتایا گیا تھا کہ یہ خون کی ایسی شدید دفعہ ہے کہ اس میں ضمانت بھی نہیں ہوسکتی، لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ کامل ایک ماہ کے بعد جب عدالت میں ہماری پیشی ہوئی تو الزامات کے عدمِ ثبوت کی بنا پر پہلی ہی پیشی پر مجسٹریٹ نے ہمیں بَری کر دیا۔ حاجی عبدالوہاب صاحب مہتمم مدرسہ رحمانیہ خود تو مع متعلقین پاکستان چلے گئے، مگر مقدمات کی پیروی کے لیے ان کے منشی عزیز احمد کچہری میں موجود تھے۔ وہیں کچہری میں ہمیں معلوم ہوا کہ ہم لوگوں کو آج سے چار روز پیشتر حافظ حمید اللہ صاحب کی چالیس ہزار روپے کی ضمانت پر رہا ہو جانا چاہیے تھا، یہ سیشن جج کے یہاں سے بڑی کوششوں کے بعد منظور کرائی جا سکی ہے، ضمانتی کاغذات اور چالانی فارم پر جو پتے درج تھے، ان کے تھوڑے سے اختلاف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جیلر نے منظور نہیں کیا۔

اس وقت دہلی کے حالات اتنے خطرناک تھے کہ آج ان کا تصور نہیں کیا جا سکتا، اس وقت میں ایسے مسلمان کا ساتھی بن جانا، جس پر چھے انسانوں کے قتل کا الزام ہو، یہ واقعہ جہاں ہمارے ساتھ حافظ صاحب کی پر خلوص محبت اور ہمدردی پر دلالت کرتا ہے، وہاں ان کی زبردست جرأت ایمانی

[1] اہلِ حدیث اور سیاست، مقدمہ (ص: ۱۹۔ ۲۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا بھی پتا دیتا ہے۔ یہ حافظ صاحب کا مجھ پر وہ احسان ہے، جو میرے لیے ناقابلِ فراموش ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی مخصوص عنایات سے نوازے، ان پر اپنی رحمتیں برسائے اور آخرت کی تمام مشکلات آسان کر دے۔ آمین۔"[1]

وطن واپسی کے بعد مولانا تقریباً ایک سال تک گھر رہے۔ اواخر ۱۹۴۸ء سے اواخر ۱۹۴۹ء تک دار العلوم احمدیہ سلفیہ میں تدریسی خدمت انجام دی، جنوری ۱۹۵۰ء میں جامعہ رحمانیہ بنارس تشریف لائے اور اخیر عمر تک اسی سے متعلق رہے اور ۳۰/ مئی ۱۹۶۵ء کو اس عالم فانی کو خیر باد کہہ گئے۔[2]

④ شیخ الحدیث علامہ عبید اللہ رحمانی مبارک پوری (۱۳۲۷۔۱۴۱۴ھ):

آپ ممتاز عالمِ دین صاحب سیرۃ البخاری علامہ عبد السلام مبارک پوری کے صاحب زادے ہیں۔ مدرسہ عالیہ مئو، مدرسہ سراج العلوم بونڈھیار اور دار الحدیث رحمانیہ میں اپنے والد محترم کی نگرانی میں تعلیم حاصل کی۔ مولانا عبد السلام صاحب نے ان تینوں مدرسوں میں تدریسی خدمات انجام دیں اور ۱۹۲۴ء = ۱۳۴۲ھ میں دہلی میں گھنٹا گھر کے سامنے ایک بے لگام گھوڑے سے دب کر فوت ہو گئے۔

شیخ صاحب ۱۹۲۳ء = ۱۳۴۱ھ میں اپنے والد محترم کے ساتھ رحمانیہ آئے اور چوتھی جماعت میں داخل ہوئے۔ آپ کے خاص اساتذہ میں مولانا احمد اللہ پرتاپ گڈھی، مولانا غلام یحییٰ کانپوری، مولانا ابو طاہر بہاری، مولانا عبد الوہاب آروی رحمہم اللہ ہیں۔

---

① تراجم علمائے اہلِ حدیث میوات، از حکیم محمد اسرائیل سلفی (ص: ۵۸۔ ۵۹، حاشیہ) بحوالہ: اخبار "اہلِ حدیث" دہلی (ج ۱، نمبر ۳، ص: ۶)

② تراجم علمائے حدیث ہند (ص: ۴۱۱۔۴۱۲) اہلِ حدیث اور سیاست، مقدمہ۔ جهود مخلصة (ص: ۲۵۵۔ ۲۵۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایامِ تعطیل میں گھر پر علامہ عبد الرحمٰن صاحبِ تحفۃ الاحوذی سے درس لیا اور سندِ اجازہ حاصل کیا۔ رحمانیہ سے ۱۳۴۵ھ = ۱۹۲۷ء میں آپ کی فراغت ہوئی اور اسی سال وہاں کے مدرس مقرر ہوگئے اور ۱۹۴۷ء میں مدرسے کے بند ہونے تک مسلسل ۱۸ر سال حدیث و دیگر فنون کا درس دیتے رہے۔ درمیان میں تحفۃ الاحوذی کی تکمیل میں مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارک پوری کی معاونت کے لیے دو سال ان کے ساتھ دار الحدیث ہی کی تنخواہ پر کام کیا، پھر تدریس کے لیے واپس آ گئے۔ ۱۹۳۸ء میں شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پرتاپ گڈھی کے رحمانیہ سے مستعفی ہو جانے کے بعد سے آپ ہی وہاں کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ آپ مدرسے میں فتویٰ نویسی کا کام بھی کرتے تھے اور مدرسے سے شائع ہونے والے رسالہ محدث میں بھی تعاون کرتے تھے۔[1]

دار الحدیث رحمانیہ کے بعد کسی اور ادارے میں آپ نے درس و تدریس کا کام نہ کیا، بلکہ گھر پر یک سوئی کے ساتھ مشکاۃ کا حاشیہ مرتب کرنا شروع کیا، جو بعد میں اس کتاب کی لاثانی عربی شرح قرار پائی، جسے "مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اُردو میں کچھ اصلاحی رسائل بھی آپ کے شائع ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے خطوط کے متعدد مجموعے منظر عام پر آئے، جو بڑی قیمتی علمی و تاریخی معلومات پر مشتمل ہیں۔ آپ کے فتاوی کی اشاعت کا کام بھی شروع ہو چکا ہے۔ مرکزی جمعیت اہلِ حدیث ہند کے زیرِ اہتمام دو جلدیں شائع ہوئی ہیں، امید ہے کہ بقیہ جلدیں بھی جلد شائع ہو جائیں گی۔

آپ کے زہد و تقوی، بلندیِ اخلاق اور تواضع و انکساری کے بارے میں کچھ رقم کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ محدث بنارس کے شیخ الحدیث نمبر

---

[1] تراجم علماے حدیث ہند (ص: ۴۰۷۔ ۴۰۸) جهود مخلصة (ص: ۲۵۸۔ ۴۰۸) ماہنامہ "محدث" بنارس، شیخ الحدیث نمبر (جنوری، فروری ۱۹۹۷ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جنوری، فروری ۱۹۹۷ء) اور دیگر رسائل و جرائد کی طرف اس سلسلے میں تفصیل کے لیے رجوع کیا جا سکتا ہے۔[1]

رحمانیہ میں آپ کے زیرِ درس کتابیں:

فنِ حدیث سے شیخ صاحب کا لگاؤ اظہر من الشمس ہے۔ اس فن کی تدریس اور دیگر ذرائع سے آپ نے جو خدمت کی، وہ محتاجِ بیان نہیں۔ حدیث کے ساتھ دوسرے فنون سے بھی آپ کی دلچسپی اور ان میں آپ کی مہارت کم نہ تھی۔ مرعاۃ کا مطالعہ کرنے والے اس حقیقت کو بہتر طریقے سے جانتے ہیں، دار الحدیث رحمانیہ میں آپ کی تدریس سے متعلق جو معلومات میسر ہوئیں، ان سے پتا چلتا ہے کہ آپ نے اٹھارہ سال کی تدریسی مدت میں حدیث و اصولِ حدیث کے علاوہ فقہ، اصولِ فقہ اور نحو و صَرف وغیرہ علوم و فنون کا درس دیا۔ حدیث میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی، سنن ابی داود، موطا امام مالک اور بلوغ المرام؛ فقہ میں شرح وقایہ اولین اور نحو میں شرح جامی کی تدریس کا آپ کے تذکرے میں ذکر ملتا ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ تدریسی میدان میں علوم عالیہ کے ساتھ علوم آلیہ سے بھی مربوط تھے۔

درس کی تیاری اور طریقۂ درس:

شیخ صاحب درس کے لیے پوری طرح تیار ہو کر جایا کرتے تھے اور اس سلسلے میں اپنی جسمانی کمزوری کی پروا کیے بغیر غیر معمولی محنت کرتے تھے۔

مولانا عبدالحکیم صاحب فیضی آپ کا بیان نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''...رات کو مطالعے میں اس طرح ڈوب جاتے کہ فجر کی اذان ہو جاتی تھی

[1] راقم نے شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی حیات و خدمات پر عربی زبان میں تفصیل سے لکھنا شروع کیا تھا، مجلّہ ''صوت الأمة'' بنارس میں (نومبر ۲۰۰۸ء تا جون ۲۰۰۹ء) کل آٹھ قسطیں شائع ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل کی توفیق دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پھر نمازِ فجر کے بعد فوراً درسِ بخاری شریف دیتا رہتا، اس لیے سونے کے لیے کبھی موقع نہیں ملتا تھا۔ رات میں دورانِ مطالعہ بہت سے اشارے اپنی ہتھیلیوں پر لکھ لیتا تھا اور فوراً نماز کے بعد درس دینا شروع کرتا تھا۔ اب سوچتا ہوں تو خود تعجب ہوتا ہے کہ اتنے کام کیسے انجام دیتا تھا؟‘‘[1]

ظاہر بات ہے کہ مدرسے کا وقت شروع ہونے سے پہلے ہی آپ کا درس شروع ہوتا تھا، یعنی فوراً بعد نمازِ فجر، وہ محض اس لیے کہ کتاب کے لیے مختص گھنٹیوں کا وقت آپ کے لیے ناکافی رہتا تھا، اس لیے آپ پورے بسط و تحقیق کے ساتھ درس دینے کے لیے خارجی اوقات میں پڑھاتے تھے۔

شیخ صاحب تدریس کے لیے مطالعے، فتویٰ نویسی اور دیگر علمی مشاغل میں اپنا سارا وقت لگاتے تھے۔ دہلی میں بائیس تئیس سال تک قیام کرنے کے باوجود وہاں کے لوگوں سے آپ نے راہ و رسم اور تعلقات بنانے کی کوشش نہ کی۔

شیخ صاحب کے شاگرد مولانا عبد الغفار حسن رحمانی آپ کے درس و تدریس سے متعلق فرماتے ہیں:

’’استادِ محترم سے راقم الحروف نے دوسرے سال میں بلوغ المرام اور ساتویں سال میں موطا امام مالک کے اسباق پڑھے، نیز شرح جامی کا بھی کچھ حصہ ان کے پاس زیرِ درس رہا۔ مولانا موصوف تدریس کے لیے پوری طرح تیار ہوکر آتے تھے۔ بلوغ المرام پڑھاتے ہوئے اس کی مشہور شرح سبل السلام اور دوسرے اہم حواشی یا ان کے خلاصے بلوغ المرام کے حاشیے پر تحریر فرمایا کرتے تھے، اسی طرح موطا امام مالک پڑھاتے ہوئے ان کا ذوقِ حدیث اور بھی بڑھ گیا۔ وہ موطا کی تمام شروح مثلاً

[1] ماہنامہ ’’محدث‘‘ بنارس، شیخ الحدیث نمبر (جنوری، فروری ۱۹۹۷ء، ص: ۲۳۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زرقانی، مسوی (عربی) مصفی (فارسی) تالیف شاہ ولی اللہ صاحب، اسی طرح دوسری شروح کا خوب مطالعہ کرتے اور موطا کے حاشیے پر اہم نکات تحریر فرماتے۔ افسوس ہے کہ اس زمانے میں قلم بند کرنے کا رواج نہ تھا اور نہ کیسٹیں ہی دستیاب تھیں، اس لیے ساری اہم معلومات فضا میں منتشر ہوگئیں، لیکن اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ راقم الحروف نے بعد میں مختلف مدارس خصوصاً جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں حدیث پڑھاتے ہوئے استادِ محترم کا طریقہ اپنایا۔

''یہ ضروری نہیں ہے کہ استاد جو کچھ بھی مطالعہ کرے یا تحریری طور پر منضبط کرے، وہ سب کا سب طلبا کے سامنے بیان کر دے، بلکہ بیان حسبِ ضرورت ہوتا ہے، لیکن تحریر سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ایک مسئلے کے بارے میں مختلف دلائل اور مواد یک جا مل جاتا ہے (حوالوں کے ساتھ ساتھ) بہر حال یہ بات ضمناً آ گئی ہے، اصل بات یہ ہے کہ مولانا عبیداللہ صاحب مبارک پوری شیخ الحدیث کا طریقہ تدریس نہایت ہی موثر اور دل کش ہوتا تھا۔ آواز بہت پست ہوتی تھی، لیکن مٹھاس میں ڈوبی ہوئی اور شفقت سے بھرپور....''[1]

ایک دوسرے مقام پر مولانا عبدالغفار حسن رحمانی فرماتے ہیں:

''میرے اساتذہ میں ایک الشیخ عبیداللہ مبارک پوری بھی تھے۔ یہ مشکاۃ المصابیح کی مشہور شرح مرعاۃ المفاتیح کے مولف ہیں، ان کے پاس میں نے بلوغ المرام مکمل اور آخری سال میں موطا امام مالک اور نحو کی کچھ کتابیں پڑھیں۔ وہ نہایت باریک خط میں بلوغ المرام پر حاشیہ لکھا کرتے تھے،

(1) ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور (۴ر نومبر ۱۹۹۴ء، ص: ۲۰۔ ۲۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو احادیث کی شرح کے ساتھ جرح و تعدیل اور تخریج و تحقیق اور ظاہری تعارض کے حل پر مشتمل ہوتا۔ بعض اوقات راویوں کے احوال کے بارے میں بحث کیا کرتے۔ مولانا مبارک پوری فنِ حدیث میں بڑی وسیع معلومات رکھتے تھے۔ بڑی محنت، عرق ریزی اور جانفشانی کے ساتھ پڑھایا کرتے تھے۔ جسمانی کمزوری کے باوجود بڑے مطالعے اور تحقیق کے ساتھ درس دیا کرتے تھے۔ طلبا کو نقلی اور عقلی دلائل دے کر سبق ذہن نشین کراتے۔ بڑی مفید علمی معلومات جمع کر کے لاتے، مگر افسوس کہ اس وقت ان معلومات کو جمع نہ کیا جاسکا۔''

اس کے بعد مولانا عبدالغفار حسن شیخ صاحب کے طریقۂ تدریس کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''سب سے پہلے طالب علم کتاب سے تین حدیث پڑھتا، پھر استاذِ محترم حدیث کی تخریج کرتے، پھر سندِ حدیث پر بحث ہوتی اور پھر شرح حدیث، اگر حدیث میں کوئی ظاہری تعارض یا مختلف فیہ مسئلہ ہوتا، وہ بیان ہوتا اور آخر میں جو مسئلہ اقرب الی الحق یعنی حق کے قریب ہوتا، وہ بیان کیا جاتا، یہ تھا ان کا اندازِ تدریس۔''

اس سوال پر کہ کیا شیخ صاحب پڑھاتے ہوئے اپنے حافظے سے کام لیتے تھے یا کسی کتاب سے مدد لیتے؟ مولانا عبدالغفار حسن فرماتے ہیں:

''اکثر و بیشتر اپنے حافظے سے مدد لیا کرتے تھے اور بعض اوقات ان حواشی سے بھی جو انھوں نے کتاب کے کناروں پر خود تحریر کیا ہوتا، ان سے بھی رجوع کرتے....''[1]

---

[1] ماہنامہ ''صراطِ مستقیم'' برمنگھم (نومبر، دسمبر ۱۹۹۸ء، ص: ۱۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالغفار حسن شیخ صاحب کی وفات پر مولانا عبدالرحمٰن بن شیخ الحدیث کے نام اپنے تعزیتی خط میں ان الفاظ میں آپ کے طریقۂ درس پر روشنی ڈالتے ہیں:

''...مولانا مرحوم کا اندازِ تدریس ایسا تھا کہ جیسے پرسکون سمندر میں ہلکی ہلکی لہریں اٹھتی اور ابھرتی ہیں، یعنی پرجوش خطابت کے بجائے پرلطف انداز میں تفہیم کا پہلو ہوتا تھا، جیسے کسی سے خوش گوار انداز میں گفتگو کر رہے ہیں اور تدریس کا انداز دھیما تھا اور پروقار اور پرتاثیر، جس وقت میں ۲۶ء میں دار الحدیث رحمانیہ میں داخل ہوا تو مولانا مرحوم آٹھویں سال (آخری سال) میں زیرِ تعلیم تھے۔ حدیث کی دونوں کتابیں (بلوغ المرام وموطا) انھوں نے بڑی محنت اور کاوش سے پڑھائیں۔ دونوں کتابوں پر حواشی باریک خط میں ان کی علمی یادگار کے طور پر آپ کے پاس موجود ہوں گے، ان کو محفوظ رکھیے۔''[1]

جناب محمد مرتضی صاحب (صاحب گنج، بہار) حضرت شیخ الحدیث کی تدریس کے بارے میں اپنے تعزیتی خط میں لکھتے ہیں:

''شیخ الشیوخ حضرت شیخ صاحب رحمہ اللہ کی حدیث کی تدریسی خدمت بے لوث تھی اور آپ کا بیان مختصر اور عام فہم ہوتا تھا، ساتھ ہی ساتھ مذہبی اختلافات کو مدلل بسط وتفصیل کے ساتھ ذکر فرماتے تھے، حل عبارت کے لیے جن علوم کی ضرورت ہوتی، مثلاً علم صرف، نحو، علم معانی، بیان، علم تفسیر وغیرہ کو بقدر ضرورت زیرِ مطالعہ رکھتے تھے، تاکہ حدیث کا مطلب بیان کرنے میں کوئی گوشہ تشنہ نہ رہے، بنابریں آپ کی درس گاہ میں طلبا کی بہت بھیڑ ہوتی تھی۔ مدرسہ رحمانیہ کے علاوہ دیگر مدارس سے بھی لڑکے

[1] ماہنامہ ''محدث'' بنارس، شیخ الحدیث نمبر (ص: ۳۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخاری شریف، ابوداود شریف، ترمذی شریف کے سبق میں حاضر ہوتے تھے، حتی کہ بعض مدارس کے صدر المدرسین، شیخ الحدیث بھی آپ کے درس میں آتے تھے، آپ کے یہاں سے فارغ شدہ عالم کو دوسروں پر فوقیت دی جاتی تھی۔

''جو کتابیں آپ کے زیر مطالعہ ہوتی تھیں، ان میں بین السطور بھی سیاہ پائے گئے، خصوصاً بخاری شریف، ابوداود شریف، ترمذی شریف، موطا امام مالک؛ یہ کتابیں جب جامعہ ملیہ بھیجی جارہی تھیں تو انھیں دیکھ کر آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔''[1]

دار الحدیث رحمانیہ سے شائع ہونے والے رسالہ محدث کے ایک شمارے میں وہاں کے طلبا شیخ صاحب کے درس کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جن طلبا نے آپ کے پاس حدیث کی کتابیں پڑھیں، وہ ہمیشہ آپ کی تعریفیں کرتے رہے اور آپ کی محدثانہ روش کے عاشق زار رہے۔ خوش قسمتی سے امسال ہماری بخاری شریف اور ترمذی شریف وغیرہ اہم کتب احادیث آپ ہی کے پاس ہیں۔ مولانا احمد اللہ صاحب پرتاپ گڑھی یہاں سے مستعفی ہوگئے ہیں، لیکن بخدا ہمیں تو اب ان کتابوں کو مولانا عبید اللہ صاحب کے پاس پڑھنے میں وہ لطف حاصل ہو رہا ہے کہ ہم بیان نہیں کر سکتے۔ علمی تحقیق، نکاتِ حدیث، تطبیقِ احادیث، شرحِ احادیث اور ادق فنونِ حدیث میں جو خداداد ملکہ آپ کو ہے، اس زمانے میں بہت کم کسی کو ہوگا۔ پڑھاتے وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک دریا موجیں مار رہا ہے۔ آپ کی وسیع معلومات و غیر معمولی قابلیت نے ہمارے دلوں

[1] ماہنامہ ''محدث'' شیخ الحدیث نمبر (ص: ۷۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر سکہ جما لیا ہے، یقیناً اس جامع عظیم درسگاہ کے لیے ایسے ہی لائق وفائق شیخ الحدیث کی ضرورت بھی تھی۔''[1]

شیخ صاحب کے تلامذہ کے علاوہ دوسرے قدر دانوں نے بھی آپ کے طریقۂ درس کو سراہا ہے، چنانچہ مولانا ابویحییٰ امام خاں نوشہروی لکھتے ہیں:

''...مولوی عبید اللہ صاحب (مدرس دار الحدیث رحمانیہ دہلی) جن کے تفقہ فی الحدیث کا اس نوعمری میں یہ عالم ہے کہ جب درسِ حدیث پر بیٹھتے ہیں تو سند و متن دونوں کے عقدے کھول کر رکھ دیتے ہیں، یعنی کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا اور فقاہتِ حدیث کے راز ہائے سربستہ آشکارا کرتے جاتے ہیں...''[2]

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی شیخ صاحب کی وفات پر اپنے تعزیتی خطاب میں لکھتے ہیں:

''جب مولانا دہلی میں تدریسِ حدیث کے مبارک مشغلے میں مشغول تھے تو درس میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی، اس درس کو سن کر بہت مسرت ہوئی اور مرحوم کی فضیلت علمی و وسعتِ نظر اور فن پر عبور کا اندازہ ہوا۔ وہ ہمارے ساتھ ایک مرتبہ نظام الدین کے تبلیغی مرکز میں بھی تشریف لے گئے اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب سے بھی ملاقات کی۔''[3]

اللہ رب العزت شیخ صاحب کو غریقِ رحمت کرے اور درس وتدریس سے وابستہ حضرات کے لیے مذکورہ بالا حقائق کو درسِ عبرت بنائے۔ آمین

---

[1] رسالہ ''محدث'' دہلی (فروری ۱۹۳۸ء، ص: ۳)

[2] تراجم علمائے حدیث ہند (ص: ۴۰۸)

[3] ماہنامہ ''محدث'' بنارس، شیخ الحدیث نمبر (ص: ۲۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ مولانا عبدالرؤف صاحب رحمانی (۱۹۱۰-۱۹۹۹ء)

مولانا کی تعلیم جامعہ سراج العلوم جھنڈا نگر، جامعہ رحمانیہ بنارس اور مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی میں ہوئی۔ رحمانیہ دہلی میں آپ نے ساتویں اور آٹھویں جماعتیں پڑھیں اور ۱۹۳۲ء میں فارغ ہوئے، آپ کے اساتذہ میں شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پرتاپ گڑھی، شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ رحمانی مبارک پوری، مولانا نذیر احمد املوی رحمانی وغیرہم سرفہرست ہیں۔ آپ خطیب الہند اور خطیب الاسلام کے لقب سے ملقب تھے۔ متعدد مفید کتابیں تصنیف فرمائیں اور ایک عرصے تک درس وتدریس سے بھی منسلک رہے۔

دار الحدیث رحمانیہ سے فراغت کے بعد ذمے دارانِ مدرسہ نے آپ کی علمی استعداد کو دیکھتے ہوئے آپ کو مدرسے میں مدرس مقرر کر لیا، جہاں آپ نے ایک سال تدریسی خدمت انجام دی، مگر کچھ نامساعد حالات کی وجہ سے یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا اور آپ مستعفی ہو کر گھر چلے آئے۔ مولانا اپنی تدریس کے بارے میں خود لکھتے ہیں:

''میری تعلیم و تدریس کا زمانہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی سے شروع ہوا۔ میں وہاں سے بائیس ۲۲ برس کی عمر میں فارغ ہوا اور معاً بعد تیئیس برس کی عمر میں اسی میں مدرس مقرر ہو گیا، اس وقت میری تنخواہ تیس روپے ماہوار تھی، اس زمانے میں بڑے بڑے علما کی بھی تنخواہ سو روپے سے زائد نہ تھی۔ میں نے اس زمانے میں پانچ گھنٹیاں جماعت خامسہ تک لی تھیں ....''①

ایک جگہ مولانا رحمانی اپنے درس کے بارے میں فرماتے ہیں:

''میں جو درس دیتا تھا، مکمل طور پر آنے والے سات دن کے اسباق کا مطالعہ کر لیتا تھا کہ ممکن ہے، آگے آنے والی کوئی چیز ایسی ہو، جس کا کچھ

① ماہنامہ ''السراج'' جھنڈا نگر (مئی۔ اکتوبر ۲۰۰۰ء، ص: ۴۱۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلق ما سبق سے ہو....“[1]

ایک جگہ فرماتے ہیں:

”میری تدریس کا یہ قاعدہ تھا کہ شرح عقائد کا مطالعہ کرتا اور سات دن تک آگے آنے والے اسباق پر نظر ڈال لیتا اور شرح عقائد کی شرح خیالی کو پڑھتا، پھر ملا افغانی کی شرح رمضان آفندی پڑھتا، اس طرح بسط و تفصیل سے میں سبق پڑھاتا کہ سارے طلبا مطمئن ہو کر اٹھتے....“[2]

مولانا کا یہ بیان بھی سابقہ صفحات میں گزر چکا ہے:

”میرے پڑھانے کے زمانے میں مولانا عبد السلام صاحب درانی کا انتقال ہو چکا تھا، ان کی جگہ پر سو روپے ماہوار کئی ولایتی مولانا یکے بعد دیگرے آئے۔ ایک ولایتی مولانا آئے، طلبا نے ان کی شکایت کی، وہ چلے گئے۔ دوسرے آئے طلبا نے ان کی بھی شکایت کی، حتی کہ تیسری جماعت کے بچوں نے بھی ان کی شکایت کی کہ کتاب سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ اس لیے حضرت میاں صاحب ناظم جامعہ رحمانیہ کو یہ خیال ہوا کہ تیسری جماعت تک کے طلبا بڑے بڑے مولانا کی شکایت کرتے ہیں تو عبدالرؤف کیسے پانچویں جماعت کے طلبا کو پڑھا سکتا ہے؟ تو انھوں نے بطور خود پنجابی طلبا کو بلایا اور کہا کہ عبد الرؤف کے یہاں کتاب سمجھ میں آتی ہے؟ تو لڑکوں نے کہا: ہاں آتی ہے، پھر بنگالی اور مدراسی طلبا کو بلایا اور پوچھا کہ عبد الرؤف کے یہاں کتاب سمجھ میں آتی ہے؟ لڑکوں نے جواب دیا کہ خوب اچھی طرح سمجھ میں آتی ہے، مولانا عبد الجلیل نے کہا کہ

---

1. ماہنامہ ”السراج“ جھنڈا نگر (مئی۔ اکتوبر ۲۰۰۰ء، ص: ۴۳۴)

2. ایضاً (ص: ۴۱۰۔ ۴۱۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالرؤف کے یہاں کتاب اس طرح سمجھ میں آ جاتی ہے کہ اگر چاہوں تو من وعن فوراً بیان کر دوں۔ اس واقعے کو خود مولانا عبدالجلیل صاحب نے آ کر مجھ سے بیان کیا، انھوں نے یہ خبر سنا کر میرے دل کو خوش کر دیا۔"[1]

⑥ مولانا ابو عبداللہ محمد بن یوسف سورتی (۱۳۰۷-۱۳۶۱ھ)

سامرود میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سامرود اور ممبئی میں حاصل کی، ۱۳۲۵ھ میں دہلی آئے اور مدرسہ میاں نذیر حسین دہلوی میں داخلہ لے کر میاں صاحب کے پوتے مولانا عبدالسلام دہلوی سے حدیث وفقہ کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے سورت سے دہلی کا سفر پیدل طے کیا۔ دہلی میں دیگر اساتذہ مثلاً مولانا محمد بن عبداللہ جونا گڈھی، مولانا شرف الدین محدث دہلوی، مولانا عبدالوہاب ملتانی وغیرہ سے جملہ علوم وفنون کی تکمیل کی، اس کے بعد حیدرآباد دکن اور رام پور میں بھی تعلیم حاصل کی، آخر میں ندوہ میں بھی پڑھا۔ دورانِ تعلیم دہلی پیسے نہ ہونے کی وجہ سے کتابیں ہاتھ سے نقل کر کے اسٹریٹ لائٹ میں کھڑے ہو کر پڑھتے اور پورا دن سڑک کے سایہ دار درختوں کے نیچے مطالعے میں گزرتا۔ علم و ادب، رجال و انساب وغیرہ میں آپ کا مرتبہ بڑا اونچا تھا، صرف تین ماہ میں قرآن حفظ کیا تھا۔

جامعہ ملیہ سے تدریس کا آغاز کیا، پھر دار الحدیث رحمانیہ دہلی، جامعہ رحمانیہ بنارس، جامعہ علی گڑھ، جامعہ اعظم بلی ماران دہلی، دار الحدیث ممبئی وغیرہ میں وقفہ وقفہ سے تدریسی فریضے کو انجام دیا۔ عالم باعمل اور غیور اہلِ حدیث تھے۔[2]

مولانا نے تقریباً نصف سال دار الحدیث رحمانیہ دہلی میں درس دیا۔ ادارے

---

① ماہنامہ "محدث" بنارس (جون ۱۹۹۹ء) ماہنامہ "السراج" خطیب الاسلام نمبر (ص: ۲۲۹-۲۳۰)

② موصوف سے متعلق تفصیلات کے لیے درج ذیل مراجع کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے: نزھۃ الخواطر (ج ۸) ماہنامہ "معارف" اعظم گڑھ (ستمبر ۱۹۴۹ء) مقدمہ کتاب "ازھار العرب" طبع جامعہ سلفیہ، ہند و پاک میں عربی ادب، جھود مخلصۃ، تراجم علمائے اہل حدیث وغیرہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذمے داران نے آپ کی بے پناہ صلاحیتوں اور علم وعمل دونوں میں آپ کے تفرد و امتیاز کو دیکھ کر مدرس مقرر کیا، مگر افسوس آپ زیادہ دن یہاں نہ رہ سکے اور مستعفی ہوکر چلے گئے۔ آپ کے ایک تذکرہ نگار مولانا شاکر گیاوی لکھتے ہیں:

''دہلی مدرسہ رحمانیہ میں علی گڑھ یونیورسٹی اور جامعہ ملیہ سے دل برداشتہ ہوکر مولانا محمد سورتی رحمہ اللہ نے مدرسی اختیار فرمائی، نہایت طلیق اور طلبا پر شفیق بزرگ تھے اور انتہائی غیور بھی۔ ان کی خدمت میں خواجہ عبدالحی فاروقی، حافظ اسلم جیراج پوری، مولانا قصوری وغیرہم اکثر استفادہ کے لیے تشریف لاتے تھے....''[1]

مولانا عبدالغفار حسن رحمانی فرماتے ہیں:

''مدرسہ رحمانیہ میں میرے دوسرے استاذ مشہور ادیب اور جید عالم دین اور عربی زبان کے ماہر الشیخ محمد السورتی تھے۔ عربی ادب کی مشہور کتاب "ازھار العرب" ان ہی کی تالیف کردہ ہے، ان کے پاس ہم نے جامع الترمذی کی دوسری جلد اور صحیح مسلم کا کچھ حصہ اور شرح نخبۃ الفکر کا کچھ حصہ اور عربی زبان و ادب کی بعض کتابیں پڑھیں، مگر یہ چھے ماہ بعد ہی ناظم مدرسہ سے اختلافات کی وجہ سے دوسری جگہ منتقل ہوگئے۔''[2]

ایک دوسرے مقام پر سورتی صاحب کے بارے میں مولانا مزید تفصیلات یوں بیان کرتے ہیں:

''مولانا موصوف رحمانیہ میں آنے سے پہلے جامعہ ملیہ اسلامیہ میں دینی علوم کے استاذ تھے۔ حافظہ بڑا قوی تھا۔ عربی ادب کا ذوق بے پایاں تھا۔

---

[1] ماہنامہ ''محدث'' بنارس، مئی ۱۹۹۲ء

[2] ماہنامہ ''صراطِ مستقیم'' برمنگھم (نومبر۔ دسمبر ۱۹۹۸ء)، ص:۱۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان میں عربی ادب کے لحاظ سے دو نمایاں شخصیتیں گزری ہیں:
① مولانا محمد سورتی مرحوم ② مولانا عبد العزیز میمن، جو میرے جد محترم کے شاگرد تھے۔ مولانا محمد سورتی مرحوم عربی ذوق، عربی ادب کی مہارت کے ساتھ ساتھ عربوں کا سا مزاج بھی رکھتے تھے۔ نماز باجماعت اور دوسری سنن کا بڑا اہتمام کرتے تھے۔ بڑے فراخ دل اور فیاض تھے، ان کے تین صاحب زادے تھے: عبد اللہ، محمد طاہر، محمد طیب۔ بڑے عبد اللہ تھے، جن کی عمر اس وقت دس گیارہ سال ہوگی۔ مولانا کی عادت تھی کہ جب بھی فجر کی نماز میں آتے تینوں کو ساتھ لاتے تھے اور خود بڑے اہتمام کے ساتھ صبح کی نماز کی امامت فرماتے۔ قرآن مجید پڑھنے کا انداز بھی نہایت دل کش اور پر سوز تھا۔

''مولانا کی بڑی خصوصیت یہ تھی کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت سے غافل نہیں رہتے تھے، انھوں نے اپنی زندگی میں پوری کوشش کی کہ ان کی اولاد غلط راستے پر نہ جائے۔ ایک خاص بات یہ کہ وہ پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرتے تھے اور اپنے بچوں کو بھی ساتھ لے کر آتے تھے۔ آج کل عام طور پر یہ حال ہے کہ اکثر اہلِ علم خود تو نماز باجماعت ادا کرتے ہیں، لیکن اولاد کی دینی تربیت سے غافل ہیں۔

مولانا کی دوسری خصوصیت یہ تھی کہ وہ انکارِ منکر کے بارے میں بڑے بے باک تھے اور اغنیا اور امرا کے مقابلے میں اہلِ علم کا بڑا احترام کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ شیخ عطاء الرحمٰن صاحب (مہتمم مدرسہ رحمانیہ دہلی) اپنی عادت کے مطابق مدرسہ رحمانیہ کی ڈیوڑھی میں چارپائی پر بیٹھے تھے اور اس کے ساتھ دوسری چارپائی پر مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد سورتی تشریف فرما تھے۔ مولانا سورتی مرحوم دونوں کے درمیان میں تھے، اس مجلس میں شیخ عطاء الرحمٰن مدرسے کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے اور یہ دونوں حضرات ان کی گفتگو بڑی توجہ سے سن رہے تھے۔ شیخ عطاء الرحمٰن کی گفتگو جاری تھی کہ اچانک مولانا مبارک پوری نے مولانا سورتی کو مخاطب کرتے ہوئے کوئی علمی نقطہ بیان کرنا شروع کر دیا، تو میں نے دیکھا کہ مولانا سورتی نے فوراً اپنا چہرہ شیخ عطاء الرحمٰن کی طرف سے ہٹا کر مولانا مبارک پوری کی طرف پھیر لیا اور انھوں نے اس بات کی پروا نہ کی کہ ان کا یہ طرزِ عمل شیخ عطاء الرحمٰن کو ناگوار ہو سکتا ہے، اس لحاظ سے ان کی بے باکی مشہور تھی۔

''وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلے میں کسی بڑے سے بڑے مال دار کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ مولانا مرحوم کے بارے میں شیخ عطاء الرحمٰن کو یہ باور کرایا گیا تھا کہ وہ علم حدیث اور اسماء الرجال کے ماہر ہیں، اس لیے ان کا تقرر بطور شیخ الحدیث کیا گیا تھا اور ان کا مشاہرہ بھی ایک سو پچاس (۱۵۰) روپے تھا، جو اس زمانے میں بڑی تنخواہ تھی، اس کے مقابلے میں مولانا احمد اللہ صاحب کا مشاہرہ تقریباً سو (۱۰۰) روپے تھا اور میرے داخلے سے پہلے مولانا غلام یحییٰ کانپوری کا مشاہرہ ایک سو پچیس (۱۲۵) روپے تھا۔

''باقی دوسرے مدرسین کی تنخواہیں ساٹھ (۶۰) یا ستر (۷۰) روپے سے زیادہ نہ تھیں۔ اس فرق کی وجہ یہ تھی کہ شیخ عطاء الرحمٰن صاحب کو اس زمانے کے اہلِ علم نے بتا دیا تھا کہ علمِ حدیث اور معقولات ایسے علوم ہیں، جن کے لیے انتہائی فاضل، قابل اور متخصص اساتذہ ہونے چاہییں، لیکن کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان کو یہ نہیں بتایا کہ علمِ حدیث کے ساتھ ساتھ تفسیر اور عربی ادب میں بھی اونچے درجے کے قابل استاذ رکھنے چاہییں۔ مولانا محمد سورتی مرحوم عربی ادب اور اسماء الرجال کے حافظ تھے، اس میں کوئی ان کا ہم پلہ نظر نہیں آتا تھا، لیکن حدیث پڑھانا بڑی بات ہے اور خاص طور پر صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی تدریس، ان کتابوں کو وہی پڑھا سکتا ہے جس نے بار بار گہرا مطالعہ کیا ہو۔

''میرا تجربہ یہ ہے کہ اگر کسی نوجوان مدرس کو پہلی بار صحیح بخاری پڑھانے کے لیے دی جائے تو اس کو ایک دو سبق حدیث کے دیے جائیں، زیادہ اس پر بوجھ نہ ڈالا جائے، تاکہ وہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو اچھی طرح پڑھا سکے اور طلبا کو مطمئن کر سکے، لیکن جو استاذ پندرہ بیس سال سے متواتر پڑھا رہا ہو، خاص طور پر صحیح بخاری، تو اس کو مزید اسباق پڑھانے کے لیے دیے جائیں یعنی چھے سات اسباق۔

''یہاں یہ معاملہ ہوا کہ مولانا محمد سورتی جامعہ ملیہ سے آئے تھے، وہاں کا نصاب بہت ہلکا تھا اور حدیث کی تعلیم کا معیار ابتدائی انداز کا تھا۔ اب رحمانیہ میں آکر ان کو چار کتابیں دے دی گئیں، یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داود، جامع ترمذی اور اس کے ساتھ ساتھ شرح نخبۃ الفکر اور ادب کی ایک کتاب ''مقامات حریری''، جہاں تک مقاماتِ حریری کا تعلق تھا تو اس کے طلبا بڑے خوش تھے کہ ادب پڑھنے میں اب مزہ آرہا ہے اور چونکہ مولانا سورتی کا تقرر وسط سال میں ہوا تھا، اسی لیے راقم الحروف کی جماعت نے ان کے پاس ترمذی کا اخیر حصہ پڑھا، جس میں فقہی مسائل کم ہیں، اس لیے ہمیں کوئی دشواری پیش نہیں آئی، لیکن جو طلبا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیحین پڑھنے والے تھے، وہ مطمئن نہ تھے اور اس طرح ایک عجیب سی کش مکش پیدا ہوگئی۔

''ظاہر بات ہے کہ جو طلبا صحیحین مولانا احمد اللہ صاحب سے پڑھتے آرہے تھے، جو تیس سال سے حدیث پڑھا رہے تھے، ان کے مقابلے میں مولانا سورتی کی تدریس تسلی بخش نہیں ہوسکتی تھی۔ افسوس ہے کہ کسی نے مہتمم صاحب کو یہ نہیں بتایا کہ ''لکل فن رجال'' کے قاعدے کے مطابق مولانا سورتی کو عربی ادب اور زیادہ سے زیادہ کسی تفسیر کی تدریس کے لیے خاص کر لیا جائے اور اگر کوئی حدیث کی کتاب دی جائے تو صحیحین کے علاوہ صرف ایک کتاب ان کے سپرد کی جائے، لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہوسکا۔

''مولانا سورتی مرحوم نے اپنے تقرر کے بعد کتب خانے سے صحیحین کی تمام شروح مستعار حاصل کر لیں، لیکن ظاہر ہے کہ بڑی عمر میں ان شروح کا مطالعہ کرنا اور اس کے لیے کافی وقت نکالنا مشکل تھا۔

''مولانا سورتی مرحوم عربوں کی طرح فیاضی میں بے مثال تھے، اسی لیے جو استاذ یا شاگرد اُن کے پاس جاتا تو وہ اس کی خوب آؤ بھگت کرتے۔ جب ہماری جماعت نے جامع ترمذی ختم کی اور سب سے پہلے یہ موقع ہم ہی کو ملا کہ مولانا موصوف نے ہم سب طلبا کی ترمذی ختم ہونے کی خوشی میں شان دار دعوت کی اور سب کچھ اپنے پاس سے خرچ کیا، اس سے پہلے جب کوئی حدیث یا تفسیر کی کتاب ختم ہوتی تو طلبا چندہ جمع کر کے ضیافت کا اہتمام کرتے تھے۔ اساتذہ کی مالی شرکت اس میں نہیں ہوتی تھی، الا یہ کہ کوئی استاذ خود ہی اپنا حصہ ڈال دے، لیکن مولانا سورتی مرحوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ایک نئی سنت کی بنیاد ڈال دی۔ ساری ضیافت کا خرچ اپنے ذمے لے لیا اور طلبا پر کچھ بھی بوجھ نہ ڈالا، اس کے نتیجے میں دوسرے مدرسین کے ساتھ تنافس کی شکل پیدا ہوگئی، اس کش مکش میں یہ سال ختم ہوا اور مولانا محمد سورتی مرحوم کو جواب دے دیا گیا، جس سے ان طلبا کو بڑا افسوس اور صدمہ ہوا، جو حدیث کے ساتھ ساتھ عربی ادب کے بھی شائق تھے۔

''ہمارے درسِ نظامی میں سب سے بڑی کمی یہ ہے کہ معقولات پر تو بہت زور دیا جاتا ہے، لیکن تفسیر، ادب، تاریخ، جغرافیہ، حساب اور جدید مفید علوم کے بارے میں کوئی خاص اہتمام نہیں کیا جاتا۔ بہرحال سال کے آخری حصے میں طلبا کی شکایت پر مہتمم صاحب نے صحیحین کے اسباق دوبارہ مولانا احمد اللہ صاحب کے حوالے کر دیے اور اس طرح یہ قضیہ نامرضیہ ظاہری طور پر ختم ہوا۔

''مولانا مرحوم کی عربی زبان دانی کا ایک واقعہ یہ سننے میں آیا ہے کہ جب وہ حج کے لیے تشریف لے گئے تو انھوں نے حرم میں عربی زبان میں فصیح و بلیغ انداز میں توحید پر تقریریں کیں۔ لوگ حیران تھے کہ کس ملک کا انسان ہے کہ اتنی اچھی عربی بول رہا ہے۔ ایک مرتبہ تقریر کے بعد ایک عرب عالم نے ان سے دریافت کیا:

أنت من اليمن أو من الحجاز أو من أي بلد أنت؟

''یعنی آپ کا مسکن کہاں ہے؟ آپ یمنی ہیں یا حجازی ہیں؟ یا کوئی دوسرا علاقہ ہے آپ کا؟''[1]

---

[1] ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور (۲۸/ اکتوبر ۱۹۹۴ء، ص: ۱۴۔ ۱۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 21

بعض دیگر اساتذہ

دار الحدیث رحمانیہ کے اساتذہ کرام کے تذکرہ وتعارف کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے ذیل میں متعدد اساتذہ کا تذکرہ ان کے شاگردِ رشید مولانا عبدالغفار حسن رحمانی رحمہ اللہ کے الفاظ میں کیا جا رہا ہے۔

⑦ مولانا کبیر الدین صاحب:

"جس وقت میں رحمانیہ میں داخل ہوا تو مولانا موصوف چھٹے سال میں تھے، یعنی فارغ ہونے میں تین سال باقی تھے۔ فارغ ہونے کے بعد دار الحدیث رحمانیہ میں بطورِ مدرس ان کا تقرر ہو گیا۔ مولانا محترم کا تعلق مشرقی بنگال سے تھا۔ باوجود بنگالی ہونے کے اردو زبان بڑی روانی سے بولتے تھے۔ راقم الحروف نے ان سے سنن نسائی پڑھی ہے۔ بہت محنت سے پڑھاتے اور طلبا کے ساتھ بہت شفقت سے پیش آتے، لیکن رحمانیہ میں ان کے قیام کا زمانہ ایک سال سے زیادہ نہ رہا۔ مولانا موصوف رحمانیہ سے الگ ہونے کے بعد مدرسہ عالیہ ڈھاکہ میں عرصہ دراز تک دینی علوم کے استاذ رہے۔ مزید تفصیل معلوم نہیں ہو سکی کہ زندگی کے آخری دور میں ان کے کیا کیا مشاغل تھے اور کب وفات پائی؟ اتنا ضرور یاد ہے کہ لاہور میں منعقد ہونے والے ایک جلسے میں مولانا کبیر الدین صاحب بھی تشریف لائے تھے اور ان کی تقریر سے سامعین محظوظ ہوئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ یہ جلسہ لاہور موچی دروازہ میں ہوا تھا۔ کس سن میں آمد ہوئی؟ یاد نہیں، اتنا یاد ہے کہ پاکستان بننے کے بعد تشریف لائے تھے۔

⑧، ⑨ مولانا محمد سلیمان مئوی اعظمی و مولانا عبدالرؤف صاحب بنگالی:

''ان دونوں حضرات سے میں نے ابتدائی عربی کتابوں کی تعلیم حاصل کی، میزان منشعب، نحو میر وغیرہ۔

⑩ مولانا عبداللہ صاحب ندوی:

''مولانا موصوف کا تقرر رحمانیہ میں اس وقت ہوا جب کہ میرا آخری تعلیمی سال تھا۔ مولانا موصوف کا عربی ادب کا ذوق بہت اچھا تھا۔ راقم الحروف نے ان سے دیوان حماسہ پڑھی۔ بہت اچھے انداز میں پڑھاتے تھے۔ اشعار کی تشریح کبھی عربی میں اور کبھی اردو میں کرتے۔ شاعری کا ذوق اور ملکہ بھی تھا۔ کبھی ترنم کے ساتھ اپنے اشعار سنایا کرتے تھے۔ شیخ عطاء الرحمٰن مہتمم مدرسہ بھی ان کی بہت قدر کرتے اور ان کے مشوروں پر عمل کرتے تھے، ان کے پاس اکثر عربی ادب کی کتابیں زیرِ تدریس رہتی تھیں۔

''مولانا موصوف دار العلوم ندوۃ العلما کے فارغین میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ ۱۹۵۲ء میں جب راقم الحروف اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ دعوتی دورے پر مشرقی پاکستان ''مرحوم'' گیا تو استاذ محترم سے بنگشالی مسجد میں ملاقات ہوئی اور جمعے کی نماز کے بعد مولانا محترم نے مجھے تقریر کا موقع دیا۔ اصل میں استاذ محترم نے مجھے خطبہ جمعہ کے لیے بلایا تھا، لیکن میں بروقت نہ پہنچ سکا، اس لیے بعد میں تقریر کا موقع ملا۔ بنگال کے مسلمانوں میں ایک خاص بات یہ ہے کہ وہ دینی مواعظ بڑی توجہ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنتے ہیں۔ اگر نمازِ جمعہ کے بعد بھی کسی عالم کی تقریر کا اعلان ہو جائے تو حاضرین میں سے ایک فرد بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلتا۔ مغربی پاکستان کی صورت حال اس سے مختلف ہے، افسوس ہے کہ اس کے بعد ملاقات نہ ہو سکی۔ مولانا محترم استاذ مکرم، مولانا محمد جوناگڑھی مرحوم کے ہم زلف تھے۔

(۱۱) مولانا عبدالغفور صاحب، ضلع بستی:

''مولانا موصوف ۱۹۳۳ء کے شروع میں رحمانیہ تشریف لائے۔ یہ میرا آخری تعلیمی سال تھا۔ یوں سمجھیے کہ مولانا عبداللہ ندوی اور مولانا عبدالغفور صاحب دونوں کی آمد کا سال ایک ہی تھا۔ مولانا موصوف نے دار العلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی۔ ادبی ذوق اچھا تھا۔ عربی انشاء اور ترجمتین کے لیے ہماری جماعت ان سے استفادہ کرتی تھی۔ بڑے خوش اخلاق، متواضع اور طلبا کے لیے مشفق و مربی استاذ تھے۔ افسوس ہے کہ ان سے زیادہ استفادے کا موقع نہ مل سکا۔ مولانا موصوف مولانا اعزاز علی مرحوم کے خاص تلامذہ میں سے تھے۔

(۱۲) مولانا محمد شریف صاحب پشاوری:

''ان سے ہماری جماعت نے حسبِ ذیل کتابیں پڑھیں: شرح وقایہ، قدوری اور شرح تہذیب، شرح جامی، کافیہ شافیہ اور رشیدیہ جزوی طور پر، نیز محیط الدائرہ، قطبی۔ مولانا موصوف کے پڑھانے کا انداز اچھا تھا۔ طلبا کے ساتھ اس طرح میل جول رکھتے تھے، جیسے بڑے بھائی چھوٹے بھائیوں سے رکھتے ہیں۔ عام طور پر اساتذہ کم آمیز ہوتے ہیں، لیکن استاذِ محترم اس کے برعکس تھے۔ حنفی ہونے کے باوجود کبھی انھوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی بات نہیں کہی، جس سے مذہبی تعصب کا پتا چلتا ہو۔

''ان کتابوں کے علاوہ مدرسہ رحمانیہ میں ترجمہ قرآن کی تدریس کا بھی اہتمام کیا جاتا تھا۔ یہ ترجمہ قرآن مختلف کلاسوں میں متعدد اساتذہ پڑھایا کرتے تھے، ان میں سے ایک مولانا محمد شریف تھے۔

⑬ مولانا محمد داود راغب شاہ جہان پوری، ضلع میرٹھ:

''مولانا موصوف سے میں نے ہدایۃ النحو، فصول اکبری اور اس قسم کی دوسری کتابیں پڑھی ہیں۔ بہت ہی ذہین اور قابل طلبا میں شمار ہوتے تھے۔ رحمانیہ سے فارغ ہو کر وہیں پر مدرس ہو گئے تھے، تقریباً ایک سال انھوں نے پڑھایا۔ ان کی خصوصیت یہ تھی کہ انھوں نے رحمانیہ کا پورا نصاب چار سال میں ختم کر دیا، یعنی ہر سال دو کلاسوں کا امتحان دیا کرتے تھے۔ تحریری ملکہ بہت اچھا تھا، درس و تدریس میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ رحمانیہ سے الگ ہونے کے بعد عمر آباد ''دارالسلام'' میں بھی پڑھاتے رہے ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد کراچی منتقل ہو گئے تھے۔

''یہاں کراچی میں رہتے ہوئے انھوں نے درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور ساتھ ہی حدیث کی اہم کتاب ''منتقیٰ الأخبار'' اور اس کی مشہور شرح ''نیل الأوطار'' کا ترجمہ اردو میں کر ڈالا۔ شرح منتقی الاخبار کا یہ ترجمہ ابھی تک زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہو سکا، دیکھیے کب اس کی باری آتی ہے، لیکن اول الذکر کتاب کا ترجمہ دارالدعوۃ السلفیہ لاہور نے شائع کر دیا ہے، اس ترجمے کی اشاعت مولانا عطاء اللہ حنیف مرحوم کی حسنات میں شمار ہوگی، ان شاء اللہ۔ کراچی کے مشہور عالم قاری عبد الخالق صاحب ان کے داماد ہیں، قاری صاحب موصوف بھی رحمانیہ کے فارغین میں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، جو غالباً ۱۹۴۰ء میں فارغ ہوئے ہیں۔ مولانا محمد داود راغب رحمانی، مولانا حافظ محمد ابراہیم دہلوی کے ہم سبق اور گہرے دوست تھے۔ حافظ صاحب موصوف کی وفات کے بعد ان کی بیوہ سے مولانا داود موصوف نے شادی کر لی تھی، یہ رشتہ خوب کامیاب رہا۔''[1]

⑭ مولانا سکندر علی ہزاروی:

''ان سے سبقاً سبقاً حسبِ ذیل کتب پڑھیں: صدرا، رسالہ میر زاہد، ہدایہ: کتاب البیوع، تفسیر بیضاوی: پارہ اوّل، توضیح وتلویح، مسلم الثبوت، حمداللہ، تصدیقات: نصف اوّل۔ مولانا موصوف مشکل سے مشکل مباحث کے مسائل سمجھانے میں بڑی مہارت رکھتے تھے، ان کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے زیرِ بحث درس کا خلاصہ پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا کرتے تھے اور اس کے بعد پھر عبارت پڑھاتے ہوئے تشریح کرتے جاتے تھے۔ تفہیم کا یہ ملکہ خداداد تھا۔ طلبا کے حق میں شفیق اور مہربان تھے، حنفیت میں بڑے پختہ تھے۔

⑮ مولانا عبدالسلام افغانی:

''ان سے حسبِ ذیل کلی یا جزوی طور پر کتب پڑھی گئیں: حمداللہ (بقیہ حصہ) شرح اشارات، بوعلی سینا: نصف اوّل، قاضی مبارک: تصورات نصف اوّل۔ استاذ موصوف معقولات کے ماہر شمار ہوتے تھے۔ دارالحدیث رحمانیہ میں آنے سے پہلے بدایوں میں استاذ معقولات تھے، ان کی اس شہرت کی بنا پر دارالحدیث رحمانیہ کے مہتمم عطاء الرحمٰن صاحب نے استاذ محترم مولانا نذیر احمد رحمہ اللہ کو ایک سال کے لیے ان کے پاس بھیجا

[1] ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور (۴/ نومبر ۱۹۹۴ء، ص: ۱۸۔۲۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا، تاکہ معقولات کی تدریس میں مزید مہارت و گہرائی پیدا ہو اور ویسے بھی مولانا نذیر احمد رحمہ اللہ اپنے مزاج و شوق کے لحاظ سے معقولات سے شغف رکھتے تھے اور بڑے اچھے انداز سے مشکل مقامات کو حل کر دیا کرتے تھے۔ مولانا افغانی صاحب سلفی تو نہ تھے، لیکن غیر مقلد تھے اور کچھ نہ کچھ اعتزال کا بھی چسکا تھا، لیکن بڑے خوش اخلاق اور متواضع انسان تھے اور معقولات میں قابلیت کے لحاظ سے بے مثال تھے، وہ فرمایا کرتے تھے، میں نے حمد اللہ کی شرح عربی میں لکھی ہے، جس کا نام الاسوۃ الحسنی ہے، لیکن یہ کتاب زیورِ طبع سے آراستہ نہ ہو سکی۔ افسوس ہے کہ مولانا موصوف رحمانیہ میں ایک سال بھی نہ گزار سکے کہ ان کو ٹی۔ بی ہوگئی۔ آخر کار وہ اسی مرض میں چل بسے۔ مولانا شریف اللہ صاحب سواتی ان کے ہم زلف تھے۔

⑯ مولانا شریف اللہ صاحب سواتی:

''مولانا عبدالسلام صاحب کے انتقال کے بعد مولانا سواتی معقولات پڑھانے کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔ جو کتابیں ادھوری رہ گئیں، ان کو مولانا سواتی صاحب نے مکمل کرایا، خاص طور پر اشارات اور قاضی مبارک۔ مولانا موصوف صبح سے ظہر تک مدرسہ فتح پوری میں معقولات پڑھایا کرتے تھے اور ظہر کے بعد تدریس کے لیے مدرسہ رحمانیہ تشریف لایا کرتے تھے۔ عرصہ دراز سے پڑھاتے پڑھاتے منطق اور فلسفے کے مباحث ازبر ہو گئے تھے۔ وہ اس طرح پڑھاتے تھے، گویا کسی سے باتیں کر رہے ہیں، یعنی تقریر و خطابت کا انداز نہیں ہوتا تھا، بلکہ بات چیت کا انداز ہوتا تھا، حنفیت میں متشدد نہ تھے۔''[1]

① ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور (۱۹ر اگست ۱۹۹۴ء، ص: ۱۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہمارے استاذ مولانا شریف اللہ سواتی مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کے بھی استاذ ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد الجامعۃ السلفیہ فیصل آباد میں بھی پڑھاتے رہے ہیں۔ ۳۱/ اگست ۱۹۷۹ء = ۷/ شوال ۱۳۹۹ھ کو لاہور میں وفات پائی۔'' [1]

⑰ مولانا خیر محمد صاحب جالندھری:

''یہ بات واضح ہے کہ مولانا عبدالسلام کی بیماری کے دوران کچھ عرصہ مولانا موصوف نے بھی معقولات کے اسباق پڑھائے تھے، غالباً وہ دو تین ماہ سے زیادہ قیام نہیں کر سکے، ان کے زمانے کے دو واقعات سبق آموز ہیں:

1. ایک مرتبہ انھوں نے پڑھاتے ہوئے سوال کیا کہ لفظ اشیا غیر منصرف کیوں ہے؟ ہمارے ایک ساتھی لقمان بنگالی نے جواب دیا کہ اس میں قلب ہے ''شیا'' سے اشیا معدول ہے۔ اس جواب سے استاذ محترم بہت خوش ہوئے۔
2. آخری تعلیمی سال میں فجر کی صلاۃ کی امامت میرے ذمے تھی اور مولانا خیر محمد صاحب میری اقتدا میں صلاۃ ادا کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ میں کوئی لفظ بھول گیا تو مولانا نے مجھے لقمہ دیا، جو میں نے فوراً قبول کر لیا۔ محترم مولانا مسجد میں کم آیا کرتے تھے، اس لیے درس کے علاوہ ان سے ملاقات کا موقع مشکل سے ہی ملتا تھا۔

⑱ مولانا عبدالرحمٰن صاحب نگرنہسوی بہاری:

''مولانا موصوف سے میں نے درج ذیل کتب پڑھیں:

''مشکاۃ المصابیح دو سال میں مکمل، تاریخ الخلفاء، تفسیر جلالین نصف اوّل، مقامات حریری، دیوان متنبّی، سبعہ معلقہ، ترجمتین اور انشاء عربی، تلخیص المفتاح مکمل، مختصر المعانی۔

---

1. ماہنامہ ''صراطِ مستقیم'' برمنگھم (نومبر ۱۹۹۸، ص: ۱۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مولانا محترم کو تفہیم کا اچھا ملکہ حاصل تھا، اس انداز سے بلند آواز میں وضاحت فرماتے کہ بات دل کی گہرائیوں میں اتر جاتی۔ بہاری اہلِ علم کی گفتگو کا ایک خاص انداز ہے، بولتے وقت جھٹکا سا محسوس ہوتا ہے، لیکن کبھی آواز میں نرمی اور کبھی شدت، لیکن دونوں حالتوں میں لطافت پائی جاتی ہے۔ مولانا کا ادبی ذوق بہت اچھا تھا، اس لیے عام طور پر عربی ادب کی کتابیں وہ خود پڑھایا کرتے تھے، اگرچہ وہ اردو میں پڑھاتے تھے، لیکن تشریح کرتے ہوئے ان کا ادبی ذوق نمایاں ہو جاتا تھا، ان کی زندگی بہت سادہ تھی، ان کے ساتھ ایک لڑکا، جس کی عمر ۱۰ سال اور نام حمید تھا، رہتا تھا، باقی اہل وعیال وطن میں رہتے تھے۔ معلوم نہیں اب حمید کا کیا حال ہے؟''[1]

''ایک دوسری جگہ مولانا عبدالغفار فرماتے ہیں:

''دارالحدیث رحمانیہ کے دیگر اساتذہ میں ایک مولانا عبدالرحمٰن بہاری الندوی بھی تھے۔ یہ پڑھانے میں اتنے ماہر تھے، معلوم ہوتا تھا گویا پڑھانے کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتے، ان سے بھی میں نے کافی کتابیں پڑھیں... مولانا کو اللہ کریم نے بڑی بلند اور پاٹ دار آواز سے نوازا تھا۔''[2]

⑲ مولانا عبدالرزاق صاحب پشاوری:

''یہ معقولات کے ماہر تھے، ان سے راقم الحروف نے سلم العلوم کا کچھ حصہ اور اسی طرح تفسیر بیضاوی جزوی طور پر پڑھی تھی۔ استاذ محترم کا چہرہ پوری طرح دیکھنا نصیب نہیں ہوا، وہ سخت گرمی کے زمانے میں بھی

① ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور (۱۹/اگست ۱۹۹۴ء، ص: ۱۷)

② ماہنامہ ''صراطِ مستقیم'' برمنگھم (نومبر ۱۹۹۸ء، ص: ۱۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چہرے کا بہت کم حصہ کھولتے تھے، معلوم نہیں اس حجاب کی کیا وجہ تھی؟ تمام مشہور متون ان کو زبانی یاد تھے، مثلاً: تہذیب، سلم العلوم، تلخیص المفتاح، شافیہ اور کافیہ وغیرہ، جس طرح لوگ قرآن مجید حفظ کرتے ہیں، اسی طرح انھوں نے بہت سے متون یاد کیے ہوئے تھے، ان کے لباس میں سادگی اور گفتگو میں روانی تھی۔ بہت زیادہ استفادہ کا موقع نہیں مل سکا۔[1]

مولانا عبد الغفار اپنے ان ہی استاذ کے بارے میں ایک مقام پر فرماتے ہیں:

''ہمارے اساتذہ میں ایک استاذ پختون بھی تھے، پشتو زبان بولنے والے، یہ ہمارے استاذ محترم اگرچہ مذہباً حنفی تھے، لیکن مذہبی تعصب سے پاک۔ اللہ رب العزت نے انھیں کمال کا حافظہ دے رکھا تھا۔ کتابوں کے متون انھیں زبانی یاد تھے، بغیر مطالعے کے پڑھاتے، نص کتاب کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہ پڑتی، ان میں ہم نے ایک عجیب بات دیکھی، انھوں نے ہمیں ایک سال پڑھایا...''[2]

---

1. ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور (۱۹/ اگست ۱۹۹۴ء، ص: ۱۷)
2. ماہنامہ ''صراطِ مستقیم'' برمنگھم (نومبر ۱۹۹۸ء، ص: ۱۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 22

مدرسے کے زائرین

مدرسے کی عظمت و شہرت اور نیک نامی کی وجہ سے ملک و بیرون ملک کے اکابر علما، فضلا و مفکرین کا وہاں آنا جانا لگا رہتا تھا۔ بڑی بڑی نامور ہستیاں بصد شوق مدرسے کی زیارت کرتیں، وہاں کے نظم و ضبط، تعلیم و تربیت اور متعلقہ امور کا جائزہ لیتیں، عموماً ان مواقع پر مدرسے کے ہال (دار التذکیر) میں ان شخصیتوں کو استقبالیہ دیا جاتا۔ طلبا اپنی علمی ودعوتی صلاحیتوں کا ان کے سامنے مظاہرہ کرتے اور ان کے نصائح اور مشوروں سے مستفید ہوتے۔

مدرسے کی زیارت کرنے والی چند مایہ ناز ہستیوں کے اسمائے گرامی یہاں ذکر کیے جا رہے ہیں:

1. مولانا ابوالکلام آزاد
2. ڈاکٹر ذاکر حسین (سابق صدر جمہوریہ ہند)
3. مولانا عبدالرحمن محدث مبارک پوری
4. مولانا ثناء اللہ امرتسری
5. مولانا محمد داود غزنوی
6. مولانا محمد اسماعیل غزنوی
7. مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی
8. مولانا عبدالقادر قصوری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

9 مولانا سید عبداللہ بن عبداللہ غزنوی

10 مولانا ابو القاسم سیف بنارسی

11 پروفیسر عبدالعزیز میمنی

12 پروفیسر سید ابو طلحہ

13 جمال الدین پاشا غزی (مندوب حجاز)

14 مولانا اعزاز علی (دار العلوم دیوبند)

15 مولانا فضل الرحمٰن باقی غازی پوری

16 مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی

17 مولانا محمد صاحب جونا گڑھی

18 شیخ شویل قاضی مدینہ

19 مولانا عبدالتواب علی گڑھی

20 مولانا فضل حق خیر آبادی[1]

21 خواجہ عبدالحی فاروقی

22 مولانا اسلم جیراج پوری وغیرہم

23 شیخ خلیل عرب

---

[1] مولانا فضل حق خیر آبادی علومِ حکمیہ میں مہارت رکھتے تھے اور بعض مسائل میں حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید دہلوی سے ان کی بحثیں رہیں۔ انھوں نے مدرسہ رحمانیہ کے قیام سے تقریباً ساٹھ سال قبل اگست ۱۸۶۲ء میں وفات پائی۔ اس لیے ان کا مدرسے میں تشریف لانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میرا خیال ہے تشریف لانے والوں میں مولانا فضل حق رام پوری ہوں گے، جنھیں غلطی سے خیر آبادی لکھا گیا، ان کا شمار بھی علومِ حکمیہ کے ماہرین میں ہوتا تھا۔ وہ ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ (جنوری ۱۹۴۰ء) میں فوت ہوئے۔ یعنی مدرسے کے قیام سے انیس سال بعد۔ اس وقت مدرسہ رحمانیہ اپنی کارکردگی کے اعتبار سے پورے جوبن پر تھا۔ [محمد اسحاق بھٹی]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے بعض مہمانوں کی آمد اور استقبال کی کچھ تفصیلات بھی یہاں درج کر دی جائیں، جن سے مدرسے کی سرگرمیوں کے کچھ پہلو بھی سامنے آ جائیں گے۔

① مولانا ابو الکلام آزاد:

مولانا آزاد کی مدرسہ رحمانیہ میں آمد اور اس موقع سے منعقد ہونے والے پروگرام کا نقشہ کھینچتے ہوئے مولانا عبدالغفار حسن رحمانی لکھتے ہیں:

> ''۱۹۲۷ء میں مولانا ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ مدرسہ رحمانیہ میں تشریف لائے اور مدرسے کے وسیع ہال (دار التذکیر) میں دینی نظامِ تعلیم پر انتہائی معلومات افزا خطاب فرمایا... تقریر کے بعد مولانا کی چائے سے ضیافت کی گئی۔ اس موقع پر ان کی ملاقات ہمارے ایک ساتھی محمد عمر سے ہوئی جو پنجاب کا رہنے والا تھا اور کھدر پوش تھا، انھوں نے بڑی گرم جوشی سے مصافحہ کیا اور اسے دیکھ کر بے حد خوش ہوئے۔ میں نے بھی قریب ہو کر مصافحہ کیا اور کچھ سوال و جواب ہوئے۔ مولانا موصوف نے بڑی محبت سے طلبا سے گفتگو کی اور ان سے حالات دریافت کیے۔''[1]

② مولانا عبدالرحمن محدث مبارک پوری:

مولانا عبدالرحمن صاحب اپنی تصنیف لطیف ''تحفة الأحوذي'' کی کتابت و طباعت کے سلسلے میں دہلی کا سفر کرتے رہتے تھے، ان ہی اسفار میں آپ کی آنکھ کا علاج و آپریشن بھی ہوا۔ دہلی میں مولانا کا قیام دار الحدیث رحمانیہ میں ہوا کرتا تھا۔ مدرسے کے طلبا و اساتذہ کے بیچ مولانا کی موجودگی غنیمت مانی جاتی اور ان کے علوم و تجربات سے استفادے کی کوشش کی جاتی۔

[1] مولانا عبدالغفار حسن، حیات و خدمات (ص: ۷۸۔۷۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالغفار حسن رحمانی سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ کیا آپ کو مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ سے پڑھنے کا موقع ملا ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا:

''ہاں، جب مولانا مبارک پوری اپنی آنکھوں کے علاج کے سلسلے میں دہلی تشریف لایا کرتے تھے تو دار الحدیث رحمانیہ دہلی میں مولانا عبیداللہ مبارک پوری کے کمرے سے متصل ایک خاص کمرے میں ٹھہرتے۔ ان ایام میں ہم ان سے استفادہ کرتے۔ انھوں نے باقاعدہ تو ہمیں نہیں پڑھایا، لیکن وہ ہمیں سبق یاد کروایا کرتے تھے اور بعض اوقات خود بھی کوئی مسئلہ پیش کرتے اور پھر ہم سے اس کا جواب پوچھتے اور خوب مناقشہ کرتے اور پھر خود ہی ان مسائل کا جواب دیتے۔ اسی طرح ایک مرتبہ جب ہم جامع ترمذی پڑھا کرتے تھے، انھوں نے ہمارا ششماہی امتحان بھی لیا تھا....

''مولانا مبارک پوری اکثر حدیث کی سند اور متن کے حوالے سے سوال کیا کرتے تھے، جب کہ عام طور پر لوگ لغوی سوالوں پر زور دیتے ہیں۔ جب میں رحمانیہ میں آخری سال کا طالب علم تھا تو ناظم مدرسہ نے مدرسے میں نمازوں کی امامت میرے سپرد کر رکھی تھی۔ مجھے یاد ہے، ایک مرتبہ میں نے جمعۃ المبارک کے روز فجر کی نماز میں سورۃ السجدۃ اور دوسری رکعت میں سورۃ الدھر مکمل نہ پڑھیں تو ایک لڑکے نے مولانا مبارک پوری کو جا کر بتایا کہ عبدالغفار نے آج سنت کی مخالفت کی ہے.. انھوں نے مجھے بلا کر سرزنش کی کہ آیندہ ایسا نہ کرنا، اس لیے نبی کریم ﷺ کا طریقہ مبارک یہ تھا کہ آپ فجرِ جمعہ میں ان دو سورتوں کی مکمل تلاوت کیا کرتے تھے، اس طرح مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری میرے درسی استاذ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں، لیکن میرے مذاکرے کے استاذ ہیں، میں نے ان سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔‘‘[1]

③ شیخ شویل، قاضی مدینہ:

’’اخبارِ محمدی‘‘ دہلی کے ۱۹۳۳ء کے ایک شمارے میں دار الحدیث رحمانیہ سے متعلق خبروں میں ایک خبر اس طرح ہے:

’’قاضی مدینہ طیبہ حضرت شیخ الشویل صاحب کو ۹/ نومبر ۱۹۳۳ء کو مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ میں ٹی پارٹی دی گئی۔ آپ نے مدرسے کا معاینہ فرمایا، طلبا کی عربی تقریریں سنیں، بے حد محظوظ ہوئے، پھر آپ نے وعظ و پند سے طلبا اور حاضرین مجلس کو سرشار فرمایا اور مدرسے کے متعلق اپنے بیش بہا خیالات کا اظہار فرمایا...‘‘[2]

قاضی صاحب کے ساتھ شیخ محمد زیدان (مدرس مدرسہ سعودیہ مدینہ منورہ) بھی تھے، انھوں نے بھی اس نشست میں اپنے تاثرات بیان فرمائے اور مدرسے سے متعلق بے پناہ خوشی کا اظہار کیا۔ مولانا عبد الغفار حسن نے لکھا ہے کہ قاضیِ مدینہ کا ایک بیٹا دار الحدیث رحمانیہ میں اس وقت زیرِ تعلیم تھا۔[3]

④ جمال الدین پاشا الغزی، مندوب حکومتِ حجاز:

’’۱۳۵۲ھ میں دار الحدیث رحمانیہ میں تشریف لائے، آپ کے سامنے طلبا نے ارتجالاً عربی میں تقریریں کیں، جن سے آپ بہت محظوظ ہوئے۔ دوسرے روز آپ کو مدرسے کی طرف سے ناشتے کی دعوت دی گئی۔ اس موقع پر آپ نے عربوں اور ترکوں

---

① مجلہ ’’صراطِ مستقیم‘‘ برمنگھم (جنوری ۱۹۹۹ء، ص: ۱۵)

② پندرہ روزہ ’’اخبارِ محمدی‘‘ دہلی (۱۵/ نومبر ۱۹۳۳ء، ص: ۱۳)

③ ملاحظہ ہو: مولانا عبد الغفار حسن، حیات و خدمات (ص: ۷۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے باہمی روابط پر ایک پرمغز اور نشاط پرور تقریر فرمائی۔ اس مجلس میں بہت سے اکابر ملت شریک ہوئے، مثلاً مولانا محمد صاحب جوناگڑھی، ڈاکٹر ذاکر حسین وائس چانسلر جامعہ ملیہ دہلی، شیخ التفسیر خواجہ عبدالحی صاحب فاروقی، مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی۔ یہ مجلس بڑی پرلطف اور شان دار رہی۔“[1]

⑤ پروفیسر مولانا سید ابوطلحہ:

مولانا عبدالرؤف رحمانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

”ایک دن اچانک مولانا سید ابوطلحہ پروفیسر اورینٹل کالج لاہور جامعہ میں تشریف لائے۔ جامعہ کے گیٹ پر ہمارے شیخ عطاء الرحمن ناظم جامعہ ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے، اٹھ کر پروفیسر صاحب کا استقبال کیا اور ان کی طلب پر آپ کو درس گاہ میں جانے کی اجازت دی۔ پروفیسر صاحب درس گاہ کی جانب بڑھے، جس درس گاہ کی طرف جاتے، اساتذہ وطلبا ان کا خیر مقدم کرتے۔ آپ بڑے گورے چٹے، خوب صورت آدمی تھے۔ ترکی ٹوپی لگائے ہوئے عبا اور شیروانی میں ملبوس تھے۔ لڑکے ان کا استقبال کرتے رہے، یہاں تک کہ میرے استاد کی درس گاہ میں آئے، جہاں مولانا عبدالسلام صاحب درانی پڑھا رہے تھے، ہم لوگوں کا سبق شروع کرنے والے ہی تھے کہ پروفیسر صاحب کو اپنی طرف آتے دیکھا، فوراً استقبال کے لیے کھڑے ہوگئے، پروفیسر صاحب مولانا کے ساتھ درس گاہ میں داخل ہوئے اور بیٹھ گئے، پھر مولانا سے عرض کیا کہ میں اس لیے حاضر ہوا کہ آپ درس دیں اور اس سے استفادہ کروں۔ یہ گھنٹی شرح مواقف کی تھی۔“[2]

① مولانا عبدالغفار حسن، حیات وخدمات (ص: ۹۷)

② ماہنامہ ”محدث“ بنارس (مئی ۱۹۹۹ء، ص: ۳۱۔۳۲) ماہنامہ ”السراج“ نیپال، خطیب الاسلام نمبر (مئی۔اکتوبر ۲۰۰۰ء، ص: ۴۳۰۔۴۳۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑥ پروفیسر عبدالعزیز میمنی:

میمنی صاحب نے متعدد بار مدرسے کی زیارت کی۔ آپ ہمیشہ طلبا، اساتذہ و منتظمین کی حوصلہ افزائی کرتے رہتے تھے اور انھیں اپنے تجربات کی روشنی میں مفید مشوروں سے نوازتے رہتے تھے۔ ۱۹۳۸ء میں مدرسے کے سالانہ اختتامی اجلاس کے موقع پر آپ بھی شریکِ مجلس تھے۔ مدرسے کی رپورٹ میں کہا گیا ہے:

''۲/ اکتوبر (۱۹۳۸ء) کو یہ جلسہ مدرسے کے عظیم الشان ہال میں ہوا۔ دہلی کے مولوی صاحبان، رؤسائے کرام، حنفی اہلِ حدیث سب موجود تھے، بعد از اختتامِ جلسہ سب نے یہیں طعام نوش فرمایا، اس جلسے میں اب کی مرتبہ بحمد اللہ مولانا عبدالعزیز صاحب میمن (پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) بھی تشریف لائے تھے، جس سے حجم بڑھ بھی گیا اور بارونق بھی ہوگیا۔ آپ نے عربی زبان میں نہایت فصیح و بلیغ ایک خطبہ ارشاد فرمایا... جب آپ تقریر ختم کر چکے تو اردو داں پبلک کی تسلی کے لیے پھر آپ نے اردو میں بھی تقریر فرمائی، ساتھ ہی عرب عبداللہ بن محمد نجدی صاحب نے بھی ایک نہایت معرکہ آرا خطبہ پڑھا، جس میں اتحاد و اتفاق وغیرہ جیسے مضامین پر بہت کچھ روشنی ڈالی۔ آخر میں مولانا محمد ایڈیٹر ''اخبارِ محمدی'' دہلی نے مہتمم صاحب کی طرف سے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور جلسے کو ختم کیا۔''[1]

ایک مصری شیخ کی مدرسے میں آمد سے متعلق واقعہ:

مولانا عبدالوہاب حجازی حفظہ اللہ نے (محدث شیخ الحدیث نمبر) میں ایک عبرت آموز واقعہ بیان کیا ہے۔ مولانا لکھتے ہیں:

''مولانا ابو البرکات جھنڈانگری نے مجھ سے بیان کیا کہ مدرسہ رحمانیہ کی

[1] پندرہ روزہ ''اخبارِ محمدی'' دہلی (۱۵/ اکتوبر ۱۹۳۸ء، ص: ۱۴۔ ۱۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیارت کے لیے ازہر کے شیخ تشریف لائے۔ شیخ الحدیث اس وقت بخاری کا درس دے رہے تھے۔ شیخ عطاء الرحمٰن صاحب (مہتمم مدرسہ) نے چاہا کہ اسی کمرے میں شیخ ازہر کا استقبال کیا جائے، لیکن شیخ الحدیث نے ایسا کرنے سے روک دیا کہ اگرچہ علمی حیثیت سے بہت اونچے ہیں، لیکن چوں کہ ترکِ سنت کرتے ہیں (وہ ڈاڑھی نہیں رکھے ہوئے تھے اور پینٹ پہنے ہوئے تھے) اس لیے درسِ بخاری کے کمرے میں ان کا استقبال نہیں کیا جا سکتا تو ان کا استقبال مدرسے کے ہال کمرہ ''دار التذکیر'' میں کیا گیا۔''[1]

زائرین سے متعلق مذکورہ بالا نقول و بیانات پر اکتفا کرتے ہوئے، اب ان میں سے بعض کے تاثرات اور تحریری بیانات کو درج کیا جا رہا ہے، جنھیں ان حضرات نے مدرسے کے معاینہ رجسٹر میں یا کسی اور مقام پر تحریر فرمایا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

[1] ماہنامہ ''محدث'' بنارس، شیخ الحدیث نمبر (جنوری فروری ۱۹۹۷ء، ص: ۱۹۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 23

زائرین کے تاثرات

یہ تاثرات اردو میں بھی ہیں، عربی میں بھی، نثر میں بھی ہیں اور نظم میں بھی۔ ہر ایک سے چند نمونے علی الترتیب ذکر کیے جاتے ہیں:

اردو:

اول الذکر چار تاثرات کے راوی مولانا عبدالغفار حسن رحمانی ہیں۔ مولانا لکھتے ہیں:

☆ مولانا ابو الکلام آزاد:

''مولانا آزاد مرحوم جب رحمانیہ میں تشریف لائے، ۱۹۲۷ء تھا۔ رحمانیہ کے رجسٹر پر انھوں نے حسبِ ذیل تبصرہ تحریر فرمایا:

''عمارت معقول ہے، مصارف کا کافی انتظام ہے۔ مدرسے میں طلبا کے قیام کا بھی انتظام ہے۔ تقریبا پچھتّر (۷۵) طلبا مقیم ہیں، جن کے تمام مصارف کا متکفل مدرسہ ہے اور ان کی ضروریات کا سیر چشمی کے ساتھ انتظام کیا جاتا ہے۔ مدارس عربیہ کی عام سروسامانیاں دیکھتے ہوئے یقیناً یہ صورتِ حال نہایت مغتنم ہے۔''[1]

☆ مولانا عبدالقادر قصوری (سابق صدر خلافت پنجاب ونائب صدر مجلس مرکزیہ ہند)

''مولانا موصوف ۱۷ر محرم ۱۳۴۴ھ کو رحمانیہ میں تشریف لائے۔ آپ نے اپنے تاثرات رحمانیہ کے بارے میں حسبِ ذیل عبارت کی

---

[1] مولانا عبدالغفار حسن رحمانی، حیات وخدمات (ص: ۸۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت میں تحریر فرمائے:

’’میں نے آج درس گاہ کا معاینہ کیا، بحمد اللہ مدرسہ ہذا تمام انتظامات مکان، رہایش اور خور ونوش کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ پیمانے پر ہے۔ طلبا نے میرے سامنے تقاریر کیں اور ادیان غیر اسلامی کے مقابلے میں دینِ اسلام کی صداقت کو عقلاً ونقلاً ثابت کیا۔ یقیناً طلبا میں ملکہ تحریر وتقریر وتبلیغ کی مدد کرنے کی سعی نہایت قابلِ تحسین ہے۔‘‘[1]

☆ مولانا سید عبداللہ صاحب خلف الرشید مولانا عبداللہ صاحب غزنوی:

منشی فاضل مولوی فاضل، ممتحن السنۃ شرقیہ پنجاب وصوبہ سرحد

آپ تحریر فرماتے ہیں:

’’آج پندرہ سال کے بعد مجھے دہلی آنے کا اتفاق ہوا، سب سے بہتر وزیادہ خوش کن، مسرت افزا وایمان تازہ کن بات، جو یہاں میں نے دیکھی، وہ مدرسہ رحمانیہ کی رونق ہے، نہ صرف رونق بلکہ بلڈنگ، عمارت مدرسہ نہایت شان دار، صحت افزا وفراخ کمرہ جات، طلبا میں باقاعدگی وحاضری وغیرہ تمام امور نہایت عمدہ اور موزوں وقابلِ تعریف ہیں۔ اعلیٰ مدرس ونیز دیگر جماعت کے علما وفضلا نیک سیرت دیکھنے میں آئے۔‘‘ تاریخ آمد ۲۵؍ دسمبر ۱۹۳۰ء۔‘‘[2]

☆ مولانا ابو القاسم سیف بنارسی۔

’’مولانا موصوف ۲۹؍ دسمبر ۱۹۳۱ء کو رحمانیہ میں تشریف لائے۔ رحمانیہ کے بارے میں آپ کے تاثرات یہ ہیں:

---

[1] مولانا عبدالغفار حسن رحمانی، حیات وخدمات (ص: ۹۳)

[2] ایضاً (ص: ۹۳۔۹۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مدرسہ رحمانیہ کے دسویں سالانہ جلسے میں مَیں نے بھی شرکت کی۔ مجھے مدرسے کی عمارت اور اس کی انتظامیہ دیکھ کر بے انتہا مسرت ہوئی اور میں اس بات کے کہنے میں مطلقاً مبالغہ نہیں سمجھتا کہ سارے ہندوستان میں اہلِ حدیث کا قابلِ فخر بھی ایک مدرسہ ہے، جسے صحیح معنوں میں مدرسہ کہنا چاہیے۔ نتیجہ امتحان مجموعی طور پر بہت اچھا رہا، خدا اس مدرسے کو تاابد قائم رکھے۔"[1]

☆ مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی۔

1 موصوف اپنی مشہور زمانہ تالیف "تراجم علمائے حدیث ہند" میں ایک جگہ حاشیہ میں لکھتے ہیں:

"دار الحدیث رحمانیہ کے بانی شیخ عبد الرحمٰن اور شیخ عطاء الرحمٰن روسائے دہلی سے ہیں۔ شیخ عبد الرحمٰن صاحب کا ۱۹۲۱ء میں انتقال ہوگیا اور شیخ عطاء الرحمٰن صاحب سایہ افگن ہیں۔ (خدا عمر میں اور ترقی بخشے)

"یہ دار الحدیث ۱۳۳۹ھ میں قائم ہوا، اس کے تمام مصارف صاحب مہتمم کے ذمے ہیں، ایک عمارت جدید التعمیر ہے باڑہ ہندو راؤ میں، جس میں دار التعلیم اور دار الاقامہ علاحدہ علاحدہ ہیں۔ طلبا کے خور و نوش کا ذمے دار مدرسہ ہے اور کھانا عمدہ ملتا ہے۔ اساتذہ کی تنخواہوں کا معیار بلند ہے کہ شیخ الحدیث کو نوے روپے ماہانہ پیش ہوتے ہیں (وقس علی ھذا)، ایک وقت میں بقدر ۸ کے اساتذہ اور طلبا جس قدر آسکیں، مدتِ نصاب آٹھ سال، نصاب درس نظامی مع حدیث وتفسیر، یعنی موجودہ حالت میں بلندتر ہے۔ مدرسے کا ایک ماہانہ رسالہ محدث ہے، جو بلا طلب قیمت شائقین

[1] مولانا عبدالغفار حسن رحمانی، حیات و خدمات (ص: ۹۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی خدمت میں صرف ڈاک چار آنے پر جاری ہوتا ہے۔"[1]

2 مولانا نوشہروی "جماعت اہل حدیث کی علمی خدمات" (ص: ۱۲۸۔ ۱۲۹) میں رحمانیہ کے تعارف میں کیفیت والے خانے میں لکھتے ہیں:

"دار الحدیث رحمانیہ۔ اس وقت ہندستان میں جماعت اہل حدیث کے تین ایسے مدرسے ہیں، جنھیں مدارس کے موجودہ پیمانے کے مطابق کالج کہنا چاہیے: ① دار الحدیث رحمانیہ ② مدرسہ احمدیہ سلفیہ لہریا سرائے دربھنگہ ③ دار السلام عربیہ عمر آباد مدراس۔ تلامذہ بیک وقت ۸۰۔ ۹۰۔ مدت نصاب ۸ سال۔ جملہ مصارف تنخواہ وطعام طلبا وغیرہ کے کفیل صرف صاحب مہتمم۔ رحمانیہ کا ماہوار رسالہ بنام محدث بھی ہے اور حاجی عبدالرحمٰن مرحوم کے بعد اس کے مالک شیخ عطاء الرحمٰن صاحب ہیں۔" (مختلف دور کے کالم میں لکھتے ہیں: شروع سے لے کر اب تک ایک ہی شان پر)[2]

☆ مولانا ثناء اللہ امرتسری:

مولانا لکھتے ہیں:

"میں آج اتفاقیہ مدرسہ رحمانیہ میں گیا۔ طلبا کی عربی اردو تقریریں سنیں، امید افزا ہیں۔ مدرسین کی محنت سے مزید امید ہے۔ خدا اس کے بانی و مربی کو جزائے خیر دے اور ان کے صدقہ جاریہ جاری رکھے۔ واللّٰہ علی کل شیئ قدیر"

خادم ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری

۸؍ رجب ۵۱ھ = ۸؍ نومبر ۳۲ء[3]

---

[1] تراجم علماے حدیث ہند (ص: ۱۷۳، حاشیہ نمبر: ۱)

[2] جماعت اہلِ حدیث کی علمی خدمات (ص: ۱۲۸۔ ۱۲۹)

[3] پندرہ روزہ "اخبار محمدی" دہلی (۱۵؍ جنوری ۱۹۳۳ء، ص: ۱۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ مولانا فضل الرحمٰن غازی پوری پروفیسر کلکتہ یونیورسٹی۔

مولانا موصوف نے رحمانیہ کے بارے میں اپنے تاثرات حسبِ ذیل الفاظ میں بیان فرمائے:

''مجھے دار الحدیث رحمانیہ دہلی کو آج چار سال کے بعد دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ میری عرصے سے یہ رائے ہے کہ مدرسہ اس وقت اپنی متعدد خصوصیات کے لحاظ سے ہندوستان میں اہلِ حدیث کا بہترین دینی مدرسہ ہے۔ اس کی عالی شان وسیع عمارت، لائق مدرسین، محنتی و پابند شرع طالب علم اور اچھے انتظام کو دیکھ کر میرے دل میں مسرت کی لہریں دوڑنے لگتی ہیں۔''[1]

☆ ڈاکٹر سید عبد الحفیظ سلفی۔

ڈاکٹر سید عبد الحفیظ سلفی سابق امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے تاثرات اس طرح ہیں:

''آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی شرکت کے لیے ۲۸/ مارچ (۱۹۳۷ء) کو علی گڈھ پہنچا، وہاں پہنچ کر دار الحدیث رحمانیہ کی محبت نے مجھے مجبور کیا کہ میں دہلی سے بھی ہو آؤں۔ دار الحدیث دیکھنے کے بعد مجھے بے حد مسرت ہوئی۔ دار الحدیث صحیح معنوں میں دین متین کی خدمتیں انجام دے رہا ہے۔ میں پہلے طلبا کے کمروں میں گیا۔ صفائی سے کمروں کو مزین پایا۔ طلبا بھی مجھ سے بہت اخلاق سے ملے۔ اس کے بعد طلبا کی کسرت دیکھی۔ اس کے لیے بھی ایک خاص استاد مقرر ہیں۔ دار الحدیث کا یہ کارنامہ قابلِ صد تحسین وستایش ہے کہ روحانی تعلیم کے ساتھ ساتھ جسمانی تعلیم کا بھی انتظام کیا ہے۔ دار الحدیث کے مہتمم جناب شیخ عطاء الرحمٰن صاحب

[1] مولانا عبد الغفار حسن، حیات وخدمات (ص: ۹۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ملا۔ ان کے اخلاق کریمانہ کا شکریہ کسی طرح ادا نہیں ہو سکتا۔ ایک طالب علم نے عربی قصیدہ پڑھا اور چہل حدیث مع ترجمے کے سنائی، اس کے بعد ایک لڑکے نے فضیلتِ قرآن پر مختصر اور جامع تقریر اردو زبان میں کی۔ غرض کہ دار الحدیث ''قرآن و حدیث'' کا ایک پھلتا پھولتا چمن ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب شیخ صاحب کو عمر خضری عطا فرمائے اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین۔''

سید عبد الحفیظ سلفی گیاوی

ایڈیٹر مجلہ سلفیہ لہریا سرائے دربھنگہ، تاریخ ۲۹/ مارچ ۱۹۳۷ء[1]

رحمانیہ کے بعض اساتذہ کے تاثرات:

رحمانیہ کے بعض اساتذہ کے تاثرات بھی ملاحظہ ہوں:

☆ ''...میں یقین کے ساتھ لکھتا ہوں کہ مدرسہ رحمانیہ جن بہترین خصوصیات کا جامع ہے، ہندوستان کی دوسری درس گاہیں ان سے خالی ہیں: آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری...۔''

شیخ الحدیث عبید اللہ رحمانی مبارک پوری (مدرس رحمانیہ)[2]

☆ ''... یہ مدرسہ طلبا کو نہ صرف مذہبی تعلیمات سے روشناس کراتا ہے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ رفتارِ زمانہ اور دنیاوی ضروریات و وقتی مسائل سے بھی خبردار کرتا ہے...۔''

عبید الرحمن طالب اعظمی (مدرس رحمانیہ)[3]

☆ ''...حقیقت یہ ہے کہ ان حضرات کی مذہبی قربانیاں، مدرسہ مذکورہ کا

---

(1) رسالہ ''محدث دہلی'' (نومبر ۱۹۳۸ء، ص: ۱۶)

(2) ایضاً (ص: ۸)

(3) ایضاً (ص: ۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسنِ سلسلہ نظام و اہتمام نہ صرف قابلِ داد وتعریف ہے، بلکہ اولی الابصار کے اقتدا و اعتبار کے لیے عملی نمونہ ہے...'' (ص:۹)

عبدالحلیم عفی عنہ (مدرس مدرسہ مذکورہ)

☆ ''... نیز اگر میں یہ ظاہر کروں تو بے جا نہ ہوگا کہ مدرسہ رحمانیہ کی طرح پابندی اوقات سے تعلیم و عدم ناغہ و اوقاتِ صلاۃ و رہایش طلبا و سامان راحت برائے اساتذہ وطلبا کی نظیر کسی دوسری درس گاہ میں نہیں ملے گی۔ جس کو شک ہو خود آ کر دیکھے: شنیدہ کے بود مانند دیدہ...'' (ص:۱۰)

کمترین اصحاب الدین کان اللہ لہ کیملپوری

(مدرس دارالحدیث رحمانیہ دہلی)[1]

[1] رسالہ ''محدث'' دہلی (نومبر ۱۹۳۸ء، ص: ۸۔۱۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 24

تاثرات عربی زبان میں

عربی تاثرات میں کچھ عرب مہمانوں کے ہیں، جنھیں پہلے ذکر کیا جا رہا ہے، اس کے بعد ہندوستانی زائرین کے عربی زبان میں لکھے ہوئے تاثرات ذکر کیے جائیں گے:

☆ علامہ محمد شوئل قاضی القضاۃ مدینہ طیبہ:

علامہ محمد شوئل قاضی القضاۃ مع علامہ شیخ محمد زیدان مدرس مدرسہ سعودیہ مدینہ منورہ نومبر ۱۹۳۳ء کو دار الحدیث رحمانیہ میں تشریف لائے۔ طلبا رحمانیہ نے آپ کے خیر مقدم کے لیے شان دار جلسہ منعقد کیا، جس میں چند طلبا نے عربی میں خیر مقدمی قصیدے پڑھے اور برجستہ تقریریں کیں اور قاضی صاحب نے بھی فرقہ ناجیہ پر ایک بصیرت افروز، روح پرور تقریر فرمائی اور مکتبہ وغیرہ کا معاینہ کیا۔ ان تمام اثرات سے متاثر ہو کر قاضی صاحب نے ایک تحریر رجسٹر معاینہ پر ثبت فرمائی، جس کے اہم اور ضروری اقتباسات درج ذیل ہیں۔ طویل تمہید کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

”وبعد، نظرنا مكتبة المدرسة متفقدين خزائنها ناظرين في كتبها، والله لقد ألفيناها مكتبة مفيدة وحاوية كل ما يحتاجه الطالب“

اس کے بعد خیر مقدمی جلسہ کا تذکرہ اس طرح فرماتے ہیں:

”فألقي قصيدة مدح جللني العرق عند سماعها، كيف لا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وأنا الظليع الذي لا يصلح لي الوقوف موقف الضليع، وذلك بعد قراءة آخر سورة البقرة مفتتحا بها الاحتفال، ثم تقدم أحد الطلبة فألقى خطابا ارتجاليا أتى فيه على تاريخ المدرسة الرحمانية ومنزلتها التي حازتها وفوائدها التي قدرها على طلبتها، والله لست أهلا لما تضمنه ذلك الخطاب مما أتى فيه صاحبه من عجب العجاب“

خاتمہ کلام پر فرماتے ہیں:

”إني أقول والحق أقول: إن هذه المدرسة خير ملجأ في هذه الديار، يجد فيها طالب العلم الصحيح حاجته، ويسد منها مريد الدين الخالص خلته، فاللهم احفظ عطاء الرحمن وأطل عمره“[1]

☆ شیخ محمد فواد مصری (مدرس مدرسۃ المعلمین، بغداد):

موصوف لکھتے ہیں:

”كان لزيارتي للمدرسة الرحمانية (دار الحديث) رنة فرح في قلبي لا يمحى أثرها، وبهجة في فؤادي لا أستطيع إخفاء ها، وأي شيئ أجزل للقلب وأشمى للنفس وأحب للسمع من رؤية معهد ديني يعمل على رفع شعائر الدين، لا تأخذ في لومة لائم، لا تستولي عليه الأهواء، ولا تسلك عليه الأباطيل، ولا يعرف إلا الطريق الواضحة طريق الله وطريق رسوله. وكذلك سرني جدا الخدمة الجليلة والمجهود العظيم الذي يقوم به حضرة ناظم المدرسة،

[1] مولانا عبدالغفار حسن، حیات وخدمات (ص: ۱۰۰۔۱۰۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فإنه ما ادخر قوة ولا ترك فرصة إلا وكان سباقا لاغتنامها فيما يعود على المدرسة بالخير العميم والفائدة المرجوة، وكذلك سرني أن أنوه بالراحة التامة التي يلقاها الطلبة وحسن المعاملة من ناظم المدرسة شيخ عطاء الرحمن من رؤساء دهلي، الأمر الذي دعاني أن أتمنى أن يكثر الله من أمثاله، وأن تدوم أيامه حتى لا يحرم الناس من ثمراته.
وقبل أن أختم كلمتي فإني أشكر الطلبة الذين يقومون بواجبهم خير قيام، وأرجو للمدرسة رقيا عاجلا وتقدما سريعا في ظل حفظ ناظمه ورئيس أساتذتها وإخوانه، وأدعو لهم بالتوفيق"

محمد فؤاد مصري، نزيل الهند
(المدرس بمدرسة المعلمين، بغداد)
١٠/ رجب ٥١ هـ ١٠/ نوفمبر ٣٢م [1]

☆ شیخ محمد بن منصور الزاملی النجدی:

دار الحدیث رحمانیہ میں زیر تعلیم ایک نجدی طالب علم کے والد ایک مرتبہ اپنے بچے سے ملنے اور مدرسے کی زیارت کے لیے تشریف لائے تو انھوں نے اس موقع پر درج ذیل الفاظ میں اپنے احساسات درج کیے:

"بسم الله الرحمن الرحيم، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، أما بعد، فإني كنت رجلا أسافر إلى مصر والشام والعراق والهند على طريق التجارة، وكل بلد أحله أذاكر أهل العلم، وأسال عن أحوال الطلبة ، ولما صار في

---

[1] پندرہ روزہ ''اخبار محمدی'' دہلی (۱۵؍ جنوری ۱۹۳۳ء، ص: ۱۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر عمري ذكر لي المدرسة الرحمانية في دهلي وناظمها الشيخ عطاء الرحمن، ونسمع به أنه قائم على طريقة السلف لا يثنيه ثان، فأرسلت ابني الصغير إليه، فلما وصل إلى المدرسة جاءتني منه الأخبار أحسن مما سمعت، وبعد سنتين زرت المدرسة، فرأيت أحسن مما أخبرت، ورأيت نظام المدرسة وناظمها، فلم أر في الأقطار التي حللت فيها مثل هذه المدرسة في الاعتناء على طريقة السلف، ومما رأينا أنه يديرها بنفسه، وقد ترك أمور الدنيا بيد غيره، وهو الذي يوقظ الطلبة آخر الليل لصلاة الفجر....ورأينا فيها ثمانية من المعلمين: أربعة للحديث وتوابعه، وثلاثة للفقه وتوابعه، وواحد للرياضة الحربية.. الخ"

محمد بن منصور الزاملي النجدي العنيزاوي

في: ٥/ ربيع الأول ١٣٥٧ھ[1]

☆ **مولانا عبد العزیز میمنی (سابق پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ):**

موصوف نے اپنے تاثرات عربی زبان میں اس طرح ثبت فرمائے ہیں:

"كنت أسمع بالمدرسة الرحمانية منذ بنايتها، ولكن لم تسمح لي الظروف بزيارتها، وقمت لها بإشارة صديقي الأستاذ الحميد محمد الجوناكرهي، فإذا بالأساتذة والطلبة قد احتفلوا بي، وقرطوا مسامعي بخطاباتهم المرتجلة وخطبهم بالعربية والأردية والبنجابية والبنكالية، كما قال أبو الطيب:

---

(۱) رسالہ "محدث" دہلی (نومبر ۱۹۳۸ء، ص: ۱۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجمع فيه كل لسن وأمة فما تفهم الحداث إلا التراجم

فسرّني كل ما رأيت وما سمعت من دين وأدب ومعرفة، وزاد اغتباطي أن يكون بربوع الهند مدارس تربى النشء، وتعني بحالهم، وتبذل لهم جهودها كهذا، وإني كنت أسمع كثيرا إلا أن رؤيا العين قد رَبَت على كل وصف وجلت عن كل بيان كما قال:

كانت مسائلة الركبان تخبرني
عن أحمد بن داود أطيب الخبر
حتى التقينا فلا والله ما سمعت
أذني بأحسن ما قد رأى بصري

وما هذا إلا غيرة المسلم الغيور التاجر الصدوق الأمين عطاء الرحمن، فإنه جنى ثمر ما غرسه في هذه الحياة، وذلك أنه لا نهمة له ولا غرض إلا أن تراه محفوفا لمحاويج الطلبة كأب رحيم، يقضي حاجتهم، ويقتني بما يصلح شؤونهم، فجزاه الله عن الإسلام خيرا، فإنه غريب في هذه الأعصار بمثل هذه الديار، وكثر الله من أمثاله، وهو ولي ذلك»

العاجز: عبد العزيز الميمني، جامعة على گڈھ
عضو المجمع العلمي العربي بدمشق
٦/ رجب ١٣٥١ھ = ٦/ نومبر ١٩٣٢م[1]

☆ مولانا اعزاز علی صاحب، استاذ الادب، دار العلوم دیوبند:

---

(1) مولانا عبدالغفار حسن، حیات وخدمات (ص: ۹۵) ''اخبار محمدی'' دہلی (۱۵/ جنوری ۱۹۳۳ء، ص: ۱۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا موصوف ۱۹رمحرم ۱۳۵۳ھ کو رحمانیہ میں تشریف لائے، انھوں نے عربی زبان میں مدرسے کے بارے میں اپنے تاثرات قلم بند کیے، ان کی تحریر حسبِ ذیل ہے:

”إني قد دخلت بهذه المدرسة المسماة باسم صاحبها الرحمانية، ودعاني إليها أعز أحبائي عبد الغفور سلمه، فتشرفت برؤية هذه المدرسة وأساتذتها وطلابها، ثم إن بعضا منهم أنشد أشعارا رائعة بديعة بالعربية والفارسية والأردية، وأيضا خطب أحد منهم، وكان موضوعه الرد على الفرقة المسماة بالقرآنية، وكانت خطبة حسنة مفيدة للضُلّال و هادية إلى مدارج الفضل والكمال. اللهم اجعله هاديا مهديا“[1]

☆ مولانا ابو الفضل عبد السمیع مبارکپوری:

مولانا نے تحفۃ الاحوذی کے مقدمے کے آخر میں صاحب تحفہ کے حالات تحریر فرمائے ہیں، اسی ضمن میں مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”... وقد اشتهرت هذه المدرسة في أيام قليلة حتى أصبحت من أشهر المجاميع العلمية، ينثال إليها الطلبة من جميع بلاد الهند ومدنها، ومن العرب وأفغانستان وكاشغر وتبت و بخاري وسماترا وغيرها من الممالك الإسلامية...“[2]

☆ دار الحدیث رحمانیہ میں زیرِ تعلیم ایک نجدی طالب علم کے تاثرات بھی ملاحظہ ہوں:

”بسم الله الرحمن الرحيم، نحمد الله ونشكره على نعمه التي لا تحصىٰ، كما أننا نحمده على توفيقه لهذه المدرسة المنشأة لوجهه تعالى بالخلفاء الصالحين لها

---

[1] مولانا عبد الغفار حسن، حیات و خدمات (ص: ۹۷)

[2] مقدمہ تحفۃ الاحوذی (۲/ ۵۳۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القائمين بأحسن نظام و أعدل حال و أكمل ترتيب، فقد قام الشيخ عبد الوهاب خليفة أبيه بأتم الأحوال من كل جهة، وقد زاد على أبيه في بعض الشؤون كتشديده على الطلبة عند الصلاة، يعني تشديده على حضور الجماعة، ولم يترك لهم وقت الامتحان وبعض التعميرات لراحة الطلبة ورأينا منه تفقد أحوال الطلبة الذين يحتاجون إلى ثوب أو ما يشبهه، وأما لوازم الطلبة والمعلمين من أكل وشرب و غير ذلك فقد اهتم بها أشد الاهتمام وحسّنها، الله يوفقه ويساعده ويهديه، ويغفر للمرحوم (الشيخ عطاء الرحمن) ويسكنه جنته، ويجبرنا في مصيبتنا، ويخلفنا خيرا منها، وصلى الله على محمد وآله وسلم"

عبد اللہ بن محمد القرعاوی النجدی (یکے از طلبا رحمانیہ)[1]

www.KitaboSunnat.com

---

[1] رسالہ ''محدث'' دہلی (نومبر ۱۹۳۸ء، ص: ۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 25

منظوم تاثرات

☆ مولانا عبدالحلیم ناظم صدیقی رحمانی (سابق استاذ دار الحدیث رحمانیہ و مدیر رسالہ محدث)

دار الحدیث رحمانیہ

گلشن رحمانیہ، اے نو بہار مقتدر
مرحبا! کس شان سے عالم میں ہے تو جلوہ گر
تو نے ایسے سیکڑوں پیدا کیے لعل و گہر
جن کے علم و فضل سے خیرہ ہے دنیا کی نظر
کامیابی چومتی ہے فخر سے تیرے قدم
قابل صد آفریں ہے یہ تیرا جاہ و حشم
ایسی راحت، ایسی شفقت اور پھر علمی کمال
واقعی "رحمانیہ" ہے درس گاہ بے مثال
بالیقیں، ناظم ہے یہ دار الحدیثی شاہراہ
ہند میں بتلائے مجھ کو کوئی ایسی درس گاہ [1]

☆ جناب محمد ایوب ناعم الہ آبادی:

دار الحدیث رحمانیہ کے جلسہ منعقدہ ۲۷/ اکتوبر (۱۹۳۳ء) میں پڑھی گئی نظم:

[1] پندرہ روزہ "اخبار محمدی" دہلی (۱۹۳۸ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افزوں یہ انجمن کا ہے دور بہار آج
جھوکے نسیم شوق کے ہیں خوش گوار آج

ہر حیثیت سے بزم خطابت میں ہے عروج
زیبا ہے ہم کو جتنا کریں افتخار آج

ہر فرد ہم میں اس طرح محو سرور ہے
گویا چمن میں عام ہے ذوق خمار آج

یہ بھی ہے اک دلیل شباب بہار کی
ہر سو سے آرہی ہے جو بانگ ہزار آج

..ت جو آگے دیکھے حسن فروغ بزم
ہو جائے وہ بھی شوق سے حرف نثار آج

یارب ابد تلک یہی اس کا سما رہے
منظر جو آرہا ہے نظر خوش گوار آج

تیرے فیوض سے نہیں ناآشنا کوئی
عالم میں مثل شمس ہے تو آشکار آج

آرائش چمن کی بہاروں کو دیکھ کر
حساد رنج وغم سے ہیں سینہ فگار آج

دراصل یہ بھی حضرت ناظم کا فیض ہے
ناعم کا شاعروں میں جو ہے اب شمار آج[1]

☆ جناب محمد ہارون الرشید ارشد رحمانی:

---

[1] پندرہ روزہ ''اخبار محمدی'' دہلی (۱۵ر نومبر ۱۹۳۳ء، ص: ۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصیدہ در مدحت مدرسہ رحمانیہ دہلی

گلستان علم وفن رحمانیہ ہے شادماں
محفل علمی ہے، غنچے اور گل ہیں جمع یاں
کیوں نہ ہو جب رحمتوں کی چھا گئی ہو بدلیاں
سچ تو یہ رب تعالیٰ بھی ہو اس پر مہرباں
اے خدا باد خزاں راکن برائے او نسیم
ناز گلہائے محبت می شود جاری شمیم
گلستان علم وفن رحمانیہ بڑھتا رہے
دہر میں گو انقلاب آیا کرے جایا کرے
اس کے دشمن گو جلیں جلتے رہیں بھنتے رہیں
رحمتوں کی بارشیں اس پر خدا کرتا رہے
ایں چنیں مکتب نمی آرد جہانے در جہاں
درمیاں گفتن و کردن تفاوت ہست داں [1]

---

[1] پندرہ روزہ ''اخبار محمدی'' دہلی (۱۵؍جنوری ۱۹۳۳ء، ص:۱۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 26

آخری لمحات

فغاں میں، آہ میں، فریاد میں، شیون میں، نالے میں
سناؤں حال دل طاقت اگر ہو سننے والے میں

دار الحدیث رحمانیہ میں تعلیم کا آغاز شوال ۱۳۳۹ھ مطابق جولائی ۱۹۲۱ء میں ہوا، اس کے بعد سے مسلسل ستائیس سال تک کتاب وسنت اور دیگر علومِ دینیہ کی شان دار خدمت کا اسے شرف حاصل رہا۔ ادارہ اپنا ستائیسواں تعلیمی سال مکمل کر کے قضا وقدر کے سامنے سرِ تسلیم خم کر گیا اور ہمیشہ ہمیش کے لیے خاموش ہوگیا۔ إنا لله وإنا إليه راجعون.

کہا جاتا ہے کہ "ہر کمالے را زوالے"، یہ عظیم الشان مدرسہ اپنے پورے کمال اور آب و تاب کے ساتھ علم وعرفان کے موتی بکھیرنے میں مصروف تھا کہ اگست ۱۹۴۷ء میں ملک کی آزادی اور تقسیم کا واقعہ پیش آیا۔ ایک طرف ملک کو انگریزوں کی غلامی سے نجات کی نعمت حاصل ہوئی تو دوسری طرف تقسیم کی مشکلات سے بھی دو چار ہونا پڑا۔ اس مشکل مسئلے اور اس سے متعلقہ حادثات نے آزادی کی خوشیاں چھین لیں، بالخصوص مسلمانوں کے لیے یہاں سے آزمائش کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا، جس کی تفصیلات بیان کی محتاج نہیں۔

دار الحدیث رحمانیہ میں حسبِ معمول شعبان ۱۳۶۶ھ مطابق اگست ۱۹۴۷ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ستائیسواں تعلیمی سال کا اختتام ہوا۔ اس سال مدرسے سے فارغ ہونے والے خوش نصیبوں میں مولانا عبد الحکیم مجاز اعظمی مئوی رحمہ اللہ اور ان کے رفقاے درس تھے۔ شوال میں اٹھائیسواں تعلیمی سال کا آغاز تھا۔ مدرسے کے ذمے دار اعلیٰ مولانا نذیر احمد صاحب املوی رحمہ اللہ تشریف لا چکے تھے۔ شیخ الحدیث علامہ عبید اللہ رحمانی رحمہ اللہ اواخر شعبان میں شیخ خلیل عرب رحمہ اللہ کے ساتھ ایک جماعتی مقصد کو لے کر سعودی عرب کے سفر پر تھے، واپسی اوائل نومبر میں ہوئی۔ مولانا نذیر احمد صاحب کے علاوہ دیگر اساتذہ ابھی دہلی نہیں پہنچے تھے۔ ہندو مسلم فسادات کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو چکا تھا، جو دن بہ دن خطرناک صورت اختیار کرتا جا رہا تھا۔ ۶ ستمبر ۱۹۴۷ء کو مدرسے پر حملہ ہوا۔ مولانا نذیر احمد صاحب گرفتار کیے گئے اور قید و بند کی طویل مشقتوں کے بعد آپ کو رہائی نصیب ہوئی، جس کی تفصیل بڑی دردناک اور تکلیف دہ ہے، اس کا تذکرہ سابقہ صفحات میں ہو چکا ہے۔[1]

مدرسے کے مہتمم شیخ عبد الوہاب صاحب کو برابر دھمکیاں مل رہی تھیں۔ دہلی کے ناگفتہ بہ حالات کے پیشِ نظر آپ اپنے پورے خاندان سمیت کراچی ہجرت کر گئے۔ مدرسے کی مملوکہ اشیا میں سب سے قیمتی اس کا کتب خانہ تھا، آپ نے اسے جامعہ ملیہ اسلامیہ کے حوالے کر دیا، چنانچہ تمام کتابیں بہ حفاظت جامعہ منتقل ہو گئیں۔

مدرسہ چوں کہ ابتدا ہی سے شخصی تھا، جس کی کوئی کمیٹی تھی، نہ جمعیت و جماعت کے تابع تھا، اس لیے مدرسے کی عمارت کی حیثیت بھی قانونی طور پر شخصی ہی کی تھی، جس کے مالکان کی ہجرت کے بعد حکومت کا اس پر قبضہ ہو گیا۔

شیخ عبد الوہاب دہلی سے جاتے وقت اپنے منشی عزیز احمد کو مولانا املوی وغیرہ کے مقدمے کی پیروی پر مامور کر گئے تھے۔ مولانا کی رہائی کے سلسلے میں حاتمِ جماعت

[1] اس تعلق سے صفحہ (۱۹۰-۱۹۳) پر کچھ تفصیلات بیان کی جا چکی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ حمید اللہ دہلوی رحمہ اللہ کا رول بھی کافی اہم تھا، اس تعلق سے بعض تفصیلات مولانا نذیر احمد رحمانی کے تذکرے میں گزر چکی ہیں۔

مدرسہ بند کیے جانے اور اس کی عمارت کے حکومتی تحویل میں چلے جانے کے واقعے کو اربابِ قلم نے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے، جسے آگے ان ہی حضرات کے الفاظ میں نقل کر دیا جائے گا۔ قارئین دیکھیں گے کہ بعض حضرات نے مدرسے کے شخصی ہونے، اس کو وقف نہ کیے جانے یا جماعتی تحویل میں نہ دیے جانے پر حیرت وافسوس کا اظہار کیا ہے اور اسی چیز کو مدرسے کے ضیاع کا سبب گردانا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مدارس دونوں طرح کے پائے جاتے رہے ہیں، شخصی بھی اور جماعتی یا عوامی بھی۔ دونوں طرح کے نظام کے فوائد بھی ہیں، نقصانات بھی، لیکن واقعات بتلاتے ہیں اور تجربات شاہد ہیں کہ شخصی نظام میں اگر انسان مخلص ہے تو عوام کی بے جا مداخلت کے بغیر یک سوئی کے ساتھ بہتر ڈھنگ سے ادارے کو چلاتا ہے۔ دار الحدیث رحمانیہ کی روشن تاریخ قلم بند کرنے کے بعد راقم اسی نتیجے پر پہنچا ہے کہ اس ادارے کو ممتاز کرنے اور تعلیم و تربیت کے باب میں مثال قائم کرنے کے پیچھے جو اسباب و عوامل کارفرما رہے ہیں، ان میں سرفہرست ہر کس و ناکس کی مداخلت سے اس کا محفوظ رہنا اور صرف ایک ذمے دار کے ہاتھ میں اس کی باگ ڈور کا ہونا تھا، دوسرے عوامل کا نمبر اس کے بعد ہی آئے گا۔

رہا معاملہ اس کے وقف نہ کیے جانے کا تو وہ بھی مذکورہ سبب ہی سے متفرع ہوتا ہے۔ کسی جماعت یا تنظیم کے نام وقف کرنے کا مطلب اس کی شخصی حیثیت کا خاتمہ تھا، جو بانیان کو منظور نہ تھا۔ اب یہ کہ وقف نہ رہنے کی وجہ سے وہ حکومت کے ہاتھ میں چلا گیا تو مستقبل کی بات کون جانتا ہے؟ اگر ایسا ہی رہتا تو کسی بھی فرد یا جماعت کو کبھی کوئی نقصان نہ پہنچتا، اس لیے ہمیں اب ان سب بحثوں میں نہ پڑ کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف اور صرف اسی معیار کی مثالی درس گاہ دوبارہ قائم کرکے دنیا کے سامنے دارالحدیث رحمانیہ کی یاد تازہ کر دینی چاہیے اور تعلیم و تربیت کے رو بزوال نظام کو پھر سے پٹری پر لے آنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ کے فضل سے جماعت میں سیکڑوں عطاء الرحمٰن اور عبد الوہاب موجود ہیں، جو اس تاریخ کو دہرانے کی صلاحیت اور استطاعت رکھتے ہیں۔

واضح رہے کہ ۱۹۳۴ء میں ''اخبار محمدی'' دہلی اور اخبار ''اہل حدیث'' امرتسر وغیرہ میں دار الحدیث رحمانیہ کو اہلِ حدیث کانفرنس کے ماتحت کرنے اور نہ کرنے کو لے کر بحث چل پڑی تھی۔ مدرسے کی طرف سے اس ضمن میں ایک تفصیلی تحریر شائع کی گئی، جس میں اسے شخصی رکھنے کی حکمت اور کانفرنس کے ماتحت کرنے کے مضرات پر روشنی ڈالی گئی۔[1]

اب سطور ذیل میں ان اہلِ علم و فضل کے بیانات و تاثرات بعینہٖ نقل کیے جاتے ہیں، جنھوں نے مدرسے کے بند کیے جانے کے واقعے کی تفصیلات ذکر کی ہیں۔

(1) مولانا حکیم عبدالکریم قریشی لکھتے ہیں:

''اگرچہ بانی مدرسہ کی نیت وقف ہی کی تھی، اس سے فائدہ بھی قوم و ملت ہی کو پہنچ رہا تھا۔ ہند کے ہر صوبہ و ہر ریاست سے تشنہ کامانِ علم و حکمت و دل دادگان شاہد قرآن و سنت جوق در جوق اس سرچشمۂ علومِ قرآن و سنت پر وارد ہو رہے تھے اور اپنے اپنے ذوق و شوق کی طاقت و وسعت کے مطابق سیراب و فیض یاب ہو رہے تھے، اگرچہ بانیِ مدرسہ نے اس گلستانِ علوم و فنون کی آب یاری و سیرابی کے لیے نہ صرف اپنے تمول و زر و

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ''اخبار محمدی'' دہلی (یکم اگست ۱۹۳۴ء، ۱۵/ اگست ۱۹۳۴ء، یکم ستمبر ۱۹۳۴ء، یکم اکتوبر ۱۹۳۴ء) اور ان ہی تواریخ کے آس پاس کے اہل حدیث امرتسر کے شمارے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواہر کے سوتے جاری کر دیے تھے، بلکہ عملی طور پر اپنے وجود کو بھی اس لیلائے تہذیب و علم پر مجنونانہ نثار و فدا کر دیا تھا اور شب و روز اس ایوانِ تعلیم و تدریس کو کعبۂ مقصود و عطائے معبود سمجھ کر اس کے باب الداخلہ پر دربان بنے بیٹھے رہتے تھے، صرف بعد مغرب گھر جاتے اور صبح کی نماز اکثر و بیشتر مدرسے ہی کی مسجد میں ادا کرتے، بلکہ اذان سے بھی پہلے اکثر آجایا کرتے تھے اور ہاتھ میں چھ سیل کا ٹارچ لیے کمرہ بہ کمرہ پہنچ کر طلبا کو بیدار کرتے تھے۔ یہ سب کچھ تھا، مگر ایک معمولی سی فروگزاشت، ایک ادنیٰ سی ناقابلِ توجہ و التفات لغزش کا شرارہ غفلت و لاعلمی کی خاکستر میں دبا اور چھپا ہوا رہ گیا تھا، جو تقسیمِ ہند کے نتیجے میں شرارے سے شعلہ، شعلے سے نارِ نمرود کی طرح ملتہب ہوکر اس سارے کارخانہ علم و حکمت اور شاہ کارِ علم پروری و خدمت گزاری کو آن کی آن میں جلا کر خاک سیاہ کر گیا۔ وہ کتاب و سنت کا لہلہاتا ہوا گلزار، وہ قال اللہ و قال رسول اللہ کے سامعہ نواز نغمے، وہ اساتذہ و تلامذہ کے بصارت افزا اجتماعات اور علما و طلبا کے بصیرت بخش علمی و فنی اشکالات و جوابات ایک طلسم ہوش ربا و فسانہ دل گداز بن کر رہ گئے۔

''آہ فآہ! امت مرحومہ کی علمی امیدوں اور آرزوؤں کی آماجگاہ، مستقبل کے شان دار علمی و فنی نتائج کی امیدگاہ اور ہند میں کتاب و سنت کی ترویج و اشاعت کا منبع و مرکز... اگر کوئی صاحبِ دل ہے اور دل میں احساس اور تاثیر رکھتا ہے تو رحمانیہ کے در و دیوار سے یہ صدا بلند ہوتی ہوئی سن لے:

کأن لم یکن بین الحجون إلی الصفا
أنیس ولم یسمر بمکة سامر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلى نحن كنا أهلها فأبادنا
صروف الليالي والخطوب الزواجر

''وہ غیر محسوس غلطی، وہ اندوہناک فروگذاشت یہ تھی کہ اس پورے کارخانہ علم وحکمت کو وقف نہیں کیا گیا تھا۔ لہٰذا یہ شخصی جائیداد قرار دے دی گئی اور اس کے مالک، بانی، مہتمم یا کرتا دھرتا جو کچھ تھے، وہ کراچی سدھار گئے، لہٰذا پورا مدرسہ اور اس سے متعلقہ املاک واثاثہ شخصی تھا، جب مالک رفیوجی بن کر کراچی سدھار گئے تو یہ تمام متروکہ اثاثہ متروکہ پراپرٹی بن گیا، جس پر از روئے قانون کسٹوڈین کا قبضہ وتسلط ہوگیا اور اب اس میں ایک اسکول کھلا ہے اور کچھ خاندان آباد ہیں، إنا لله وإنا إليه راجعون۔ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا۔''[1]

(۲) مولانا عبدالرؤف رحمانی لکھتے ہیں:

''یہ مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی چونکہ شیخ عبدالرحمٰن و شیخ عطاء الرحمٰن صاحبان کا ذاتی تھا، وہ اپنی آمدنی سے چلاتے تھے، اس ہوش ربا عالم میں شیخ عبدالوہاب صاحب کو خیال نہ رہا، اس کو آل انڈیا اہلِ حدیث کانفرنس کے سپرد کر دیں۔ (میرے استاد محترم علامہ نذیر احمد رحمانی اس وقت مدرسے کے صدر مدرس تھے، اسی اثنا میں تقسیم کا حادثہ پیش آ گیا اور مدرسہ رحمانیہ کے لٹ جانے اور علامہ نذیر احمد رحمانی کے پکڑے جانے کا حادثہ پیش آ گیا، اس وقت حاجی عبدالوہاب نے مدرسہ رحمانیہ کو جامعہ ملیہ کے حوالہ کر دیا۔ حاشیہ)

''افسوس اب یہ مدرسہ ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں چلا گیا ... بہت ہی

---

(1) مجلّہ ''اہلِ حدیث'' ہریانہ (۲۱ر مئی ۱۹۷۹ء، ص:۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسرت و افسوس کے ساتھ یہ شعر عرض کرتا ہوں:

چہ نسبت است برندی صلاح تقوی را
سماع وعظ کجا نغمہ رباب کجا

یا بالفاظ اقبال:

اڑالی قمریوں نے، طوطیوں نے، عندلیبوں نے
چمن والوں نے مل کر لوٹ لی طرزِ فغاں میری

''اس سے معلوم ہوا کہ جو مدرسے ذاتی طور پر چلائے جاتے ہیں، ان کی جماعتی حیثیت نہیں رہ جاتی، ان کے ضائع ہونے کا ہمیشہ غم رہے گا اور ہمیشہ اس کا ماتم کیا جائے گا...''[1]

③ مولانا عبد الغفار حسن لکھتے ہیں:

''... یہاں تک کہ ۱۹۴۷ء کی شورش میں دار الحدیث رحمانیہ پر غنڈوں کا حملہ ہوا اور یہ علمی آستانہ اجڑ گیا۔ حاجی عبد الوہاب صاحب خلف الرشید شیخ عطاء الرحمٰن صاحب نے دار الحدیث کے کتب خانے کو محفوظ رکھنے کے لیے اس بحران کی حالت میں یہی مناسب سمجھا کہ سارا کتب خانہ کسی نہ کسی طرح جامعہ ملیہ منتقل کر دیا جائے۔ اب سنا ہے کہ دار الحدیث رحمانیہ کی عمارت میں قال اللہ اور قال الرسول کی بجائے ہائی اسکول کے مضامین پڑھائے جاتے ہیں، جن کی زیادہ تر تعلیم ہندی میں ہوتی ہے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون''[2]

④ جناب فاروق اعظمی صاحب مدرسے کے بند کیے جانے کے واقعے کو بیان

---

① ماہنامہ ''محدث'' بنارس (اگست ۱۹۹۴ء، ص: ۱۸)

② ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور (۴ر نومبر ۱۹۹۴ء، ص: ۲۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”...... یہ ادارہ پوری آن بان اور شان سے چلتا رہا، یہاں تک کہ ۱۹۴۷ء میں ملک کی تقسیم کا حادثہ پیش آ گیا اور دلی میں بھیانک فسادات پھوٹ پڑے۔ مدرسے کی عمارت فرقہ پرستوں کی نظر میں خار بن کر کھٹکنے لگی، لٰہذا مہتمم مدرسہ کو دھمکی آمیز فون پر فون موصول ہونے شروع ہوئے کہ مدرسہ خالی کر دیا جائے، ورنہ اسے نذر آتش کر دیا جائے گا اور بم سے اڑا دیا جائے گا۔ کچھ ایسے ناگزیر حالات پیدا ہوئے کہ مدرسہ بند کرنا پڑا اور اس کے چلانے والے کراچی منتقل ہو گئے۔ یہ ایسا دل دوز حادثہ تھا، جس پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے...“

آگے لکھتے ہیں:

”مگر جن حالات میں مدرسے کو بند کرنا پڑا، اس کے تذکرے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ مدرسے کی عمارتیں آج بھی اپنے ماضی کی شان و شوکت پر آنسو بہا رہی ہیں اور عہد رفتہ کی داستانیں سنانے کے لیے کھڑی ہیں۔ جہاں صبح و شام قال اللہ، قال الرسول کی ایمان افروز صدائیں بلند ہوا کرتی تھیں... اب یہاں کچھ سرکاری قسم کے آفس اور اسکول چل رہے ہیں، یقیناً اس ادارے کے در و دیوار ان نفوس قدسیہ کو یاد کر رہے ہوں گے، جنھوں نے اپنے خون پسینے سے اس خاک کو زندگی اور رعنائی عطا کی تھی اور جن کے دم قدم سے اس کے حسن کی عظمت میں چار چاند لگے تھے، انقلابِ زمانہ کے ہاتھوں اب سب کچھ مٹ چکا ہے، چند یادگاریں اور یادیں باقی ہیں۔“[1]

---

[1] ماہنامہ ”محدث“ بنارس (اکتوبر ۱۹۸۴ء، ص: ۲۲۔۲۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ والد محترم مولانا محمد صاحب اعظمی لکھتے ہیں:

''صد افسوس جماعتِ اہلِ حدیث کا یہ عظیم ادارہ ۱۹۴۷ء میں تقسیمِ ہند کے فساد کی نذر ہوگیا اور اس وقت سے جامعہ ملیہ کی تحویل میں شفیق میموریل ہائی اسکول میں تبدیل ہوگیا۔''[1]

⑥ مولانا عبدالحمید صاحب رحمانی فرماتے ہیں:

''اسی کش مکش میں ملک تقسیم ہوگیا۔ دار الحدیث رحمانیہ کے بانی پاکستان چلے گئے، اس کا عظیم الشان کتب خانہ جامعہ ملیہ کو سونپ دیا گیا۔ کشمیری گیٹ پر چند دکانیں رہ گئیں، جو دار الحدیث رحمانیہ پر وقف تھیں، بعد میں یہی دکانیں دارالحدیث رحمانیہ کی عمارت کو کسٹوڈین سے بچانے کا سبب بنیں۔ دار الحدیث کا کوئی وقف نامہ نہیں تھا، اس کی حیثیت بانیان کی وراثت کی تھی، اس لیے اسے کسٹوڈین نے قبضے میں لے لیا تھا، لیکن انھی دکانوں کا وقف نامہ اسے کسٹوڈین سے نجات دلانے میں معاون ثابت ہوا، کیوں کہ موقوف علیہ قانونی طور پر وقف کے حکم میں ہوتا ہے، مقدمہ جیتنے اور کسٹوڈین سے آزاد کرانے کے بعد بھی دہلی کی جماعتِ اہلِ حدیث کی غفلت سے اس میں شفیق میموریل اسکول بن گیا اور جماعت اپنی یونیورسٹی کی عمارت سے محروم ہوگئی۔''[2]

⑦ یادگار مجلّہ اہلِ حدیث میں ہے:

''... مدرسے کی عالی شان عمارت اور مسجد آج بھی باڑا ہندو راؤ میں پہلے ہی

---

[1] ماہنامہ ''محدث'' بنارس (جنوری ۲۰۰۸ء، ص: ۱۷)

[2] ماہنامہ ''التبیان'' دہلی، جنوری ۲۰۱۲ء، ص: ۱۱) مضمون: مولانا عبدالحمید رحمانی، بعنوان: مولانا مجاز اعظمی رحمانی رحمہ اللہ، قسط اول۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرح پوری آن بان شان کے ساتھ موجود ہے، جس میں دہلی اسٹیٹ کے اس زمانے کے وزیر تعلیم جناب شفیق الرحمٰن قدوائی کے نام پر شفیق میموریل انٹر کالج چل رہا ہے۔ اب یہ عمارت گورنمنٹ آف دہلی کی کسٹڈی میں ہے: ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ ''[1]

''یہاں اس امر کا تذکرہ فائدے سے خالی نہ ہوگا کہ شیخ عبدالوہاب نے کراچی ہجرت کرنے کے بعد وہاں بھی دار الحدیث رحمانیہ کے نام سے مدرسہ قائم کیا، آپ نے سفید مسجد کے نام سے ایک مسجد بھی تعمیر کی، مولانا عبدالغفار حسن جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ) جانے سے پہلے اسی ادارے میں تدریس سے منسلک تھے اور شیخ الحدیث کے مرتبے پر فائز تھے۔''[2]

---

[1] یادگار مجلّہ ''اہل حدیث'' (ص: ۳۰۱۔۳۰۲)

[2] ملاحظہ ہو: مولانا عبدالغفار حسن، حیات و خدمات (ص: ۴۲۴، ۴۳۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 27

دار الحدیث رحمانیہ کی عمارت کا مشاہدہ

دار الحدیث رحمانیہ دہلی کے احوال و کوائف اور اس کی قدرے مفصل تاریخ اپنے اختتام کو پہنچی۔ اس ضمن میں یہ بات گزری تھی کہ مدرسے کے بند ہو جانے اور اس کی عمارت سرکاری تحویل میں چلے جانے کے بعد اس میں ایک سرکاری اسکول بنام ''شفیق میموریل اسکول'' قائم ہوا، جو آج بھی جاری و ساری ہے۔ راقم کو کتابوں اور مجلات و رسائل وغیرہ سے مدرسے سے متعلق معلومات اکٹھا کرتے ہوئے بار بار اس تاریخ ساز مدرسے کی عمارت جو خوش قسمتی سے ابھی تک موجود ہے اور اپنی قدیم روشن تاریخ کی خاموش حکایت بیان کر رہی ہے، اس عمارت اور اس کے در و دیوار کے مشاہدے سے قلب و نظر کو تسلی پہنچانے کی شدید خواہش جنم لیتی رہی، اس دوران میں دہلی میں مقیم علم دوست احباب و متعارفین نے بھی اس سلسلے میں تعاون کا وعدہ کیا اور راہنمائی کی پیش کش کی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جزائے خیر دے۔

دہلی کے ایک سفر میں محترم مولوی عبد الحق سلفی غازی پوری صاحب جو مسجد اہل حدیث پل بنگش دہلی میں قیام پذیر ہیں، ان سے ملاقات اور ان کی عیادت کی غرض سے ان کے یہاں جانا ہوا۔ موصوف بھی ان کرم فرماؤں میں شامل تھے، جنھوں نے دار الحدیث رحمانیہ کی عمارت کی زیارت کرانے کی پیش کش کی تھی، بلکہ یہ بھی ذکر کیا تھا کہ مدرسہ ان کی جائے قیام سے بہت قریب ہے۔ وہ جمعرات کا دن تھا، میں بوقت نماز مغرب مسجد اہل حدیث پل بنگش پہنچا، نماز سے فراغت اور میزبان موصوف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد میں نے ان سے اپنی دیرینہ خواہش کا اعادہ کیا، وہ اس کے لیے ہمہ تن مستعد نظر آئے اور خوشی اور دلچسپی کے ساتھ صبح چلنے کا پروگرام بنایا اور علاقے کی دوسری مساجد و مدارس کے بارے میں بھی اپنی معلومات پیش کیں۔ مسجد پل بنگش کے بارے میں آپ نے بتایا کہ اسی مسجد میں مدرسہ سعیدیہ جاری تھا، جو مولانا ابوسعید شرف الدین رحمہ اللہ کی طرف نسبت رکھتا تھا، مولانا اس مسجد میں درس و تدریس کا شغل فرماتے تھے، آپ کو علامہ سید نذیر حسین محدث دہلوی، مولانا شمس الحق ڈیانوی اور شیخ حسین عرب یمنی سے شرف تلمذ حاصل تھا۔[1]

بہرحال جمعہ کی صبح تقریباً نو بجے مولوی عبدالحق صاحب کی مصاحبت میں ہم کوچہ یار کے دیدار کے لیے نکلے۔ مسجد سے متصل مین روڈ پار کرکے مشرق کی طرف گلیوں کے راستے پہلے ہم لوگ مدرسہ زبیدیہ پہنچے۔ یہ مدرسہ ایک قدیم مگر وسیع اور صاف ستھری مسجد اور اس سے ملحقہ کمروں پر مشتمل تھا۔ وہاں پر کچھ چھوٹے چھوٹے بچے بھی نہاتے دھوتے نظر آئے۔ معلوم ہوا کہ یہاں اب حفظِ قرآن کی تعلیم ہوتی ہے، مدرسہ زبیدیہ کا نام شیخ الحدیث علامہ احمد اللہ قرشی پرتاپ گڈھی رحمہ اللہ کے تذکرے کے ساتھ بار بار پڑھتا اور سنتا چلا آیا تھا۔ علامہ موصوف میاں صاحب کے شاگرد تھے اور شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ رحمانی اور مولانا نذیر احمد املوی رحمانی وغیرہم کے استاد تھے۔ ایک عرصے تک دار الحدیث رحمانیہ کی مسند شیخ الحدیث کو رونق بخشی، اس سے پہلے آپ مدرسہ علی جان میں درس دیتے تھے اور ۱۹۳۸ء میں رحمانیہ سے مستعفی ہو کر زبیدیہ سے منسلک ہو گئے۔

یہاں سے نکلنے کے بعد ہم لوگ محلہ کشن گنج کی اہلِ حدیث مسجد میں پہنچے۔ یہ حاتمِ جماعت حافظ حمید اللہ دہلوی کا محلہ ہے، موصوف اسی محلے میں مقیم تھے۔ اب ان

---

[1] ملاحظہ ہو: تراجم علمائے حدیث ہند از نوشہروی (ص: ۱۸۱۔۱۸۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے صاحب زادے حافظ محمد یحییٰ صاحب اور ان کی اولاد و احفاد اس محلے میں جماعت اور اہلِ جماعت کی نمایندگی کر رہے ہیں۔ یہ مسجد بھی کشادہ اور صاف ستھری نظر آئی، اس مسجد میں غالباً شام کے وقت ناظرہ قرآن وغیرہ پڑھانے کا نظم ہے۔

اس کے بعد ہم لوگ باڑہ ہندو راؤ کی طرف بڑھ رہے تھے، جو کسی قدر فاصلے پر تھا، جسے ہمارے میزبان نے کوچہ شناسی کا ثبوت دیتے ہوئے پتلی پتلی گلیوں کے ذریعے سے بہت جلد طے کر لیا۔ واضح رہے کہ باڑہ ہندو راؤ ہی وہ محلّہ ہے، جہاں دار الحدیث رحمانیہ قائم تھا۔ محلے کے اس ہندوانہ نام کے باوجود مجھے اس نام سے بڑی انسیت تھی۔ دار الحدیث رحمانیہ سے ادنیٰ نسبت رکھنے والی ہر چیز چاہے، اس کا تعلق نباتات و جمادات ہی سے کیوں نہ ہو، میرے لیے کشش رکھتی ہے اور اس کے بارے میں سننا پڑھنا اور جاننا مجھے قلبی سکون پہنچاتا ہے۔ طویل عرصے تک مدرسے اور اس کی تاریخ سے مربوط رہنے کی وجہ سے اس کی طرف منسوب ہر شے میرے لیے کشش رکھتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب محلے کے سائن بورڈوں پر باڑہ ہندو راؤ لکھا ہوا نظر آنے لگا تو میرے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی اور وصالِ محبوب کے تصور سے میری شادمانی میں اضافہ ہونے لگا۔ کوچہ محبوب تک پہنچنے سے قبل ہمیں ایک اور اہلِ حدیث مسجد کا دیدار کرایا گیا، جو چھوٹی مسجد کے نام سے متعارف تھی اور اسی باڑہ ہندو راؤ میں قائم تھی۔ کچھ اور آگے بڑھنے پر لال رنگ کی ایک بے حد قدیم اور بوسیدہ عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عبد الحق صاحب نے بتایا کہ یہیں اخبار اہلِ حدیث کا آفس تھا۔ میری اپنی دانست کے مطابق اس جگہ مولانا محمد صاحب جونا گڈھی کے ''اخبار محمدی'' کا آفس تھا۔ اس سے چند قدم کے فاصلے پر مدرسے کی عمارت تھی، چنانچہ مولانا عبد الغفار حسن رحمانی دار الحدیث رحمانیہ کے زائرین اور معاینہ کاروں کے تذکرے میں مولانا محمد صاحب جونا گڈھی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مولانا موصوف کی رہایش پہلے اجمیری دروازے میں تھی، لیکن میرے فارغ ہونے کے چند سال قبل انھوں نے اپنا ایک عالی شان سہ منزلہ مکان دار الحدیث رحمانیہ کے قریب بنوایا تھا، ان کے اس قرب کی وجہ سے شیخ عبد الرحمٰن صاحب[1] (بانی مدرسہ) اور مولانا موصوف کے درمیان روابط میں اور اضافہ ہو گیا تھا، عام طور پر فجر کی نماز رحمانیہ کی مسجد میں ادا کرتے تھے۔''[2]

بہر حال اس عمارت کو چھوڑ کر آگے بڑھتے ہی راستے کے داہنی طرف آٹھ دس فٹ اونچی ایک طویل چہار دیواری نظر آئی، جس کے بیچ و بیچ ایک بڑا سا گیٹ لگا ہوا تھا۔ گائیڈ کی نشان دہی سے قبل ہی دل اشارہ کر رہا تھا کہ ہم منزلِ مقصود کو پہنچ چکے ہیں۔ اتر دکھن راستے کے مغرب جانب یہ چہار دیواری تھی۔ گیٹ اندر سے بند تھا اور بچوں کے کھیل کود کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد گیٹ کھلا۔ ہم لوگ اندر داخل ہوئے، مدرسہ (جو اَب اسکول تھا) کی عمارت اور باہری چہار دیواری کے بیچ میں ایک کھلی جگہ تھی، جس میں اسکول کے بچے کھیل رہے تھے۔ چہار دیواری اور مدرسے کی پوری عمارت پر ہلکے سبز رنگ کی چونا کاری کی گئی تھی، جو زیادہ پرانی نہ تھی۔ عمارت کے مدخل پر ایک بڑا سا ٹین کا بورڈ لگا ہوا تھا، جس پر اوپر انگریزی، پھر اردو، پھر ہندی، پھر پنجابی زبان میں ''شفیق میموریل سینیر سکنڈری اسکول'' درج تھا۔

واضح رہے کہ اسکول کے اس نام کی مناسبت یہ ہے کہ ملک کی آزادی اور تقسیم کے وقت مدرسے کی عمارت سرکاری تحویل میں چلے جانے کے بعد جب یہاں

---

[1] یہاں شیخ عبد الرحمٰن کے بجائے شیخ عطاء الرحمٰن کا نام ذکر کرنا درست ہوگا، کیوں کہ شیخ عبد الرحمٰن تاسیس مدرسہ کے پہلے ہی سال (۱۹۲۲ء میں) انتقال کر گئے تھے، ان کے بعد ان کے بھائی شیخ عطاء الرحمٰن نے مدرسے کو تاحین حیات (۱۹۳۸ء تک) اپنے خونِ جگر سے سینچا تھا۔

[2] مولانا عبد الغفار حسن، حیات و خدمات (ص: ۹۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسکول قائم ہوا، اس وقت دہلی اسٹیٹ کے وزیر تعلیم ''شفیق الرحمٰن قدوائی'' تھے، انہی کی طرف منسوب کرکے اسے شفیق میموریل کا نام دیا گیا۔ جو راہ داری اسکول کے اندر تک پہنچاتی تھی، اس کے دونوں جانب کشادہ کمرے تھے، جو آفس کے لیے استعمال ہو رہے تھے، اندرونی حصے کے شروع ہی میں برآمدے میں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے، ان میں سے ایک صاحب کی طرف اشارہ کرکے ہمیں بتایا گیا کہ یہی اسکول کے ذمے دار ہیں۔ ہم نے سلام و دعا کے بعد آمد کا مقصد بتایا اور عمارت کا مشاہدہ کرنے اور اس کا کچھ عکس اتارنے کی اجازت لی۔ اس وقت صبح کے تقریباً دس بج رہے تھے اور اسکول میں درس و تدریس کا عمل جاری تھا، پھر بھی بہت سارے بچے اِدھر اُدھر گھومتے اور شور و ہنگامہ کرتے نظر آئے۔ اکثر درس گاہوں میں اساتذہ یا معلمات بھی موجود تھے، مگر اندر کا حال بھی کسی کلاس میں پرسکون نظر نہیں آیا۔

اسکول بارھویں کلاس تک تھا۔ تعلیم مخلوط تھی، لڑکے لڑکیاں ایک ہی درس گاہ میں پڑھتے تھے۔ اساتذہ میں معلمین کم اور معلمات زیادہ تھیں۔ یہ دیکھ کر بے حد تکلیف ہوئی کہ اسکول میں ڈسپلن نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ ہر طرف شور و ہنگامہ، افراتفری اور جب بھی کسی کے آنے جانے پر گیٹ کھولا جاتا متعدد لڑکے اپنا بستہ لے کر نکل بھاگتے۔ معلمین و معلمات بھی ان کے سامنے بے بس نظر آرہے تھے، بعد میں اسکول کے پرنسپل صاحب نے معذرت خواہانہ انداز میں بتایا کہ اسکول کے قرب و جوار ہی کے یہ سب مسلم بچے ہیں، جو غلط ماحول کے پروردہ ہیں، جھوٹ بولنا، گالی گلوچ اور بدتمیزی ان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ ان کی اصلاح و تہذیب کے تعلق سے ہم لوگ بے بس اور ایک طرح سے مایوس ہیں۔ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ ہمارے اسلامی مدارس چاہے جتنی بھی گئی گزری پوزیشن میں ہوں، مگر ایسا منظر شاید کسی مدرسے میں دیکھنے کو نہ ملے۔

بہر حال ہم لوگوں نے اسکول کے چاروں طرف گھوم پھر کر عمارت اور متعلقات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا جائزہ لیا، چاروں سمت میں سے پورب پچھّم اور اتر میں مدرسے کی قدیم ایک منزلہ عمارت جو کمروں، برآمدوں اور راہ داریوں پر مشتمل تھی، تقریباً اپنی اصلی حالت میں باقی تھی۔ دکھن جانب دو منزلہ قدرے جدید عمارت نظر آئی۔ مدرسے کی عمارت کے تعلق سے یہ بات گزر چکی ہے کہ اس میں ایک وسیع ہال جسے ''دار التذکیر'' کے نام سے جانا جاتا تھا، مدرسے کے جنوب میں تعمیر تھا۔ یہ ہال ہمیں نظر نہیں آیا، پرنسپل صاحب سے استفسار کرنے پر انھوں نے بتایا کہ جس جگہ یہ دو منزلہ جدید تعمیر ہے، اس جگہ پہلے ایک ہال تھا، جسے توڑ کر اسکول کی ضرورت کے تحت یہ عمارت بنائی گئی ہے۔

بیچ میں جو صحن تھا، وہ کافی کشادہ تھا اور اس میں جگہ جگہ درخت اور پھول پھلواریاں لگی تھیں۔ مغربی سمت کے کمروں کے بیچ سے ایک راستہ باہر کی طرف جاتا ہوا نظر آیا۔ ہم لوگ اس طرف نکلے تو دیکھا کہ عمارت کے عقب میں زمین سے قدرے اونچائی پر ایک وسیع سبزہ زار ہے، وہاں بھی بچے کھیل کود میں مصروف نظر آئے۔

اسکول کے پرنسپل صاحب سے یہ پوچھنے پر کہ اسکول میں یا اس کے آس پاس کوئی مسجد بھی تھی یا ہے؟ تو انھوں نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے بتایا کہ اسکول کے مغرب جانب یہ مسجد ہے، یہ مسجد اب اسکول سے الگ ہے، مگر وہاں تک جانے کے لیے انھوں نے عمارت کے مغربی سمت میں لگے ہوئے ایک بند دروازے کو کھلوا دیا، ادھر سے نکلنے کے بعد ایک کشادہ گلی میں آٹھ دس قدم کے فاصلے پر مسجد نظر آئی، جو تین چار منزلہ جدید تعمیر پر مشتمل تھی۔ مسجد کے مشرقی حصے میں کچھ بے حد قدیم اور بوسیدہ کمرے یا دکانیں نظر آئیں، مسجد کے موذن جو ابھی قدرے نو عمر تھے، ان سے جب ہم لوگوں نے مسجد کے بارے میں کچھ جاننا چاہا تو انھوں نے بتایا کہ بہت پرانی مسجد تھی، جسے عطاء الرحمٰن کی مسجد کے نام سے جانا جاتا ہے۔ آٹھ دس سال پہلے اس کی تعمیر نو ہوئی، مگر مشرقی حصے کی دکانوں پر کچھ کرایہ دار قابض ہیں، جس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے یہ حصہ ابھی اپنی قدیم حالت میں باقی ہے۔

مدرسے کی لائبریری کے بارے میں اس وقت ہم استفسار کرنا بھول گئے۔ سفر سے واپسی کے بعد والد محترم سے ہم نے اس سلسلے میں پوچھا تو آپ نے بتایا کہ لائبریری مغربی سمت میں مدرسے کی چھت پر بنائی گئی تھی، لیکن ہمیں عمارت کی چھت پر کوئی کمرہ یا تعمیر نظر نہیں آئی، لگتا ہے کہ کہنگی اور بوسیدگی کی وجہ سے اسے بعد میں ہٹا دیا گیا۔

ہم لوگ اپنی مہم مکمل کر چکے تو پرنسپل صاحب نے اپنے آفس میں بٹھا کر ہم لوگوں کی تواضع کی انھوں نے بڑے والہانہ انداز میں بتایا کہ میں اس عمارت کی تاریخ جاننا چاہتا ہوں، مگر آج تک کہیں سے مجھے کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ میں نے انھیں خوش خبری سنائی کہ مدرسے کی تاریخ مرتب کی جا چکی ہے اور ایک مجلے میں شائع بھی ہو چکی ہے، ان شاء اللہ، بہت جلد کتابی شکل میں آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔ انھوں نے بالمشافہہ بھی کچھ جاننا چاہا تو میں نے انھیں سن تاسیس، موسسین، مدرسے کے ناظم تعلیمات، بعض اساتذہ وغیرہ کے بارے میں بتایا۔ مدرسے کے خاتمے کی بھی مختصراً روداد سنائی اور مولانا نذیر احمد صاحب املوی رحمہ اللہ کے ساتھ اس وقت جو حالات پیش آئے تھے، ان کا بھی تذکرہ کیا۔ موصوف نے ان باتوں کو ایک کاغذ میں نوٹ کر لیا اور بار بار اصرار کرتے رہے کہ مدرسے کی تاریخ منظر عام پر آتے ہی ہمیں اس کی ایک کاپی ضرور بھیجیں۔

موصوف نے یہ بھی بتایا کہ اس زمین کا کوئی کاغذ اسکول کے پاس نہیں ہے، جس کی وجہ سے ہمیں کافی دقتیں پیش آ رہی ہیں، ان کا کہنا تھا کہ یہ قدیم عمارت بہت مخدوش ہو چکی ہے اور کسی طرح اصلاح و مرمت کر کے کام چلایا جا رہا ہے، بہت جلد اسے منہدم کر کے نئی عمارت بنانے کے لیے پلاننگ کی جا رہی ہے۔

مدرسے کے مشاہدے کی اس طویل و لذیذ حکایت کے اختتام سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولانا محمد صاحب جونا گڈھی کے قلم سے مدرسے کی عمارت کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو نقشہ آج سے پون صدی قبل یعنی ۱۹۳۸ء میں کھینچا گیا تھا، اسے ایک بار پھر ہدیۂ قارئین کر دیا جائے تا کہ اندازہ لگایا جا سکے کہ اس طویل عرصے کے بعد بھی مدرسے کی عمارت اور اس کے اطراف و جوانب بڑی حد تک اپنی اصل حالت پر باقی ہیں۔ ع

یہ سب باقی ہے تو باقی نہیں ہے

مولانا محمد صاحب جونا گڑھی (متوفی ۱۹۴۱ء) مدرسے کی عمارت کا تعارف کراتے ہوئے اپنے پندرہ روزہ رسالہ ''اخبارِ محمدی'' میں لکھتے ہیں:

''مدرسے کا رقبہ آٹھ نو سو گز ہے، ایک وسیع اور شان دار بلڈنگ ہے، جس میں طلبا کی رہایش کے لیے ۳۵ کشادہ اور ہوا دار کمرے ہیں، درس و تدریس کے لیے ان سے وسیع تر آٹھ کمرے اور ہیں، جن میں برقی روشنی اور بجلی کے پنکھوں کا انتظام ہے، مدرسے کے جنوبی حصے میں بڑا ہال (دار التذکیر) ہے، جس میں سالانہ امتحان اور دیگر خاص جلسے منعقد کیے جاتے ہیں۔ ایک باورچی خانہ بھی علاحدہ ہے۔ عمارت کے بالائی حصے میں ایک شان دار کتب خانے کی عمارت ہے، جس میں عربی اردو کی ہزاروں کتابیں موجود ہیں۔ مدرسے کے مغربی جانب ایک کشادہ شان دار مسجد ہے۔ مدرسے اور مسجد کے درمیان طلبا کی ورزش کے لیے ایک سبزہ زار بنا ہوا ہے، جس کے چاروں طرف پختہ دیوار ہے، مدرسے کا صحن مختلف قسم کے مفید پھول و پھل کے درختوں اور پودوں سے آراستہ و پیراستہ رہتا ہے، جو ایک دل فریب باغیچہ سے کم نہیں ہے۔ مدرسے کا فوٹو بھی ''محدث'' کے سال نامہ میں چھپ چکا ہے۔ اس کی تعمیر پر ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہوگا۔ ایک ہزار روپے کے لگ بھگ ماہانہ خرچ ہے۔''[1]

ورق تمام ہوا مدح ابھی باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے

---

[1] پندرہ روزہ ''اخبار محمدی'' (۱۵/ جولائی ۱۹۳۸ء، ص: ۱۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 28 استدراک

دار الحدیث رحمانیہ کراچی کا قیام

دار الحدیث رحمانیہ، جس کی بنیاد ۱۹۲۱ء کو دہلی میں دو اصحابِ خیر شیخ عبدالرحمٰن اور شیخ عطاء الرحمٰن نے نیک نیتی سے رکھی تھی، بہت جلد عالی مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا اور ہندوستان کا ایک عظیم اور مثالی ادارہ بن گیا۔ تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ اس کا احیا جماعت اہلِ حدیث کے ایک صاحبِ ثروت ساتھی اور شیخ عطاء الرحمٰن صاحب کے فرزندِ ارجمند حاجی عبدالوہاب صاحب نے کیا اور کراچی کے مشہور علاقہ سولجر بازار میں واقع سفید مسجد میں اس کی بنیاد رکھی۔

ایک روایت کے مطابق ۱۹۶۲ء کو جماعتِ اہلِ حدیث کی عظیم شخصیت مولانا عبدالغفار حسن صاحب رحمہ اللہ کراچی تشریف لائے تو موجودہ (سفید مسجد) سولجر بازار میں مدرسہ سعودیہ کے نام سے ایک ادارہ چل رہا تھا۔ اس میں جب مولانا عبدالغفار حسن صاحب نے مسندِ حدیث سنبھالی تو انھوں نے مدرسے کے موجودہ متولی حاجی عبدالوہاب رحمہ اللہ کے سامنے یہ تجویز بھی پیش کی کہ تقسیم کے وقت دہلی کا مدرسہ رحمانیہ اپنی رونقیں کھو چکا ہے، اس لیے بہتر ہوگا کہ سفید مسجد کے اس مدرسے کو ازسرِ نو مدرسہ رحمانیہ کا نام دیا جائے۔

چناں چہ حاجی عبدالوہاب مرحوم اور ان کی انتظامیہ نے اس تجویز پر صاد کیا اور یوں مدرسہ رحمانیہ دہلی کے احیا کا راستہ کھل گیا۔ ۱۹۶۲ء کو مولانا عبدالغفار حسن صاحب رحمہ اللہ نے باقاعدہ اس کا مکمل ازسرِ نو نصاب مرتب کیا، اس میں ضروری تبدیلیاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیں اور طلبا کو اس جامعہ کی طرف متوجہ کرنے کے لیے اندرون پاکستان کا دورہ کیا۔ مولانا عبدالغفار حسن صاحب کو اس کا پہلا شیخ الحدیث ہونے کا بھی شرف حاصل ہوا۔

دار الحدیث رحمانیہ کے مشہور و معروف شیوخ الحدیث:

ادارے کے بانیان کی اول دن ہی سے یہ کوشش رہی ہے کہ انھوں نے ہمیشہ جماعت کے نامور اہل علم و مشہور علما کو تدریسِ حدیث کے لیے منتخب کیا اور یہ منصب بڑی علمی شخصیات کے سپرد کیا۔ ذیل میں ان کے اسمائے گرامی ملاحظہ کریں:

① فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالغفار حسن صاحب رحمہ اللہ

② فضیلۃ الشیخ مولانا عبدہ الفلاح صاحب رحمہ اللہ

③ فضیلۃ الشیخ مولانا محمد یونس دہلوی صاحب رحمہ اللہ

④ فضیلۃ الشیخ مولانا حاکم علی دہلوی صاحب رحمہ اللہ

⑤ فضیلۃ الشیخ مولانا محمد یوسف کلکتوی صاحب رحمہ اللہ

⑥ فضیلۃ الشیخ مولانا کرم الدین سلفی صاحب رحمہ اللہ

⑦ فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالعزیز یزی فیصل آبادی صاحب رحمہ اللہ

⑧ فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالرحمٰن چیمہ صاحب رحمہ اللہ

⑨ فضیلۃ الشیخ مولانا اسحاق خائف صاحب رحمہ اللہ

⑩ فضیلۃ الشیخ مولانا محمد صدیق محمدی صاحب رحمہ اللہ

⑪ فضیلۃ الشیخ مولانا عبداللہ ناصر رحمانی صاحب حفظہ اللہ

⑫ فضیلۃ الشیخ مولانا محمد یوسف محمدی صاحب حفظہ اللہ (موجودہ شیخ الحدیث)

دیگر مشہور اساتذہ:

① مولانا عمر فاروق سعیدی صاحب ② مولانا افضل سردار صاحب ③ مولانا خلیق الرحمٰن ناصر صاحب ④ مولانا عمر فاروق صاحب (جدہ والے) ⑤ مولانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد افضل اثری صاحب ⑥مولانا داود شاکر صاحب ⑦حافظ محمد سلیم صاحب ⑧مولانا منور ذکی صاحب ⑨مولانا ذوالفقار طاہر صاحب ⑩مولانا مسعود الحسن صاحب (موجودہ شیخ الحدیث جامعہ ستاریہ کراچی) ⑪مولانا عبداللطیف اختر صاحب ⑫مولانا محمد یوسف کاظم صاحب ⑬مولانا عبدالواحد سیال آبادی صاحب ⑭مولانا حفیظ الرحمٰن قدر صاحب۔

مدیرانِ رحمانیہ:

① محترم سیٹھ عبدالوہاب صاحب ② محترم صدیق وہاب صاحب (سابقہ کراچی کے میئر) ③ محترم طاہر وہاب صاحب ④ محترم حاجی احمد لوہیا صاحب ⑤ محترم سعید احمد حریری صاحب ⑥ حافظ محمد یونس چابڑے صاحب ⑦ محترم محمد اسماعیل ماپارہ صاحب ⑧ محترم عبدالخالق صاحب (آگرہ والے) ⑨ محترم شیخ عزیز الدین چابڑہ صاحب ⑩ شیخ سلطان صدیق صاحب (بنارس والے) موجودہ مدیر، جو حاجی عبدالوہاب صاحب کے اقارب میں سے ہیں۔

زیرِ انتظام:

دار الحدیث رحمانیہ اس وقت جمعیت اہلِ حدیث کراچی کے زیرِ اہتمام ہے اور اس دینی ادارے سے اب تک سیکڑوں طلباے دین علومِ شرعیہ سے سیراب ہو کر خدمتِ دین میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مزید دینِ حنیف کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس دینی ادارے کو قیامت تک قائم و دائم رکھے۔

دار الحدیث رحمانیہ کراچی کے مندرجہ بالا کوائف ہمیں محترم مولانا افتخار احمد ازہری ﷾ (مدیر جامعہ بحر العلوم میرپور خاص) نے فراہم کیے ہیں، جس پر ہم ان کے بے حد ممنون ہیں۔ اب ذیل میں دار الحدیث رحمانیہ کراچی کی ۲۰۱۴ء کی کارگزاری رپورٹ سے بعض معلومات درج کی جا رہی ہیں، جس میں جامعہ کے مختلف شعبہ جات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خدمات کا مختصر تذکرہ ہے۔

اس وقت جامعہ میں ۱۴ علماے کرام وقراے عظام شعبہ درسِ نظامی اور شعبہ تحفیظ میں اور ۴ مدرسین شعبہ اسکول میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان سے الحاق:

الحمدللہ! جامعہ کا وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان سے باقاعدہ الحاق ہے۔ طلبا وفاق بورڈ کے تحت امتحان دیتے ہیں، جس کی سند ثانویہ عامہ کو سرکاری اداروں میں میٹرک، ثانویہ خاصہ کو ایف اے، شہادہ عالیہ کو بی اے اور شہادہ عالمیہ کو ایم اے عربی وایم اے اسلامیات کے مساوی تسلیم کیا جاتا ہے۔

مدینہ یونیورسٹی سے الحاق:

یہ الحاق عرصے سے چلا آرہا ہے اور الحمدللہ اس سال جن بچوں نے مدینہ یونیورسٹی کے لیے امتحان دیا ہے، ان میں سے جو کامیاب ہوئے ہیں، وہ ان شاء اللہ جلد اعلیٰ تعلیم کے لیے سعودی عرب روانہ ہو جائیں گے۔

شعبہ جات:

1. علومِ اسلامیہ (درسِ نظامی ۸ سالہ کورس)
2. تحفیظ القرآن والتجوید
3. علومِ عصریہ
4. تعلیم البنات
5. دار الافتاء
6. نشر واشاعت
7. دعوت وتبلیغ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸ کمپیوٹر کی تعلیم (I-T)

۹ خدمتِ خلق (مریضوں کے لیے شفا خانہ بنام سفید مسجد کلینک)

شعبہ علوم اسلامیہ (درسِ نظامی):

جامعہ کا بنیادی اور اہم ترین شعبہ درسِ نظامی ۸ سالہ تعلیمی دورانیے پر مشتمل ہے۔ اس شعبہ میں ترجمۃ القرآن، تفسیر، اصولِ تفسیر، حدیث، اصولِ حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، منطق، فلسفہ، علمِ معانی، علمِ کلام، علمِ میراث، تاریخ و سیر، صَرف ونحو اور عربی بول چال کی تعلیم دی جاتی ہے، لیکن بنیادی محور قرآن و حدیث کی تعلیم ہے۔ جامعہ میں دیگر مسالک کے مدارس کی طرح سالہا سال تک عقلی علوم پڑھا کر صرف آخر سال میں حدیث کا دورہ نہیں کرایا جاتا، بلکہ ابتدا سے لے کر انتہا تک طلبا کی استعداد کے مطابق ہر سال حدیثِ نبوی کی کوئی نہ کوئی کتاب ضرور پڑھائی جاتی ہے۔ ادنیٰ جماعت میں سو احادیث پر مشتمل نخبۃ الاحادیث، عامہ اولیٰ میں عمدۃ الاحکام، عامہ ثانیہ میں بلوغ المرام، خاصہ اولیٰ میں مشکاۃ الصابیح (جلد اول)، خاصہ ثانیہ میں سنن نسائی اور مشکاۃ المصابیح (جلد دوم)، عالیہ اولیٰ میں جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ، عالیہ ثانیہ میں سنن ابی داود، عالیہ اولیٰ میں صحیح بخاری و صحیح مسلم (حصہ اول) اور موطا امام مالک، جب کہ عالیہ ثانیہ میں صحیح بخاری و صحیح مسلم (حصہ دوم) شامل ہیں اور ان میں ہر کتاب سبقاً سبقاً پڑھائی جاتی ہے، تاکہ آج کے طلبا (مستقبل کے علما) میں پیش آمدہ تمام مسائل کو قرآن و حدیث کی روشنی میں سمجھنے اور حل کرنے کی استعداد اور صلاحیت پیدا ہو اور اُن کے دل میں محبوبِ کبریا ﷺ کی ایسی عقیدت و محبت رچ بس جائے کہ وہ اقوال و آرا کی بحث میں اُلجھنے کے بجائے صرف رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہی سے دین میں راہنمائی حاصل کریں۔ اس شعبہ میں ہر سال طلبا کی ایک جماعت علومِ نبوت کے زیور سے آراستہ ہو کر نکلتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعبہ تحفیظ القرآن والتجوید:

اس شعبے میں تجوید کے ساتھ حفظ و ناظرہ قرآن کریم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس شعبے میں باقاعدہ عصری تعلیم انگلش، حساب اور اردو کے مضامین کو شامل کیا گیا ہے، جس کے خاطر خواہ نتائج حاصل ہو رہے ہیں۔

شعبہ علوم عصریہ:

جامعہ میں داخلے کے لیے ناظرہ قرآن اور مڈل کلاس یا کم از کم پرائمری پاس شرط ہے۔ دینی مدارس میں داخل ہونے والے بعض طلبا پسماندہ علاقوں سے آتے ہیں، جہاں بنیادی ضروریات بھی میسر نہیں ہوتیں، چہ جائیکہ تعلیم میسر آئے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے علاحدہ اساتذہ مقرر کر کے عصری تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ جو طلبہ میٹرک یا انٹر یا ڈگری کے امتحان میں شرکت کرنا چاہتے ہیں، جامعہ کی طرف سے ان کو مالی سپورٹ مہیا کی جاتی ہے۔

چوں کہ جامعہ کا وفاق المدارس السّلفیہ سے بھی الحاق ہے، اس لیے طلبا کو اردو، انگلش، مطالعہ پاکستان، جنرل سائنس جیسے دیگر مضامین کا بھی امتحان دینا پڑتا ہے، جس کی بنا پر ان مضامین کو بھی نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔

شعبہ مدرسۃ البنات:

بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لیے مدرسۃ البنات کا بھی اہتمام ہے، جس میں معلّمات حفظ و ناظرہ اور ترجمۃ القرآن الکریم کی تعلیم دیتی ہیں۔ مدرسۃ البنات میں زیرِ تعلیم تمام طالبات مقامی ہیں، جو اپنے گھروں سے پڑھنے آتی ہیں اور پڑھ کر چلی جاتی ہیں، کیوں کہ جامعہ میں طالبات کی رہایش کا انتظام نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعبہ دار الافتاء:

روز مرہ کے شرعی مسائل کے حل میں اہلِ حدیث اور دیگر مسالک میں واضح فرق یہ ہے کہ اہلِ حدیث اپنے فتاویٰ میں بنیاد صرف قرآن اور حدیث کو بناتے ہیں، جب کہ ائمہ کے اقوال و آرا کی حیثیت ثانوی ہوتی ہے، جب کہ دیگر مسالک کے فتاویٰ میں اپنے اپنے ائمہ کے اقوال کو اساس قرار دیا جاتا ہے اور قرآن و حدیث کو ثانوی حیثیت دی جاتی ہے، جس کے سبب بہت سی قباحتیں سامنے آتی ہیں۔

جامعہ کے دار الافتاء میں شیخ الحدیث مفتی محمد یوسف محمدی قصوری صاحب اور دیگر اساتذہ مولانا محمد افضل سردار صاحب، مولانا حفیظ الرحمٰن قدر صاحب، مولانا عبداللطیف اختر صاحب اور قاری محمد اشرف رحمانی صاحب عوام الناس کو درپیش مسائل کا قرآن و حدیث کی روشنی میں حل فرماتے ہیں، جس کی بدولت سیکڑوں گھر اُجڑنے سے اور بے شمار خاندان برباد ہونے سے محفوظ ہو چکے ہیں، جب کہ آخری کلاس کے طلبا کو فتاویٰ نویسی کی تربیت دی جاتی ہے۔

شعبہ نشر و اشاعت:

دینِ اسلام کی ترویج کا ایک موثر ذریعہ تحریر بھی ہے۔ تعلیم یافتہ باشعور طبقہ دلائل و براہین سے مزین حق و صداقت پر مبنی دعوت سے لا محالہ متاثر، بلکہ مستفیض بھی ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لیے شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے مختلف مواقع کی مناسبت سے پمفلٹس، اشتہارات اور کتابچے شائع کیے جاتے ہیں۔

شعبہ دعوت و تبلیغ:

دین کی دعوت و تبلیغ انبیا علیہم السلام کا مشن ہے۔ وحی کا سلسلہ منقطع ہو جانے کے بعد یہ ذمے داری علمائے کرام کی ہے۔ اس ذمے داری سے عہدہ برآ ہونے کے لیے طلبا کو تیار کیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لیے ہر جمعرات کے روز اساتذہ کی نگرانی میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تربیتی و اصلاحی اجلاس منعقد ہوتا ہے، جس میں طلبا کو تقریر کی تربیت و مشق کرائی جاتی ہے اور وقتاً فوقتاً مختلف موضوعات پر تقریری مقابلہ کرایا جاتا ہے اور نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والوں کی حوصلہ افزائی بھی کی جاتی ہے، جس کی وجہ سے جامعہ کے اساتذہ کے ساتھ ساتھ آخری جماعتوں کے طلبا بھی مختلف مساجد میں خطباتِ جمعہ اور دروسِ قرآن وحدیث کے ذریعے یہ فریضہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

لائبریری:

علمی استفادہ کے لیے جامعہ میں عظیم الشان لائبریری قائم ہے، جس میں مختلف زبانوں میں مختلف موضوعات پر ہزاروں کتابیں موجود ہیں، جن میں بعض قدیم و نایاب نسخے بھی شامل ہیں۔

کمپیوٹر کی تعلیم (Information Technology)

الحمدللہ! جامعہ میں باقاعدہ I-T کا شعبہ اور کمپیوٹر لیب تیار کیا گیا ہے۔ اس شعبے کے انچارج حافظ محمد خالد معرفانی صاحب ہیں، جس میں طلبا کو کمپیوٹر کی تعلیم سے روشناس کرایا جاتا ہے اور کمپیوٹر کے مختلف کورسز کرائے جاتے ہیں، تاکہ وہ دینی علوم کے ساتھ ساتھ جدید علوم سے بھی آگاہی حاصل کر کے دعوت و تبلیغ کے میدان میں جدید ایجادات سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں۔

خدمتِ خلق:

سفید مسجد کلینک میں ہر ماہ ہزاروں مریض انتہائی ارزاں علاج معالجے سے مستفید ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہر سال اجتماعی قربانی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ قربانی علمائے کرام کی زیرِ نگرانی شرعی اصولوں کے مطابق کی جاتی ہے۔ نیز خواتین کی دینی تربیت کے لیے بعد نمازِ عصر ترجمہ و تفسیر قرآن کا اہتمام کیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلیل القدر اساتذہ کی خدمات:

اس ادارے کو بے شمار جلیل القدر علمائے کرام و اساتذۂ عظام سے تدریسی خدمات انجام لینے کا شرف حاصل ہے۔ جامعہ میں جن اکابر علما، اہلِ علم و فضلا نے تدریسی فرائض انجام دیے ہیں، ان میں شیخ المعقولات و المنقولات مولانا حاکم علی رحمانی دہلوی، شیخ الحدیث مولانا محمد یونس دہلوی، علامہ یوسف کلکتوی، مولانا عبدالجبار، مولانا محمد اسحاق خائف، مولانا عبدالحنان بہاری، مولانا عبدالوکیل خطیب، مولانا عبدالغفار حسن، مولانا عبدالعزیز فیصل آبادی، مولانا کرم الدین سلفی، مولانا مفتی محمد صدیق محمدی، مولانا عبدالحق حقانی رحمہ اللہ اور علامہ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ وغیرہ قابلِ ذکر ہیں اور آج بھی شیخ الحدیث مفتی محمد یوسف محمدی قصوری حفظہ اللہ کی سربراہی میں تجربہ کار محنتی اور مشفق اساتذہ کی ٹیم قرآن وحدیث کی تعلیم دینے میں مصروفِ عمل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مصادر ومراجع

(1) اردو عربی کتب:

۱- اہل حدیث اور سیاست مولانا نذیر احمد رحمانی املوی

ط:۲، ۱۹۸۶ء۔ادارۃ البحوث الاسلامیۃ، جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس

۲- بزم ارجمنداں محمد اسحاق بھٹی

ط: ۱۹۹۹ء۔مکتبہ قدوسیہ، لاہور

۳- تراجم علمائے اہل حدیث خالد حنیف صدیقی

ط:۱، ۲۰۰۸ء، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

۴- تراجم علمائے اہل حدیث میوات حکیم محمد اسرائیل سلفی

ط:۱۹۹۳ء۔ ناشر جمعیت اہل حدیث، ہریانہ

۵- تراجم علمائے حدیث ہند مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی

ط:۱، ۱۳۵۷ھ، جید برقی پریس، دہلی

۶- جماعت اہل حدیث کی تدریسی خدمات مولانا عزیز الرحمٰن سلفی

ط:۲، ۱۹۸۴ء۔ادارۃ البحوث الاسلامیۃ، جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس

۷- جهود مخلصة في خدمة السنة المطهرة (عربی) ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی

ط:۲، ۱۹۸۶ء۔ادارۃ البحوث الاسلامیۃ، جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس

۸- سرگزشت مجاہدین مولانا غلام رسول مہر ناشر شیخ غلام علی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اینڈ سنز، پبلشرز، پاکستان

۹- فتاوی شیخ الحدیث مبارک پوری — فواز عبد العزیز

ط:۱، ۲۰۱۰ء۔ ناشر: مرکزی جمعیت اہل حدیث، ہند

۱۰- مقدمۃ تحفۃ الاحوذی (عربی) — مولانا عبد الرحمٰن محدث مبارک پوری

دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان

۱۱- مولانا عبد العزیز رحیم آبادی: حیات وخدمات۔ — محمد فضل الرحمٰن سلفی

ط: ۱۹۸۹ء۔ نسیم کتاب محل، مظفر پور، بہار

۱۲- مولانا عبد الغفار حسن رحمانی: حیات اور خدمات — صہیب حسن و سہیل حسن

ط:۱، ۲۰۱۰ء۔ مکتبہ اسلامیہ، لاہور

۱۳- نصاب تعلیم وقواعد مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی

ط: ۱۹۳۶ء، جید برقی پریس، دہلی

۱۴- نقوش شیخ رحمانی — مولانا محمد اعظمی

ط:۱، ۱۹۹۴ء، سرفراز آفسیٹ پریس، مئو

۱۵- ہندوستان میں جماعت اہل حدیث کی علمی خدمات — مولانا ابو یحییٰ امام خان نوشہروی

ناشر آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس

(2) رسائل وجرائد:

۱- مجلّہ ''آثار جدید'' مئو

۲- پندرہ روزہ ''اخبار محمدی'' دہلی

۳- ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور

۴- ہفت روزہ ''اہل حدیث'' امرتسر

۵- پندرہ روزہ مجلّہ ''اہلِ حدیث'' ہریانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٦- ماہنامہ ''التبیان'' دہلی

٧- جریدہ ''ترجمان'' دہلی

٨- ماہنامہ ''السراج'' جھنڈا نگر، نیپال

٩- ماہنامہ ''صراطِ مستقیم'' برمنگھم، برطانیہ

١٠- مجلّہ ''طوبیٰ'' بہار

١١- ماہنامہ ''محدث'' بنارس

١٢- رسالہ ''محدث'' دہلی

١٣- یادگار مجلّہ ''اہلِ حدیث'' بموقع پاکوڑ کانفرنس

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہائے رحمانیہ!

رحمانیہ کا اب نام ہی نام ہے۔ نام ونشان مٹ گیا۔ سیاسی آزادی کی صبح امید سے نامور دینی درس گاہ کے حق میں شامِ حسرت ثابت ہوئی۔ باڑہ ہندوراؤ دہلی کے اس اسلامی ادارے کو دنیا کی نظر کھا گئی۔ متاعِ دین و دانش برسرِ عام لٹ گئی۔ ناگوار حالات کی نذر ہوگئی۔ قال اللہ و قال الرسول کی صدائے دل نواز و ایمان افروز سے مدتوں گونجنے کے بعد اس کے در و دیوار اب خاموش ہیں۔ اپنے لٹے پٹے کاروانِ علم و عمل پر نوحہ خواں ہیں، ماتم کناں ہیں، حسرت کی مورت ہیں اور اب تو اس کی روح پرور فضا اور اسلامی ماحول میں پلے ہوئے، پڑھے ہوئے، پروان چڑھے ہوئے علم و عمل کے نمونے بھی ایک ایک کر کے اٹھتے جاتے ہیں۔

کیا یہ حالات کی ستم ظریفی اور لمحہ فکریہ نہیں کہ ملک غلام تھا تو یہ ادارہ جیتا جاگتا، جگمگاتا رہا، جب ملک آزاد ہوا تو اس ادارے کی روشنی گل ہوگئی؟ کیا گل کھلایا ہے زمانے نے! ؎

ہر بلائے کز آسماں آید گرچہ بر دیگرے قضا باشد
بر زمیں نا رسیدہ می پرسد خانۂ مسلماں کجا باشد

میں اس نخلستان کے عالمِ بہار کا عینی شاہد نہیں ہوں، اس کی کیفیتِ خزاں کا مایوس تماشائی رہا ہوں۔ میں نے اس شاہدِ جمال کی رعنائی نہیں دیکھی ہے، اس کے بدلے ہوئے تیور اور بکھرے ہوئے زلف و گیسو دیکھے ہیں، تاہم دل خون ہوا ہے، جو اس وقت روشنائی کا کام دے رہا ہے، اس لیے یہ حدیثِ دردمندی جملہ معترضہ کی شکل میں طویل ہوگئی ہے۔ بات ذرا دور جا پڑی ہے ؎

منکر نہ تواں گشت اگر دم زنم از عشق
ایں نشہ بہ من گرنہ بود باد گرے ہست

(مولانا محمد ثناء اللہ عمری، ماہنامہ ''السراج'' نیپال، خطیب الاسلام نمبر، ص: ۵۲۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدرسہ کی طرف سے دی جانے والی عالمیت کی سند کا عکس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ میں انجمن تہذیب الکلام کا

شاندار سالانہ جلسہ

مدرسہ مذکورہ کے طلبہ کی اس انجمن کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۴ رجب سنہ [illegible] بعد نماز عشا ساڑھے آٹھ بجے منعقد ہوگا۔ جس میں مدرسہ مذکورہ کے قابل طلبہ کی دلپذیر مؤثر تقریروں کے علاوہ فاضل اجل عالم باعمل مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی اور علامہ شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ صاحب اور مولانا محمد صاحب اڈیٹر اخبار محمدی نیز دیگر علمائے کرام بصیرت افروز روح پرور تقاریر فرمائیں گے +

امید ہے کہ اہل دل حضرات جوق در جوق وقت مقررہ پر مدرسہ مذکورہ واقع باڑہ ہندو راؤ میں تشریف لے آئینگے اور شرکت جلسہ سے اپنی آنکھوں کو پرنور اور اپنے دل کو مسرور کرینگے۔

عبد الغفار حسن رحمانی ناظم انجمن تہذیب الکلام

مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی

وحید سہیل پریس دہلی

مدرسہ کی انجمن طلبہ کے ایک پروگرام کے اشتہار کا عکس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فروری ۱۹۳۸ء

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا

رسالہ محدث دہلی

زیر ملکیت

شیخ عطاء الرحمن صاحب مہتمم دار الحدیث رحمانیہ

نگران اصول

مولانا عبید اللہ صاحب

مدیر مسئول

نذیر احمد املوی رحمانی

دار الحدیث رحمانیہ دہلی

مدرسہ سے شائع ہونے والے رسالہ محدث کے فروری ۱۹۳۸ء کے شمارہ کا سرورق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

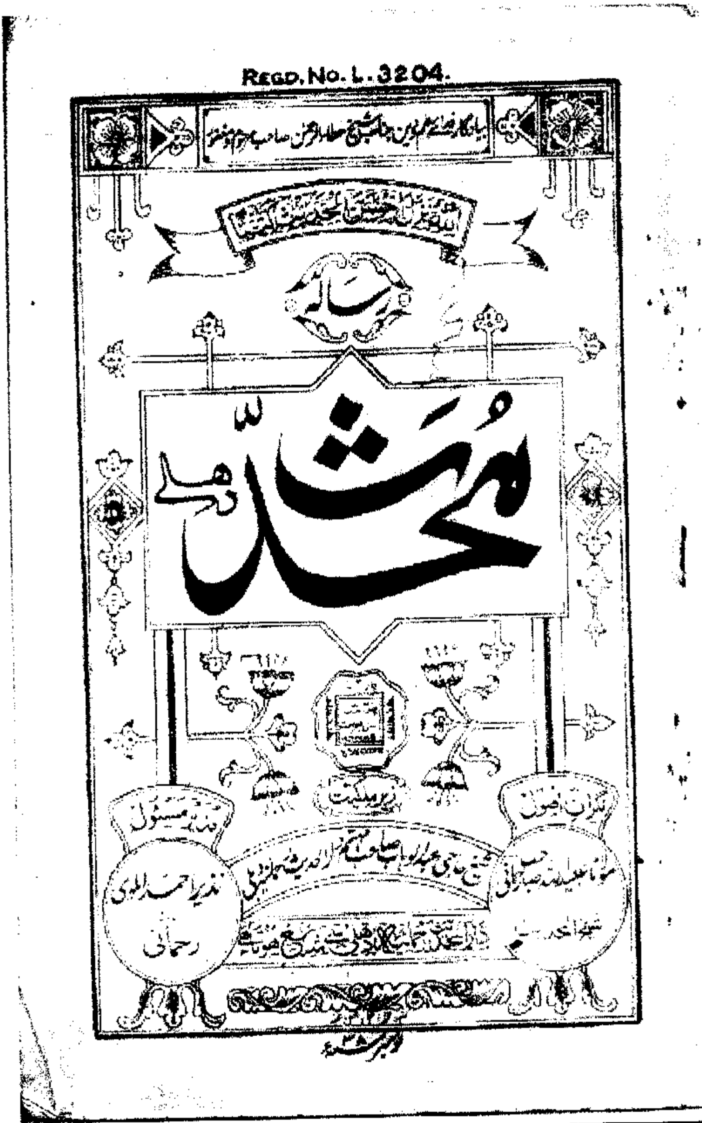

مدرسہ سے شائع ہونے والے رسالہ محدث کے نومبر ۱۹۳۸ء کے شمارہ کا سرورق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دار الحدیث رحمانیہ ...تصاویر کے آئینے میں:

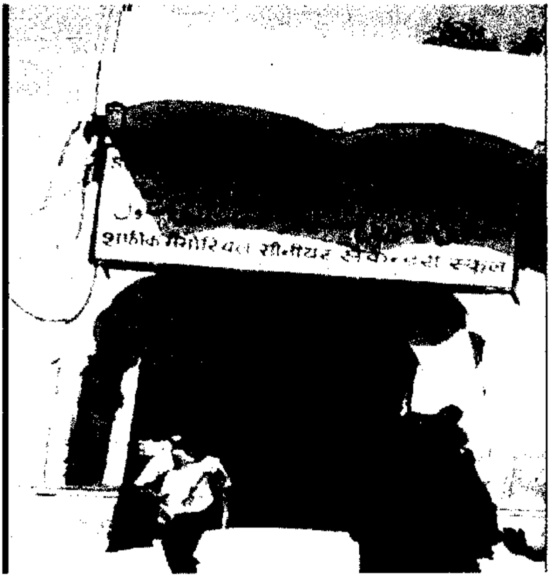

مشرقی سمت میں مدرسے کا اندرونی دروازہ جس کے اوپر اسکول کا موجودہ بورڈ دیکھا جا سکتا ہے۔

مدرسہ کا اندرونی صحن اور شمال مغرب سمت کے برآمدے وکمرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدرسہ کے جنوبی حصے میں دار التذکیر ہال کی جگہ تعمیر کی گئی اسکول کی جدید عمارت

→

مغربی سمت میں مدرسہ کا عقبی دروازہ جو مسجد کی طرف جانے کے لیے استعمال ہوتا تھا

↓

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

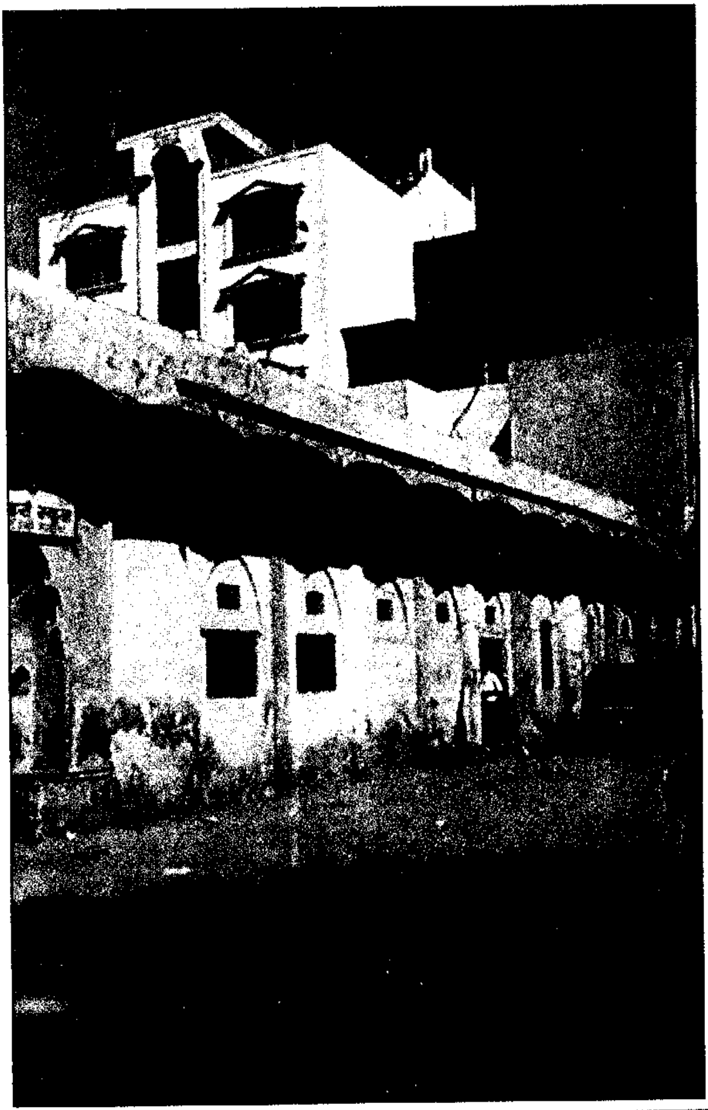

مشرقی سمت کی درسگاہوں کی عقبی دیوار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامع مسجد سفید اہل حدیث کراچی، جس میں تقسیمِ ہند کے بعد دار الحدیث رحمانیہ کراچی قائم ہوا۔

بیرونی منظر:

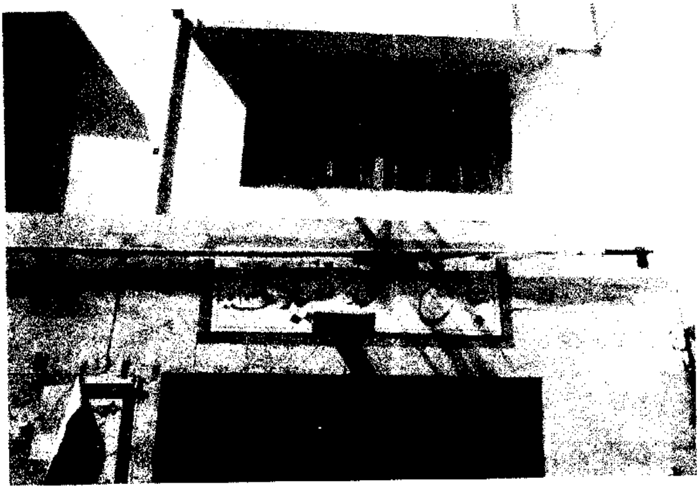

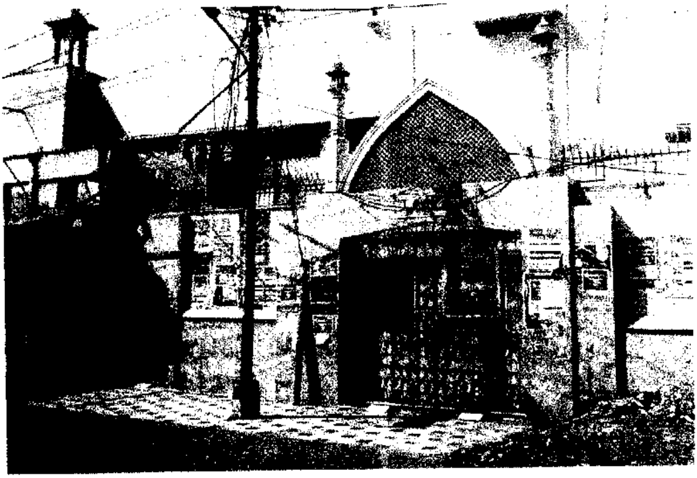

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندرونی منظر:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلة إحياء التراث العلمي
للإمام
النواب محمد صديق حسن خان القنوجي رحمه الله

مجموعہ رسائلِ عقیدہ

نواب سید محمد صدیق حسن خان رحمہ اللہ
(۱۸۳۲ء — ۱۸۹۰ء)

تسہیل و تخریج

حافظ عبداللہ سلیم　　حافظ شاہد محمود

دار أبي الطيب
للنشر والتوزيع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلة إحياء التراث العلمي

للإمام

النواب محمد صديق حسن خان القنوجي رحمه الله

مجموعۂ علوم قرآن

تالیف

نواب سید محمد صدیق حسن خان رحمہ اللہ

(۱۸۳۲ء — ۱۸۹۰ء)

تسہیل و تخریج

حافظ عبداللہ سلیم

حافظ شاہد محمود

دار ابی الطیب

للنشر والتوزیع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجموعہ مقالات و فتاویٰ

علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ

ترتیب و تحقیق

فضیلۃ الشیخ محمد عزیر شمس حفظہ اللہ
فاضل مدینہ یونیورسٹی

تخریج

حافظ شاہد محمود
فاضل مدینہ یونیورسٹی

دار ابی الطیب
للنشر والتوزیع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برِّصغیر میں

اہلِ حدیث کی اوّلیات

مولانا محمد اسحاق بھٹی

دار ابی الطیب
للنشر والتوزیع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذکرۃ محدث العصر

علامہ محمد عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

عبدالرشید عراقی

دار ابی الطیب
للنشر و التوزیع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دار ابی الطیب
للنشر و التوزیع

گل روڈ، حمید کالونی، گلی نمبر 5، گوجرانوالہ
055-3823990, 0321-6466422